رمضان سپیشل ایڈیشن
علمی واصلاحی رسالہ
اِسرا
میگ
زیر اہتمام
اسرا ایجوکیشن
www.iisra.net
مئی 2017، جلد2، شمارہ13
اس شمارے میں۔۔۔۔
ہم نے کوشش کی ہے
کہ اسلامی تقویم کے نویں مہینے ماہ رمضان کو
ایمانی تقویم کا پہلا مہینہ بنا دیں۔
شَهرُ رَمَضانَ الَّذِی
هُدًی لِلنَّاسِ وَبَیِّنَاتٍ مِنَ الهُدَیٰ وَالفُرقَانِ

فہرست

اداریہ (۱)

رمضان المبارک کی صبح اور شام کی ہر ساعت بیش قیمت ہے۔ یہی ماہِ قرآن ہے۔ اسی میں شب قدر ہے۔ اس کا بہترین عمل روزہ رکھنا ہے۔ ہر روزہ دار کے اخلاص، قلبی کیفیت اور تقویٰ کے مطابق اللہ نے خود اس کا اجر عطا فرمانا ہے۔ نیز یہ مہینہ ہم سے تقاضہ کرتا ہے کہ ہم اللہ کی رضا والے کاموں میں خود کو مصروف رکھیں۔ نفس کی کمزوری ہے کہ جن احکام کے فوائد نظر نہیں آ رہے ہوتے ان کی طرف آسانی سے مائل نہیں ہوتا۔ ان پر عمل کی مشقت سے اجتناب کرتا ہے۔ اس کے برعکس جب یہی نفس انسانی کسی کام میں طبیعت کا میلان، ذہنی آسودگی اور مادی نفع دیکھتا ہے تو ادھر مائل اور آمادہ عمل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے لوگ نفلی روزے تو دور کی بات، ماہ رمضان میں بھی روزے جیسے اہم دینی فریضے سے غافل رہتے ہیں ہیں۔ ایسے میں اگر ہماری اس کاوش سے ہمارے اپنے اور دوسروں کے بھی علم و عمل میں کوئی بہتری پیدا ہوئی تو یقیناً یہ ہماری اور ان کی کامیابی ہو گی۔ کیونکہ ہمارا ایمان و اخلاق اور اللہ کی بے پایاں رحمتوں کا حصار لازم و ملزوم ہیں۔ رمضان کا مقدس مہینہ اسلامی تقویم کا نواں مہینہ ہے۔ اس شمارے میں ہم نے کوشش کی ہے کہ اسے ایمانی تقویم کا پہلا مہینہ بنا دیں۔ جو لوگ غافل ہیں، ان کی غفلت دور ہو جائے۔ کسی کا اللہ سے رشتہ ٹوٹا ہوا ہے تو پھر سے استوار ہو جائے۔

رمضان اسپیشل ایڈیشن کی ترتیب و اشاعت کے ضمن میں سب سے زیادہ میں اللہ کی شکر گزار ہوں جس کی توفیق و طاقت کے بغیر یہ سب کچھ ناممکن تھا۔ اس کے بعد حافظ محمد شارق صاحب کے خلوص اور تعاون کا تذکرہ نہ کرنا بھی علمی کوتاہی ہو گی۔ ساتھ ہی معزز مصنفین کی بھی میں تہہ دل سے شکر گزار ہوں جن کی معاونت کے بغیر شاید یہ میگزین جلد تیار نہ ہو پاتا۔ الحمدللہ قارئین نے بھرپور قلمی تعاون کیا۔ بہت سے اچھے مضامین جگہ کی کمی کی وجہ سے اس شمارے میں شامل ہونے سے رہ گئے جنھیں اگلے ماہ شامل اشاعت کیا جائے گا۔ قارئین سے گزارش ہے کہ عمل کی نیت سے مطالعہ کریں۔ اگر اغلاط نظر سے گزریں تو بلا تاخیر مطلع فرمائیں۔ ہم الحمدللہ مثبت تنقید کا خیر مقدم کر کے اغلاط کے ازالے کی ہر ممکن کوشش کیا کرتے ہیں۔

عظمیٰ عنبرین

اداریہ (۲)

طویل اندھیرے کے بعد روشنی کی کرن پھوٹنے لگے، سخت دھوپ کے بعد گھنے بادل چھانے لگیں یا کسی تلاطم کے بعد آسمان صاف ہونے لگے تو یہ احساس نہایت روح پرور ہوتا ہے۔ کچھ اسی طرح کا احساس ہے کہ گناہوں سے بھری سال بھر کی زندگی کے بعد ایک بار پھر رمضان المبارک رحمتوں اور نیکیوں سے معطر ہو کر ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ اس عمرِ مختصر میں ایک بار رمضان کا لوٹ آنا یقیناً بڑی سعادت ہے۔ اللہ نے ہمیں زندگی میں ایک بار پھر یہ موقع دے رہا ہے کہ ہم خوابِ غفلت سے جاگ کر، شیطان کی بندگی سے آزاد ہو کر اور نفسانیت کے دلدل سے نکل کر اپنے آلودہ نفس کو پاکیزگی کا زیور پہنائیں۔ اپنی روح کو تقویٰ سے آراستہ کریں، اسے نیکیوں سے سنواریں اور اخلاق و حسنات سے مزین کریں۔ ایک بار پھر ہم اُن رحمتوں سے لطف اندوز ہوں جو ہمارے لیے نجات کا شافی سامان رکھتی ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ مہینہ جو سال بھر میں ایمان کی بڑھوتری کے لیے بہترین ٹریننگ سیشن ہے اور خواہش تو یہ ہم سبھی کی ہے کہ اس رمضان ہم اپنی بخشش کروالیں اور اپنی زندگی کو بدل دیں ، مگر اس خواب کی تعبیر کے لیے محض خواہش ہی کافی نہیں، ارادہ ضروری ہے۔ عزم و استقلال کا وہ رویہ درکار ہے جو ہمیں ڈٹ کر گناہوں کے خلاف کھڑا کر دے۔ محض باتیں بہت کی جا سکتی ہیں، مگر اب عمل کا موقع ہے۔ ادارہ اسرا کے زیر اہتمام "رمضان کورس" کا آغاز یکم رمضان سے کر دیا جائے گا جس کی تفصیل اسی شمارے میں موجود ہے۔ امیدِ واثق ہے کہ گزشتہ سال کی طرح یقیناً اس سال بھی یہ کورس کئی دلوں میں روحانی انقلاب کا سبب بن سکے گا۔ مگر اس موقع سے اور رمضان کے نیکیوں والے ماحول سے فائدہ وہی اٹھائیں گے جن کے دل میں واقعی عشقِ الٰہی کے حصول کی سچی تڑپ ہو۔

حافظ محمد شارق

فہم القرآن

فاطمہ نور: اسلام آباد

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر کیے گئے تھے تا کہ تم میں تقوٰی پیدا ہو

سورہ البقرہ: 183

آیت کا مطلب

اس آیت میں اللہ نے اہل ایمان کو تصریح فرمادی کہ تم پر روزے اس لیے فرض کیے گئے تا کہ تم تقوٰی اختیار کرو۔ اس سے فائدہ یہ ہے کہ انسان کا نفس پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی فرمایا گیا ہے کہ اس حکم کے ساتھ تم تنہا نہیں بلکہ تم سے اگلوں کو بھی روزے رکھنے کا حکم تھا، اس بیان سے یہ بھی مقصد ہے کہ یہ امت اس فریضہ کی بجا آوری میں اگلی امتوں سے پیچھے نہ رہ جائے۔

متعلقہ احکام

اللہ تعالیٰ صرف متقی لوگوں کے اعمال صالحہ قبول کرتا ہے"۔ (المائدہ:27)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے تقویٰ کا مفہوم دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ:

آپ کبھی خار دار وادی سے نہیں گذرے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں ضرور گذرا ہوں۔ حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: وہاں سے کیسے گذرنا ہوا؟ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: دامن کو بالکل سمیٹ کر گزرا، انہوں نے فرمایا: یہی تقویٰ کا مفہوم ہے یعنی گناہ و سیئات کی وادیوں سے دامن بچا کر گذر جانا۔ (تفسیر ابن کثیر: 1/ 43)

فہم الحـــدیــث

مریم نورین: مردان

الصیام جنة من النار کجنة أحدکم من القتال

”روزہ آگ (جہنم کی) سے ڈھال ہے جس طرح لڑائی میں تم میں سے کسی کی ڈھال ہوتی ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی فضل الصیام، رقم الحدیث 1639، ج 1، ص 525)

اس حدیث مبارک کی رو سے روزہ نہ صرف جہنم کی آگ سے ڈھال ہے بلکہ روزہ کی مثال جنسی خواہشات، مادی اور روحانی ہر قسم کی بیماریوں کے لیے ڈھال کی سی ہے۔ روزہ انسان کی جنسی خواہشات کو دبا کر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ تاہم روزہ کا مقصد صرف یہ نہیں کہ جنسی جذبات کا مکمل طور پر خاتمہ ہو بلکہ روزہ کا مقصد یہ ہے کہ انسان ہر قسم کی خواہشاتِ نفسانی سے بچا رہے۔ خطاؤں سے حتی الامکان اجتناب کرے اور اپنے نفس کی اصلاح کر کے روزے کو اپنے لیے حصول تقویٰ بنائے۔ جو شخص ہر سال اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر پورا مہینہ اپنی بنیادی خواہشات پر قابو پانے کی مشق کامیابی اور بہترین طریقہ سے مکمل کرے تو اسے ضبط نفس کی وہ قوت مل جاتی ہے کہ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی شیطان کی ہر ترغیب کا مقابلہ کر سکنے کے علاوہ دوسرے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے اپنے نفس کو بآسانی باز رکھ سکتا ہے۔ اور ہر خلاف شریعت عمل سے رک جانے کی صلاحیت پروان چڑھتی

ہے۔ تاہم اس عبادت کا اہم تقاضا ہی یہی ہے کہ ہم دن بھر ایسے کاموں سے رکے رہیں جس سے اس عبادت کی روح زخمی ہو۔ **آیئے آج ہم اپنا احتساب کریں کہ**

- کیا واقعی ہم نے روزے کو اپنے لیے ڈھال بنایا ہوا ہے ؟
- کہیں روزے کی روح کو مجروح تو نہیں کیا ہوا ؟
- روزے کو باطل کرنے والے امور سے بچتے ہیں ؟
- کیا روزے کی حالت میں اپنے اعضا خاص طور پر زبان کی حفاظت کرتے ہیں ؟

روزہ، رمضان اور قرآن

ڈاکٹر محمد عقیل: کراچی

عام طور پر رمضان اور روزوں کے ذکر میں ہم مختلف لوگوں کی باتیں بیان کرتے ہیں کہ روزہ کا فلسفہ کیا ہے ؟ رمضان میں کیا کرنا چاہیے ؟ تقوی کیا چیز ہے ؟ وغیرہ۔ ان تمام باتوں کی بنیاد اکثر اوقات قران و سنت ہی ہوتے ہیں۔ البتہ آج ہم یہ دیکھیں گے کہ قرآن نے جب روزوں اور رمضان کو بیان کیا تو اس کی پریزنٹیشن کی ترتیب اور فوکس کیا تھا۔

رمضان اور روزوں کا سب سے تفصیلی بیان قرآن میں سورہ البقرہ کی آیات ۱۸۳ سے لے کر ۱۸۷ تک ہے۔ ان پانچ آیات میں تفصیل سے رمضان اور روزوں کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ سب سے پہلے یہ بتایا گیا کہ روزہ فرض کیے گئے اور یہ کوئی پہلی بار نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی روزے دیگر امتوں پر فرض کیے گئے۔ یہ بتانے کا مقصد حوصلہ افزائی بھی ہے اور تنبیہہ بھی۔ حوصلہ افزائی اس پہلو سے ہے کہ پہلے بھی لوگ روزے رکھتے رہے ہیں تو تم بھی روزے رکھو اور یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ تنبیہہ یہ کہ چونکہ پہلے بھی لوگ رکھتے رہے ہیں اس لیے یہ کوئی عذر نہیں کہ بہت مشکل کام ہے ہم نہیں رکھ سکتے وغیرہ۔ جب وہ رکھ سکتے ہیں تو تم بھی رکھ سکتے ہو۔

۲۔ دوسری بات روزے کا مقصد بیان کیا گیا کہ اس کا اصل مقصد تقوی ہے۔ تقوی کے دو پہلو ہیں، ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔ باطنی پہلو ایک نفسیاتی کیفیت کا نام ہے جس میں انسان خدا کا خوف رکھتا، اس کا لحاظ رکھتا اور اس کی ناراضگی سے بچنا چاہتا ہے۔ اس کا ظاہری طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اپنا عمل اس طرح کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ خدا کی ناراضگی سے بچے۔ لیکن عمل درست کرنے کے لیے تربیت درکار ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ روزہ کے ذریعے نفس کو قابو رکھتا ہے تاکہ اپنی سوچ اور عمل خدا کی رضا کے مطابق کرلے۔

۳۔ آگے یہ بتایا گیا رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہونا شروع ہوا۔ یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے انسانوں کے لیے کہ عالم کا پروردگار ان سے مخاطب ہے۔ چنانچہ اسی شکر گذاری کے جذبے کے تحت پوری امت مسلمہ پر رمضان کے روزے فرض کر دیے

گئے تاکہ اس ہدایت پر اللہ کا شکر ادا کیا جائے اور اللہ کی بڑائی بیان کی جائے۔ اسی لیے قرآن اور رمضان کا گہرا تعلق ہے۔ صرف زبانی طور پر الحمد للہ کہہ لینے سے یہ حق ادا نہیں ہوتا۔ رمضان میں قرآن کو سمجھ کر پڑھنا، سننا، ڈسکس کرنا اور اس پر عمل کرنا ہی دراصل اس شکر گذاری کا عملی اور حقیقی اظہار ہے۔

۴۔ اس کے بعد مریض اور مسافرین کو چھوٹ دی جا رہی ہے کہ وہ رمضان کے روزے بعد میں رکھ لیں۔ ساتھ ہی یہ بھی بتادیا کہ اللہ نرمی چاہتا ہے سختی نہیں۔ ورنہ تو وہ تمام جہانوں کا رب اور حقیقی بادشاہ ہے جو کسی کے سامنے جوابدہ نہیں۔ وہ چاہتا تو دنیاوی بادشاہوں کے طرح سختی کا رویہ روا رکھتا، ان سے بدسلوکی کرتا، ان کو ہر طرح سے مشقت میں ڈالتا تب بھی کوئی اس سے پوچھنے والا نہ تھا۔ لیکن یہ اس کی شفقت و محبت ہے کہ ماں سے بھی زیادہ اپنے بندوں کا خیال رکھتا اور بیماری و تکلیف میں اپنی شریعت و قانون ہی کو بدل دیتا ہے۔

۵۔ اگلی آیت دعا سے متعلق ہے۔ چونکہ رمضان کا اصل مقصد خدا اور بندے کے درمیان تعلق کو مضبوط کرنا ہے، اسی لیے اللہ کو پکارنے سے متعلق چند اصول بیان کر دیے گئے ہیں۔ جب بھی بندہ خدا سے بات کرنا چاہتا، اس سے اپنا کوئی مسئلہ بیان کرنا چاہتا یا اس کی جانب رجوع کرنا چاہتا ہے تو وہ اسے کہیں نظر ہی نہیں آتا۔ زیادہ سے زیادہ جو تصور قائم ہوتا ہے وہ یہ کہ خدا آسمان میں کہیں دور بیٹھا ہے۔ یہ دوری کا تصور انسان کو زمین میں ان زمینی ہستیوں کو تلاش کرنے پر مجبور کر دیتا ہے جو اس دور بیٹھے خدا تک اس کی بات پہنچا سکیں۔ یہی شرک کی ایک بڑی وجہ ہے۔ چنانچہ پہلی بات اللہ نے بیان کی کہ میں دور نہیں بہت قریب ہوں، میں تو تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ میں تمہارے ساتھ موجود ہوں، جب تم دو ہوتے ہو تو تیسر اللہ ہوتا ہے۔ جب میں اتنا قریب ہوں تو کسی سہارے کی ضرورت نہیں، براہ راست مجھ سے ہی بات کرو، مجھ سے اپنی امیدیں، مسائل، پریشانیاں ڈسکس کرو۔

پھر یہ فرمایا کہ کوئی پکارنے والا جب پکارتا ہے تو میں براہ راست سنتا ہوں۔ یعنی خدا کا دربار ہر وقت ہر کسی کے سامنے موجود ہے جہاں خدا اپنے عرش پر جلوہ افروز ہے اور اس کے کارندے یعنی فرشتے ادب سے سر جھکائے کھڑے ہیں۔ ہر انسان جب بھی چاہے اس دربار میں جا کر اپنی بات کہہ دے۔ نہ اسے لائن لگانی ہے، نہ وزرا کو بادشاہ سے ملنے کے لیے رشوت دینی ہے، نہ کسی اور تاخیر کا سامنا کرنا ہے۔

آگے یہ بھی فرمادیا کہ میں نہ صرف سنتا ہوں بلکہ جواب بھی دیتا ہوں۔ خدا جواب کس طرح دیتا ہے یہ ایک طویل موضوع ہے۔ البتہ خدا کسی کی پکار سننے کے بعد تین فیصلہ کر سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ دعا یعنی درخواست کو من و عن مان لیا جائے، دوو سرا یہ کہ اسے کچھ اعتراضات لگا کر واپس کر دیا جائے، تیسرا یہ کہ اسے رد کر دیا جائے قبولیت کی صورت میں فرشتوں کو اس پر عمل درآمد کا حکم ہوتا ہے اور درخواست اپنی معینہ مدت پر پوری ہو جاتی ہے۔ اعتراضات لگا کر واپس کرنے کا مطلب ہوتا ہے کہ دعا میں ابھی مطلوبہ خلوص یا عمل کی کمی ہے اسے پورا کیا جائے۔ رد کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ دعا مانگنے والے کے حق میں یہ دعا مناسب نہیں اس لیے اسے رد کر دیا جاتا ہے۔ مانگنے والے کے لیے حکم ہے کہ وہ دعا کی عدم قبولیت کی صورت میں اپنی اخلاص اور عمل کا جائزہ لیتا رہے اور مطلوبہ کمی کو پورا کر کے دوبارہ دعا کرے۔ یہ بار بار مانگنا ہی تعلق باللہ کی مضبوطی ہے۔

آخر میں یہ فرمایا کہ جب میں سنتا بھی ہوں اور جواب بھی دیتا ہوں تو پھر مجھ پر ایمان یعنی یقین رکھیں اور اسی یقین کے بعد ہی وہ ہدایت پا سکیں گے۔ یعنی بات قرآن کی ہو رہی تھی جو عالم کے پروردگار کی جانب سے ایک ہدایت ہے۔ لیکن بتادیا کہ درست راہ یقین کے بغیر ممکن نہیں۔ جس کو خدا کے قریب ہونے اور دعا قبول کرنے کا یقین نہیں تو اسے قرآن بھی ہدایت نہیں دے سکتا اور وہ یونہی وسیلہ تلاش کرنے میں سرگرداں رہتا ہے۔

۶۔ آگلی آیت میں رمضان کی راتوں میں شوہر و بیوی کے تعلق کی اجازت دی جارہی ہے۔ اس سے قبل یہ بات واضح نہیں تھی کہ رمضان کی راتوں میں یہ تعلق قائم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اس لیے کچھ لوگ وضاحت سے قبل ہی یہ تعلق قائم کر رہے تھے جسے اللہ نے خیانت سے تعبیر کیا۔ نیز میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس قرار دیا۔ ایسا لباس جو ایک دوسرے کی شرمگاہوں کی حفاظت کرے اور دنیا کے سامنے انہیں ظاہر ہونے سے بچائے۔ اور ساتھ ہی یہ لباس انہیں فیشن و عریانی کے بدلتے ہوئے موسموں کے منفی اثرات سے بچائے رکھے۔

البتہ اعتکاف کے وقت مرد و زن کے تعلق کی نہ صرف نفی کر دی بلکہ اسے اللہ کی حدود قرار دے دیا۔ اعتکاف دراصل خدا اور بندے کے درمیان ایک پرائیویسی کا تعلق ہے۔ اس تعلق کے درمیان کسی اور شرکت گوارا نہیں حتیٰ کہ لائف پارٹنر کی بھی نہیں۔

خلاصہ

روزے کوئی نئی چیز نہیں بلکہ یہ پہلی امت پر بھی فرض تھے تاکہ نفس کے سرکش گھوڑے کو قابو میں کر کے اسے خدا کی ظاہر و باطنی عبادت پر مجبور کیا جاسکے۔ رمضان میں چونکہ قرآن نازل ہوا اس لیے روزہ رکھنے کی ایک اور وجہ شکر گذاری کا اظہار کرنا ہے اور یہ شکر گذاری قرآن کو رمضان میں خصوصی توجہ دے کر ہی ظاہر ہو سکتی ہے۔ رمضان کا ایک اور مقصد اللہ سے براہ راست تعلق قائم کرنا ہے اور خدا وہ بادشاہ ہے جس تک کوئی بھی اپنی بات کبھی بھی پہنچا سکتا ہے۔ تو رمضان کے مقاصد اللہ سے تعلق میں مضبوطی، قرآن سے گہرا تعلق، شکر گذاری اور تقوی کا حصول ہیں۔ جس نے یہ پالیا اس نے سب کچھ پالیا۔ اور جو ان سے محروم رہا، وہ نہ صرف جسمانی طور پر بھوکا پیاسا رہا بلکہ روحانی طور پر بھی بھوکا اور پیاسا ہی رہا۔

حقیقی برکتِ قرآن اور احترامِ قرآن کیا ہے۔؟

سید عبدالوہاب شیرازی

قرآن حکیم اللہ رب العزت کا وہ کلام ہے جس میں تمام انسانوں کے لئے ہدایت رکھ دی گئی ہے۔بحیثیت مسلمان قرآن حکیم کا احترام بھی ہمارے لئے نہایت ضروری ہے۔اور یقیناہر مسلمان قرآن حکیم کا احترام کرتا بھی ہے، چنانچہ قرآن حکیم کی طرف لوگ پشت نہیں پھیرتے، اگر کوئی کمرے یا مسجد میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہو اور کسی دوسرے شخص نے وہاں سے جانا ہو تو وہ اس جگہ تک الٹے قدموں سے چلتا ہے جہاں تک قرآن حکیم کا نسخہ سامنے نظر آرہا ہو۔اسی طرح مسلمان قرآن حکیم کے احترام میں قرآن سے بلند نہیں ہوتے۔ علماء نے یہ بات بھی احترام قرآن میں لکھی ہے کہ دنیا کی کسی بھی کتاب کو قرآن کے اوپر نہیں رکھنا چاہیے حتی کہ احادیث کی کتب بھی قرآن کے نیچے ہی رکھنی چاہیں۔

عوام الناس میں قرآن حکیم کے احترام کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ قرآن کی قسمیں اٹھوائی جاتی ہیں اور یہ یقین کر لیا جاتا ہے کہ قسم اٹھانے والے نے لازماً قرآن کے احترام میں سچی بات کی ہو گی۔عدالتوں اور تھانوں میں بھی قرآن حکیم کا ایک مصرف یہ دیکھا گیا ہے کہ فریقین کے سامنے قرآن رکھ کر گواہیاں اور فیصلے کیے جاتے ہیں۔ بغیر وضو کے قرآن کو نہ چھونے کا تعلق بھی احترام قرآن ہی کا حصہ ہے۔اس احترام کے ساتھ ساتھ لوگوں میں قرآن سے برکت کے حصول کے تصورات بھی پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ نئی دکان کا افتتاح کسی مدرسے کے بچوں سے قرآن پڑھا کر کیا جاتا ہے۔نئے مکان میں شفٹ ہونے سے پہلے بھی ختم قرآن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔بیٹی کی رخصتی کے وقت سر پر قرآن پکڑ کر گھر سے رخصت کرنا اور جہیز میں قرآن کا نسخہ دینے کا رواج بھی عام ہے۔ہر مسلمان چاہے اسے قرآن پڑھنا آتا ہے یا نہیں، اگر پڑھنا آتا ہے تو تلاوت کرتا ہے یا نہیں، اگر تلاوت کرتا ہے تو مفہوم سمجھتا ہے یا نہیں ہر صورت میں ہر مسلمان کے گھر قرآن پاک کا ایک نسخہ غلاف میں لپٹا الماری میں ضرور رکھا ہوتا ہے، جو بوقت ضرورت حصولِ برکت کھول کر پڑھا یا چوما جاتا ہے۔ بعض لوگوں کے ہاں یہ رواج بھی عام ہے کہ وہ ہر روز صبح الماری سے قرآن

حکیم کا نسخہ نکال کر غلاف کھولتے ہیں اور چوم کر پیشانی سے لگا کر پھر لپیٹ کر رکھ لیتے ہیں۔ بعض روزانہ یہی عمل اپنے کاروبار، دکان پر جانے سے پہلے دہراتے ہیں۔

یہ تو ساری وہ باتیں تھیں جو ہمارے معاشرے میں پائی جاتی ہیں، اب اس بات کو دیکھتے ہیں کہ قرآن حکیم کا اصل اور حقیقی احترام کیا ہے؟ قرآن حکیم کی اصل اور حقیقی برکت کیا ہے؟ اس حوالے سے علامہ اقبال مرحوم کے نزدیک احترام قرآن کی حقیقت ظاہری رسومات سے کہیں ماوراہے۔ چنانچہ فقیر سید وحید الدین احترام قرآن کے زیر عنوان علامہ اقبال کا یہ واقعہ لکھتے ہیں:

"علامہ کی چھوٹی ہمشیرہ کی شادی وزیر آباد کے ایک گھرانے میں ہوئی تھی۔ پھر غالباً اس لئے کہ ان کے یہاں شادی کے بعد ایک دو سال میں کوئی اولاد نہیں ہوئی، ان کی خوش دامن نے سسرال میں انھیں رہنے نہ دیا۔ تلخی اتنی بڑھی اور بات یہاں تک پہنچی کہ وہ مجبوراً میکے چلی آئیں اور کئی سال وہیں رہیں۔ ان کی ساس نے بیٹے کی دوسری شادی کر دی۔ پھر نہ معلوم کیا واقعات پیش آئے کہ وہ اپنی اس دوسری بہو پر بھی سوکن لے آئیں۔ علامہ اقبال کے بہنوئی ایک سعادتمند بیٹے کی طرح اپنی والدہ کی زندگی بھر خدمت اور اطاعت کرتے رہے۔ ماں نے جو کہا، اس کی تعمیل کی لیکن ان کی وفات کے بعد انھوں نے اپنی پہلی بیوی کو گھر لے جانا چاہا اور کئی مہینے تک کوشش جاری رکھی۔ وہ بار بار علامہ کے والد کے پاس طرفین کے رشتے داروں کو مصالحت کے لئے بھیجتے رہے۔ پہلے تو ادھر سے انکار ہوتا رہا۔ پھر بہت کچھ سوچ بچار کے بعد علامہ کے والد اور والدہ صاحبہ دونوں رضامند ہوگئے۔ ساس اور سسر کی رضامندی کا سہارا پا کر علامہ کے بہنوئی کچھ عزیزوں کو ساتھ لے کر اپنی سسرال آگئے۔ اتفاق کی بات کہ ان دنوں علامہ بھی سیالکوٹ گئے ہوئے تھے۔ انھیں جب اس کا علم ہوا کہ ان کے بہنوئی مصالحت کی غرض سے آئے ہوئے ہیں تو ان کی برہمی کی کوئی حد ہی نہ رہی۔ والد صاحب نے بہت کچھ سمجھایا مگر علامہ یہی کہتے رہے کہ مصالحت نہیں ہو سکتی۔ ہر گز نہیں ہو سکتی۔ آنے والوں کو واپس کر دیا جائے۔ ان کے والد نے جب دیکھا کہ اقبال کسی طرح رضامند ہی نہیں ہوتے تو انھوں نے خاص انداز میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں والصُّلحُ خَیر (صلح میں خیر ہے) فرمایا ہے۔ اتنا سننا تھا کہ علامہ اقبال خاموش ہو گئے۔ ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، جیسے کسی نے سلگتی ہوئی آگ پر برف کی سل رکھ دی ہو۔ ان کے والد نے قدرے توقف کے بعد علامہ سے پوچھا کہ پھر کیا فیصلہ کیا جائے؟ علامہ نے جواب دیا، وہی جو قرآن کہتا ہے۔ چنانچہ مصالحت ہو گئی اور چند دن کے بعد ان کے بہنوئی اپنی بیوی یعنی علامہ کی چھوٹی بہن کو رخصت کرا کے اپنے گھر لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ صلح خیر ہی ثابت ہوئی۔ (روزگار فقیر)

اس واقعے سے پتا چلتا ہے کہ علامہ اقبال مرحوم کے نزدیک قرآن حکیم کا حقیقی احترام یہ ہے کہ اس کے احکامات پر بلا چوں چرا عمل کرلیا جائے۔ادھر قرآن کا حکم سامنے آئے اور ادھر مسلمان اپنے جذبات کو دبا کر اپنی رائے کو قرآن کی رائے سے بدل دے۔علامہ کے ہم عصر ایم اسلم اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

"میں نے متعدد بار قرآن مجید کو ان کے مطالعے کے میز پر دیگر کتابوں کے ساتھ پڑا دیکھا۔ایک مرتبہ میں نے ادب کے ساتھ انھیں اس طرف متوجہ کیا تو فرمانے لگے: یہ کسی قیمتی اور خوبصورت غلاف میں لپیٹ کر اور عطر میں بسا کر اونچی جگہ پر رکھنے والی کتاب نہیں بلکہ یہ تو انسان کے ہر وقت کام آنے والی کتاب ہے۔ چونکہ مجھے اکثر اس کے حوالے کی ضرورت پیش آتی ہے اس لیے یہاں رکھی ہے۔(افکار اقبال)

یعنی قرآن تو ایسی کتاب ہے جو ہر وقت کام آنے والی کتاب ہے، غلافوں میں لپیٹ کر صرف برکت کے لئے رکھنے کی کتاب نہیں۔لیکن آج صورتحال اس کے برعکس ہے، ہم نے قرآن کو طاق نسیاں کی زینت بنا دیا ہے، جب اپنا دنیاوی مفاد ہوتا ہے تو ہم اسے اٹھاتے ہیں، گرد صاف کرتے ہیں اور چومتے ہیں، باقی ہمارے کاروبار زندگی کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

علامہ اقبال ارمغان حجاز فارسی میں کہتے ہیں:

برہمن از بتاں طاق خود آراست

تو قرآں از سر طاقے نہادی

ترجمہ: برہمن نے اپنے طاق کو بتوں سے سجایا ہے اور اے مسلمان تو نے قرآن کو طاق پر رکھ چھوڑا ہے۔

ایک اور مقام پر علامہ اقبال ہمارے معاشرے کی "رسوم قرآنی" پر اپنے سوز کا اظہار مسلمان کو مخاطب کرتے ہوئے یوں کرتے ہیں:

بہ بند صوفی و ملا اسیری

حیات از حکمت قرآں نگیری

بآیاتش ترا کاری جز ایں نیست

کہ از یسینِ اُو آساں بمیری

اے مسلمان! تو صوفی و ملا کے فریب کم نگہی اور کج ادائی کا اسیر ہے اور حکمت قرآں سے پیغام حیات اور اسلوب زندگی حاصل نہیں کر رہا۔ قرآن کی آیات سے تیرا تعلق بس اتنا رہ گیا ہے کہ تیرے ہاں کسی کے وقت نزع سورہ یسین کی تلاوت بس اس لیے کی جاتی ہے کہ مرنے والے کا دم آسانی سے نکل جائے۔

ہم نے اپنے مفادات کے لئے سہارا بنا دیا ہے، دکان، کاروبار کی برکت، قسمیں اٹھانے اور مرتے ہوئے شخص کے پاس سورۃ یسین پڑھ لیتے ہیں، بیٹی کو ٹی وی کے ساتھ جہیز میں قرآن بھی دے دیتے ہیں۔ ہمارے حال پر حضور ﷺ کا یہ فرمان صادق آتا ہے۔

ان اللہ یرفع بہذا الکتاب اقواما و یضع بہ آخرین (مسلم)

"اللہ اس کتاب کی وجہ سے کچھ قوموں کو بلندی عطا کرتا ہے اور کچھ قوموں کو پستی میں ڈھکیل دیتا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب صلوٰۃ المسافرین، باب فضل من یقوم بالقرآن ویعلّمہ، حدیث نمبر: 817)

یعنی دنیا میں بحیثیت قوم ہماری تقدیر اس کتاب سے جڑی ہوئی ہے۔ خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:

وقد ترکت فیکم مالن تضلوا بعدہٗ ان اعتصمتم بہ کتاب اللہ (مسلم)

اور میں تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ جب تک اس کے ساتھ چمٹے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور وہ اللہ کی کتاب قرآن ہے۔

چنانچہ قرآن کا حقیقی احترام یہی ہے کہ قرآنی احکامات ہماری زندگی، ہمارے گھر، ہماری دکان ، ہمارے معاشرے او ر ملک میں نظر آنے چاہیے اور قرآن کی حقیقی برکت بھی یہی ہے کہ ہم قرآنی تعلیمات پر عمل کرکے اس اعلان خداوندی کے مستحق ٹھہریں جو سورہ اعراف آیت96 میں فرمایا:

اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے۔

ماہ رمضان کو قیمتی بنانے کی تجاویز

نیر تاباں: کینیڈا

لیجیے جناب! اپنے بیٹے کے عید گفٹس لیکر، چپکے چپکے انکی پیکنگ کر کے رکھ لیا ہے۔ اپنی فرینڈ کے بچوں کے عید کے تحائف بھی بالکل تیار ہیں۔ کپڑے بھی لے کر ہینگر پر لٹکا دیے ہیں۔ اپنے عید کے کپڑے میں پاکستان سے لیتی آئی تھی اسلئے وہ جھنجھٹ بھی پار لگ چکا۔ یہ سب اسلئے کہ پورے سال کے بعد رمضان آنے والا ہے، وہ یہ سوچنے میں کہ کیسے کپڑے بنواؤں، ساتھ کیسا دوپٹہ، کیسے جوتے میچ کروں، بچے کے لئے کیا کیا لینا ہے، باقیوں کو کیا تحفے تحائف دینے ہیں۔۔ اس چکر میں بابرکت مہینہ بازاروں میں خوار ہونے میں نہ ضائع ہو جائے۔ پورے سال کے گناہ بخشوانے ہیں، وقت کہاں ہو گا ضائع کرنے کے لئے ؟

رمضان سے پہلے آخری تفصیلی grocery کے ساتھ کھجوریں لے آؤں گی، جنہیں دھو کر، خشک کر کے، گٹھلی نکال کر واپس باکس میں سجا کر مسجد میں چھوڑ کر آؤں گی۔ ساتھ میں جس چیز کی بھی توفیق ہو سکی، وہ بھی ان شاء اللہ مسجد میں روزہ افطار کرنے والوں کے لئے رکھ دوں گی۔ یہ بتانے کا مقصد صرف یہ ترغیب دینا ہے کہ دوسرے کو روزہ افطار کروانے کا ثواب لینے کے لئے ضروری نہیں کہ بڑی بڑی افطار "پارٹیز" کی جائیں۔ پارٹیز کے لئے پورا سال کم نہیں۔ ایک افطار پارٹی کے لئے رنگارنگ افطاری اور ڈنر بنانے میں پورا دن کوکنگ میں لگ جائے، بعد کا سارا ٹائم برتن دھونے اور کچن سنبھالنے میں ضائع ہو، اور کھانے والے اوور ایٹنگ کر کے عبادات نہ کر سکیں تو یہ کہاں کا فائدہ ہے۔ اگر افطار پر بلانا بھی ہو تو کھجور، پھل (چلیں، بہت ہی جی چاہے تو فروٹ چاٹ بنا لیں) اور اسکے بعد ون-ڈش ڈنر کر لیں۔ عین افطاری کے وقت روزہ کھولتے ہی باہر چیک کریں، جو بھی ابھی گھر نہیں پہنچا اسکو کھجور اور دودھ / شربت / پانی دیں اور روزہ دار کا روزہ کھلوانے کا ثواب بھی لیں، پیاسے کو پانی پلانے کا بھی، مسافر کی مدد کا بھی۔ اسی طرح اگر ممکن ہو تو اپنے پڑوسی، رشتہ داروں کو بھی پہلے سے کھجوریں ہدیہ کر دیں اور پیار سے تاکید بھی کر دیں کہ روزہ ان سے کھولنا تا کہ تمہارے ساتھ ساتھ اللہ تعالی مجھے بھی ثواب دیں۔

پاکستان میں بجلی جاتی ہے اسلئے شاید ممکن نہ ہو لیکن باہر رہنے والے میری طرح کافی سارا آٹا پہلے سے گوندھ کر رکھ سکتے ہیں۔ گندے ہوئے آٹے کو ball کی شکل میں کر کے، cling wrap میں یا بڑے ziplock بیگز میں ڈال لیں تا کہ فریزر برن نہ ہو۔ جس دن استعمال کرنا ہو، پچھلے دن فریزر سے نکال کر فریج میں رکھ لیں۔ بالکل تازہ گندھے آٹے جیسا ہو گا۔ اس سے بھی وقت کی کافی بچت ہو گی۔

صفائی ستھرائی تو خیر سب پہلے سے کر ہی لیتے ہیں۔ رمضان میں ہاتھ ہولا ہی رکھیں تا کہ وقت کی بچت ہو سکے۔ اگر صفائی کے لئے گھر میں کوئی ہیلپر ہے تو عین ممکن ہے کہ وہ بھی روزے سے ہو گی۔ اس بات کا خصوصی خیال رکھیں اور کھاتے پیتے رشتہ داروں کی افطار پارٹیز کرنے کی بجائے اس کو افطاری کے لئے کچھ زائد رقم دے دیجئے۔

کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ جیسے جب کوئی بہت خاص، من پسند بندہ ہمارے گھر چلا آئے تو ہم اسکے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گزارنا چاہتے ہیں، اسے ڈرائینگ روم میں بٹھا کر خود سونے نہیں چلے جاتے، جگ راتے کر کے گپیں لگاتے ہیں، اسکو گھر چھوڑ کر باہر گھومنے اور شاپنگ کرنے نہیں چلے جاتے، بالکل اسی طرح رمضان کو بھی بہت خاص مہمان کی طرح ٹریٹ کریں۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے، اسے کھانے پینے، سونے، غیر ضروری کاموں میں ضائع نہ کریں۔ اتنے انتظار کے بعد تو آتا ہے، اور اتنی جلدی چلا جاتا ہے،

خیال تو رکھنا چاہیئے ناں؟

روزہ اور مذاہبِ عالم

طاہر عبداللہ

روزہ کو فارسی میں روزہ داری، عربی میں صوم، ہندی میں برت اور انگریزی میں فاسٹنگ کہتے ہیں۔ روزہ رکھنے کا حکم ربِ دوجہاں نے قرانِ مجید کی سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۳ (یاایھاالذین امنواکتب علیکم الصیام کماکتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون) میں اِس طرح دیا ہے کہ اے ایمان والو! آپ پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے والوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بنو۔ یہ روزہ رکھنے کا حکم دو شعبان دو ہجری یعنی ۲۸ جنوری ۶۲۴ کو مدینہ میں نازل ہوا۔ رمضان المبارک وہ واحد مہینہ ہے جس کا نام سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۱۸۵ (شہر رمضان الذی انزل فیہ القران) میں آیا ہے جس میں خداوند قدوس فرماتے ہیں کہ رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرانِ مجید نازل کیا گیا۔ کتاب مُستدرک الوسائل میں فرمانِ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ رمضان گناہوں کو جلا دینے والا مہینہ ہے اور خداوندِ عالم اِس ماہ میں اپنے بندوں کے گناہوں کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اور اُنہیں بخش دیتا ہے۔ ماہِ رمضان عربی مہینوں کا نواں مہینہ ہے، یہ تمام مہینوں سے افضل ہے اور اِسی مہینے میں سب راتوں سے افضل رات شبِ قدر بھی موجود ہے جو ہزار مہینوں (۸۳ سال اور ۴ ماہ) سے بہتر ہے۔

روزہ کسی نہ کسی شکل اور نوعیت میں دُنیا کے تقریباً تمام مذاہب، اقوام اور دیگر مخلوقات میں بھی پایا جاتا تھا اور آج بھی پایا جاتا ہے۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹانیکا میں روزہ کو سبھی اقوام سے مُتعلق بتایا گیا ہے۔ روزہ ایک ایسا اَمر ہے جو انسانی فطرت کے ساتھ بالکل ساز گار ہے۔ وہ قومیں جو آسمانی اَدیان کے تابع نہیں تھیں جیسے مصر، یونان اور رُوم کی قدیم اقوام یا ہندوستان کے بُت پرست لوگ یہ سارے کے سارے اپنے اپنے عقائد کے مطابق روزہ رکھتے تھے اور آج بھی روزہ رکھتے ہیں۔ اِسلام کے علاوہ یہودیت اور عِیسائیت کی ابتدا بھی سچے پیغمبروں سے ہوئی تھی لیکن باقی مذاہب کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دراصل آسمانی ہدایت کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں یا پھر پیش کرنے والوں نے خدائی شریعت کے رنگ ڈھنگ میں نقالی کی ہے۔ بہر حال اِن تمام مذاہب میں جہاں اور بہت سی عبادات موجود ہیں وہاں روزہ کی عبادت بھی تواتر سے موجود ہے۔

ہندومت تقریباًچارہزار سال پہلے ہندوستان میں اختیار کیا گیا۔ ہندومت میں ویکنتاایکاوشی وہ تہوار ہے جس میں دن کوروزہ (برت)رکھاجاتاہے اوررات کوعبادت کی جاتی ہے۔ہندوجوگی جب چلہ کشی کرتے ہیں تووہ چالیس دن تک روزہ رکھتے ہیں۔برہمن جوہندوؤں کی برترذات ہے اُن پرہرہندومہینے کی گیارہ تاریخ کوروزہ فرض ہے۔اِس کے علاوہ ہندی مہینے کاتک کے ہرسوموار کوروزہ رکھاجاتاہے۔ ہندوسنیاسی بھی جب اپنے مُقدس مقامات کی زیارت کیلئے جاتے ہیں تووہ روزہ میں ہوتے ہیں۔ ہندوؤں میں نئے اورپورے چاند کے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کارواج ہے۔اِس کے علاوہ قریبی عزیزیابزرگ کی وفات پر بھی روزہ رکھنے کی رِیت پائی جاتی ہے۔ہندومت میں تزکیہ نفس اور کفارے کاروزہ بھی رکھاجاتاہے۔ ان تمام روزوں کے علاوہ منت، نذراورشکرانے کے روزوں کا بھی رواج ہے۔خاص بات یہ کہ ہندوعورتیں اپنے شوہروں کی درازعُمر کیلئے بھی کڑواچوتھ کاروزہ رکھتی ہیں۔

پارسی مذہب جس کی اِبتداحضرت عیسٰی علیہ السلام سے چھ سو سال پہلے فارس (ایران)میں ہوئی تھی اُس میں بھی روزہ رکھاجاتاہے۔لیکن آج کل وہ زیادہ ترکھاناپیناترک نہیں کرتے بلکہ آنکھ،کان،زبان اورہاتھ وغیرہ سے گناہ نہ کرنے کی نیت کرکے روزہ رکھتے ہیں۔ہمارے ہاں عام طورپر کھاناپیناترک کیاجاتاہے لیکن آنکھ،کان،زبان اورہاتھ وغیرہ سے گناہوں سے بچنے کی کوشش نہیں کی جاتی جبکہ روزہ میں یہ ساری باتیں شامل ہیں۔

بُدھ مت جس کا آغاز بھی چھ سوسال قبلِ مسیح ہندوستان کے شمال مشرقی حصے میں مہاتمابُدھ سے ہوا تھا،کے وہ تیرہ اعمال جوخوشگوار زندگی گزارنے کاحصہ ہیں اُن میں روزہ بھی شامل ہے۔بُدھ مت کے بھکشو(مذہبی پیشوا)کئی دنوں تک روزہ رکھتے ہیں اوراپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں۔ گوتم بُدھ کی برسی سے مُتصِل پہلے پانچ دن کے روزے رکھے جاتے ہیں یہ روزے بھکشومکمل رکھتے ہیں لیکن عوام جزوی روزہ رکھتے ہیں جس میں صرف گوشت کھانامنع ہوتاہے۔بُدھ مت میں عام پیروکاروں کوہرماہ چارروزے رکھ کرگناہوں کااعتراف اورتوبہ کرنے کی تاکید کی گئی ہے جبکہ چین کے علاقے تِبّت میں چاردن کاروزہ رکھاجاتاہے جس میں پہلے دودنوں میں شرائط کچھ نرم ہیں لیکن تیسرے روزے کی شرائط اِتنی سخت ہوجاتی ہیں کہ تھُوک نگلنا بھی منع ہوتاہے۔

مُقدّس کتاب اِنجیل میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نے اپنے حواریوں کوخوش دِلی سے روزہ رکھنے کی تاکید کی ہے۔عیسائی لوگ فرض روزوں کی ساتھ ساتھ نفلی روزے بھی کثرت سے رکھتے ہیں۔رومن کیتھولک عیسائیوں میں بُدھ اورجمعہ کواب بھی روزہ رکھاجاتا

ہے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ چرچ کا پادری سال میں کسی بھی وقت روزہ رکھنے کا شیڈول جاری کرتا ہے جو سال کے پہلے تین دن، سات دن، اکیس دن یا مہینے پر مشتمل ہوتا ہے۔ عیسائی لوگ اپنی مرضی اور سہولت کے مطابق شیڈول پسند کر کے روزے رکھتے ہیں۔ اِن روزوں کی خاص بات یہ ہے کہ اِس میں پانی پینے کی اجازت ہوتی ہے کیونکہ اُن کے بقول پانی خوراک میں شامل نہیں ہے۔ لیکن آج کے جدید دَور میں کچھ پادریوں نے روزہ رکھنے کو انسان کی مرضی پر چھوڑ دیا ہے اور فرض کی حیثیت بھی ساکت کر دی ہے۔

مسلمانوں کے علاوہ یہودی بھی بہت زیادہ روزے رکھتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہونے والی مُقدس کتاب تورات میں کئی مقامات پر روزہ کی فرضِیّت کا حکم دیا گیا ہے۔ یہودیوں میں تزکیہ نفس اور خیالات کی یکسُوئی کیلئے روزہ رکھنے کی رَسم پائی جاتی ہے۔ مُصیبت اور آفات کے موقع پر بھی یہودی روزہ رکھتے ہیں۔ بارشیں نہ ہو رہی ہوں اور قحط سالی ہو تو بھی روزہ رکھا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یومِ انتقال، یہودی مذہب کے بزرگان اور اپنے والدین کے یوم وفات پر بھی عموماً روزہ رکھا جاتا ہے۔

یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ بہت سے جانور، پرندے اور مچھلیاں بھی روزہ رکھتی ہیں۔ مثال کے طور پر وہ گُلہری جو زمین پر بِل بنا کر رہتی ہے وہ سردیوں میں چار سے پانچ دن کا روزہ رکھتی ہے۔ گلہری یہ روزہ اِس لئے رکھتی ہے کہ سردیوں میں اُسے بِل میں چھُپ کر رہنا پڑتا ہے اور ذخیرہ کی گئی خوراک پر ہی گزارہ کرنا ہوتا ہے۔ اِس لئے خوراک کی کمی کی وجہ سے قُدرت نے اُسے یہ اِلہام کر رکھا ہے کہ جب تک سردی ہے اور خوراک کی کمی ہے وہ چار سے پانچ دن کا روزہ رکھتی رہے تاکہ یہ سردیوں کا سخت موسم گزر جائے اور پھر وہ اپنی نارمل زندگی کی طرف لوٹ آئے۔

زقزاق یا مُرغِ باراں ایک ایسا پرندہ ہے جو امریکہ کی ریاست الاسکا کے دَلدلی علاقے میں رہتا ہے اور ہِجرت کے موسم میں نو ہزار کلومیٹر کا سُمندری دُشوار گزار فاصلہ طے کر کے انڈونیشیا کے علاقے میں آتا ہے۔ اِس راستے کو عبور کرنے کیلئے اُسے آٹھ دن مسلسل سمندر کے اوپر پرواز کرنا پڑتی ہے اور وہ یہ اِتنا طویل فاصلہ روزہ کی حالت میں صِرف اور صِرف اللہ تعالیٰ کی دی گئی ہِمّت اور حوصلے سے طے کرتا ہے۔

پینگوئن سرد علاقوں میں رہنے والا وہ خوبصورت پرندہ ہے جو ہر سال سردیاں قُطب جنوبی میں گزارتا ہے اور بہار آتے ہی قُطب شمالی کی جانب سینکڑوں میل کا فاصلہ طے کرتا ہے۔ مادہ پینگوئن انڈے دیتی ہے اور نر پینگوئن دو ہفتے تک روزہ رکھ کر انڈے سینچتا رہتا ہے

اور بچوں کی پیدائش تک وُہیں گھونسلے میں موجود رہتا ہے۔ اولاد کی خاطر پینگوئن والد کا دو ہفتے کا مُسلسل روزہ اِنسان کیلئے سبق چھوڑتا ہے۔

ایک قُدرت کا کرشمہ گھُونگھا ہے جسے اِنگلش میں سَنیل کہتے ہیں جو زیادہ سخت سردی اور گرمی میں درخت کے تنے، باڑ یا دیوار پر چِپک کر اپنے اُوپر ایک خول چڑھالیتا ہے۔ سردی اور گرمی کے خاتمے تک روزہ رکھتا ہے اور موسم اچھا ہوتے ہی اپنی جگہ چھوڑ کر دوبارہ زمین پر آجاتا ہے۔

اِسی طرح پینگولن ایک چیونٹی خور جانور ہے جو سایہ دار اور بے آباد جنگل میں رہتا ہے، ایک ماہ کا مسلسل روزہ رکھتا ہے۔ ایک تو ہجرت کے موسم میں اِن جانوروں کی تعداد بڑھ جاتی ہے اور خوارک کی کمی ہو جاتی ہے۔ دوسرا یہ جانور کھانے میں بہت حریص ہوتا ہے اور جلدی موٹاپے کا شکار ہو جاتا ہے۔ اِن باتوں کے پیش نظر یہ جانور ایک ماہ تک کا روزہ رکھتا ہے۔

مندرجہ بالا معلومات پر ہمیں حیران اور تعجب کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ سورہ جمعہ کی آیت نمبر ۱(یُسَبِحُ للّٰہ مافی السموات ومافی الارض) میں ربِ کائنات کا واضح فرمان ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتے ہیں۔ اب کوئی انسان یہ بتاسکتا ہے کہ کبھی درخت، پہاڑ، بادل، جانور اور پرندوں کو اُس نے تسبیح وتقدیس کرتے دیکھا ہے۔ نہیں، کیونکہ یہ تمام مخلوقاتِ خداوندی تسبیحِ خدا تو کرتی ہیں لیکن اُن کی بناوٹ اور نوعیت ہم سے بالکل جدا اور مختلف ہے اور ساتھ ہی ہم اُن کی عبادات کو دیکھنے سے قاصر ہیں۔ قرانِ کریم کی سُورہ رحمٰن کی آیت نمبر ٦ (والنجم والشجر یسجدان) میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اور بیلیں اور درخت (اللہ کو) سجدہ کررہے ہیں۔ اب کسی انسان نے بیلوں اور درختوں کو کبھی سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔ نہیں، کیونکہ اللہ تعالی نے ہمیں ایسا کچھ دیکھنے کی صلاحیت ہی نہیں دی۔ ہم تو قوسِ قزح کے صرف سات رنگوں کو ہی دیکھ سکتے ہیں حالانکہ اِن رنگوں کے اُوپر اور نیچے اور رنگ بھی موجود ہیں جن کو دیکھنے کی اِس انسانی آنکھ میں سکت اور اہلیت نہیں۔ اِسی لئے تو قوسِ قزح کے وہ رنگ جو بنفشی رنگ سے نیچے ہوتے ہیں اُن کو اَلٹرا وائلِٹ کہا جاتا ہے اور جو رنگ سرخ رنگ سے اُوپر ہوتے ہیں اُن کو اِنفرا ریڈ کہا جاتا ہے۔

جہاں تک جِنّات کے روزہ رکھنے کا معاملہ ہے تو وہ بھی اپنے انداز اور طریقے سے روزہ رکھتے ہیں کیونکہ ایک تو سُورہ الذاریات کی آیت نمبر ٥٦ (وماخلقت الجن والانس الالیعبدون) میں ارشادِ خداوندی ہے کہ اور مَیں نے جِن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کیلئے

پیدا کیا ہے۔ دوسرا سورہ جِن کی آیت نمبر ۱۴ (وانامنا المسلمون ومنا القاسطون) میں جِنّات کہتے ہیں کہ اور ہم میں سے کچھ مُسلمان ہیں اور کچھ نافرمان ہیں۔ اِن آیات سے واضح ہوتا ہے کہ جنات عبادت کیلئے پیدا کئے گئے اور اُن میں سے کچھ مسلمان بھی ہیں۔ پس جو مُسلمان ہیں اُن پر بحیثیت مُسلمان تمام عبادات بجالانا لازم اور ناگُزیر ہے۔ فرشتوں کے حوالے سے سُورہ الانبیا کی آیات نمبر ۱۹اور ۲۰ (لایستکبرون عن عبادتہ ولا یستخسرون۔ یسبحون الیل والنہار یا یفترون) میں اللہ رُبُّ العِزت فرماتے ہیں کہ وہ عبادت سے سرکشی نہیں کرتے اور نہ تھکتے ہیں۔ رات اور دِن کو تسبیح کرتے ہیں سُستی نہیں کرتے۔ قُرآنِ مجید سے فرشتوں کی عبادت تو ثابت ہے لیکن روایات میں اُن کا روزہ رکھنا نہیں ملتا کیونکہ یہ بھوک اور پیاس سے بالاتر ہیں۔

تقویٰ کا رمضان سے خصوصی تعلق

حفیظ بابر: لاڑکانہ

یوں تو انسان کو اللہ تعالیٰ نے وحی کی ہدایت کے ذریعے اپنے ہوش و حواس سے عمل کرنے کا اختیار سپرد کر دیا ہے۔ ماسوا انسان کے، دنیا کی ہر مخلوق ایک لگے بندھے قانون کے تابع چلتی ہے۔ کوئی بھی مخلوق اللہ کے حکم کی سر تابی کرنا یا احکامِ الٰہی سے ذرہ برابر چوں چراں کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔ مگر خدا تعالیٰ کی یہ واحد مخلوق "انسان" ہے جس کو مکمل اختیار دیا گیا کہ وہ اپنی صوابدید پر جو چاہے کر سکتی ہے، لیکن اس کا انجام وہ ہو گا جو اللہ نے طے کیا ہو گا۔

بہر حال انسان کو مکمل اختیار دیا گیا۔ جس کے مطابق وہ اللہ کا حکم مانے یا شیطان کا کہنا، اس کے اپنے انتخاب پر منحصر تھا۔ لیکن نتائج بھی واشگاف بیان کیے گئے، کہ وہ اگر خدا کے خلاف ہو گا تو اس کا نتیجہ بھیانک ہو گا، جبکہ شیطان کے سارے مکر و فریب کو بھی ننگا کر دیا گیا۔ اگر انسان وحی کی تعلیم کو خود پر لاگو نہیں کرتا اور خود کو نفس کے حوالے کرتا ہے تو یہ بھی بتایا گیا کہ یہ نفس بذاتِ خود انسان کو بُرائی کا حکم دیتا ہے، جسے قرآن نے نفسِ امارہ بھی کہا ہے۔ اس "نفسِ امارہ" کو بے لگامی سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک موقعہ دیا ہے، جس موقعے کو حاصل کرنے کے بعد انسان میں وہ اہلیت پیدا ہو جاتی ہے کہ انسان اپنے نفس کو کسی حد تک سدھا سکتا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے کوئی ماہر شخص ضدی گھوڑے کو سدھانے کی مہارت رکھتا ہے۔ لہذا وہ موقعہ ہے رمضان کا مہینہ !جو خدائے برتر نے تمام اقوام کی طرح امتِ محمدیہ کو بھی تفویض کیا ہے۔

اللہ کریم نے کھلے الفاظ میں اپنی آخری کتاب میں فرمایا کہ "ہم نے آپ پر رمضان کے روزے فرض کیے ہیں، بالکل اسی طرح جیسے پچھلی اقوام پر فرض ہوتے آرہے ہیں، تاکہ آپ میں تقویٰ کی خوبی پیدا ہو سکے"۔ اب میرے پیش نظر تقویٰ کا مختصر مفہوم بیان کرنا ہے، پھر تقویٰ کے حصول کا طریقہ بیان ہو گا، اور آخر میں یہ بھی بیان کیا جائے گا کہ تقویٰ کا رمضان کے مہینے سے آخر کیا خاص تعلق بنتا ہے۔

لفظ تقویٰ کی لغوی معنی ہے "کسی چیز سے بچنا"۔ قرآنی مفہوم کے اعتبار سے یہ لفظ انسانوں سے منسلک ہو گا تو ان سے یہ تقاضا کیا جائے گا کہ انسان اپنے بُرے بھلے کا امتیاز کرے، جانوروں سی زندگی نہ گزارے، بلکہ اپنی شعوری آنکھ کھلی رکھے اور ہر نقصان دہ چیز سے اپنی ذات کو بچاتا جائے۔

تقویٰ کو حاصل کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ انسان اپنے اندر وہ قوتیں (نفسیاتی محرکات) پیدا کرے، جن سے وہ چیزیں جو اس کی ذات کے لیے مہلک اور جان لیوا ہیں ان سے مکمل بچ سکے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کسی کھلے میدان کی زمین پر مائنز نصب ہوئے ہوں اور کسی انسان کے ہاتھ میں ایک اوزار ہو جس کے ذریعے ان مائنز سے بچ کر اس خطرناک علاقے سے باسلامت باہر نکلا جا سکے۔ بین اسی طرح، ہر جگہ پر بُرائی اور شر جیسے مائنز نصب ہیں اور ان کو جانچنے کا جو آلہ ہے اس کو ہم "تقویٰ" کہیں گے۔ جس آلے کی مدد سے ہم مہلک اور نقصان دہ اعمال سے اپنی ذات کو آلودہ نہیں کرنے دیں گے اور اپنی ذات کو داغدار ہونے سے بچا سکیں گے۔ یہاں ذات سے مُراد صرف گوشت پوست کا یہ جسم نہیں، مگر مقصود ہے وہ روح، جو اُس مٹی کے بُت کے آزاد ہونے کے بعد بھی خدائی منازل پر اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔

اب آتے ہیں سوال کے آخری حصہ پر کہ آخر تقویٰ کا رمضان سے تعلق کیا بنتا ہے؟ تقویٰ تو ہم کسی بھی وقت کر سکتے ہیں۔ ہر شخص جب چاہے بلا روک وٹوک متقی بن سکتا ہے۔ یہ بات تو اپنی جگہ ٹھیک ہے، بلکہ ہونا بھی یہی چاہیے کہ جب انسان کسی اچھے راستے کو اپنائے تو پھر بنا دیر اس حسنِ عمل کو کر گزرے۔ کیا پتہ کل شیطان مردود اسے بُری باتوں میں پھنسا کر اسے اچھائی کرنے کا موقعہ ہاتھ سے چھین لے۔

چنانچہ رمضان کے مہینے میں امتِ مسلمہ پر روزے فرض کرنا اور اس کے نتیجتاً تقویٰ کا انسانوں کو نصیب ہونا، یہ آشکار کرتا ہے کہ کوئی انسان جب رمضان کے مہینے میں برائیوں سے رُک جاتا ہے، (روزے کی لغوی معنی ہے رُک جانا ہے) تو اُس انسان کی اپنے نفس کی شرارتوں پر گرفت کافی مضبوط ہو جاتی ہے۔ جب پورا سال اپنے نفس کی غلامی کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کے طفیل، جب یہ مہینہ کسی انسان کی زندگی میں فرض بن کر آتا ہے، پھر وہ انسان اس فرض کو بخوبی نبھاتا ہے، جیسا اس کو نبھانے کا حق ہوتا

ہے، تو اس ایک مہینے کے صدقے پورے سال کے لیے تقویٰ کی دولت کو جمع کرلیتا ہے۔ جس دولت کی مدت کم سے کم گیارہ ماہ تک تو ہوتی ہے، اور اگر اس نے ہر رمضان کو اسی طرح پالیا تو وہ تقویٰ کی دولت کا بے تاج بادشاہ بن جائے گا۔

بنابریں، رمضان کے مہینے میں اپنے نفس کی شرارتوں کو خدائی حکم کے ذریعے روکنا، اور حتیٰ الامکان اپنے اندر ملکوتی خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کرنا ہی ایک مسلمان کا مقصد ہے۔ یعنی جیسے ملائکہ اللہ کے حکم کی سرتابی کا سوچ بھی نہیں سکتے، بعینہ ایک مسلمان جب ایک مہینے کے لیے اپنے نفس کو حکمِ عدولی کے احساس تک کو گناہ تصور کرتا ہے تو پھر یہ رمضان کی حاصل شدہ تقویٰ کی یہ دولت انسان کے لیے اگلے آنے والے ماہِ رمضان تک، گناہوں سے بچنے کی اس کے لیے ڈھال بن جاتی ہے اور انسان اس عارضی زندگی کی رنگینیوں میں خود کو شامل کرنے کی سوچ سے آزاد ہو کر، ہمیشگی کی زندگی کا سامان جمع کرنے میں سرفراز ہو جاتا ہے۔

رمضان ایسے گزاریں

عثمان حبیب: کراچی

رمضان کا مقدس مہینہ ہمارے لیے اپنی انفرادی اصلاح کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ اس سلسلے میں چند گزارشات پیش خدمت ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی بھرپور توفیق سے نوازے۔ آمین

تجدیدِ نیت

اولین کام یہ ہے کہ ہم اپنی نیت خالص کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عہد باندھیں کہ ناصرف رمضان بلکہ بقیہ سال بھر میں بھی اللہ کی اطاعت سے انحراف نہیں کریں گے۔

تزکیہ نفس کا اسلوب

تزکیہ نفس کا درست اسلوب تو وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو۔ کیونکہ دین کی تکمیل ہو چکی ہے اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں تمام فلاح پوشیدہ ہے اور اس کا اچھا ذریعہ اللہ والوں کی صحبت ہے۔

اپنا محاسبہ کیجیے

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ تاہم ارشادِ ربانی (بل الانسان علی نفسہ بصیرہ) کی رو سے انسان کا سب سے بڑا محرم خود اس کی اپنی ذات ہی ہے۔۔ لہذا اپنی خامیوں کی لسٹ تیار کریں اور اب کی بار پکا عزم کریں کہ ان شاءاللہ اسی رمضان کے اندر ان سے چھٹکارا پانا ہے۔ کیونکہ انسان کو گناہ پر مائل کرنے والی دو چیزوں میں سے ایک شیطان ہے جسے قید کر لیا جاتا ہے اور دوسرا نفس ہے جسے آپ نے اتنا کمزور کر دینا ہے کہ وہ کوئی قابل ذکر قوت نہ رہے۔ مثلاً آپ سموکنگ کے عادی ہیں تو اس رمضان آپ کے لیے زبردست موقع ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور سگریٹ نوشی ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیں۔ یا مثلاً اگر کوئی شخص غیبت جیسی قبیح عادت میں مبتلا ہے تو اس کے لیے سنہری موقع ہے کہ وہ اپنی زبان کو قابو رکھ سکے۔ غیبت سے بچنے کا ایک

طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں اس کا ذکر ہی نہ کیا جائے۔۔نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔۔۔۔آزمائش شرط ہے۔یا پھر کوئی بد نظری جیسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہے تو اس رمضان میں اپنی نظروں کی حفاظت کر کے اس مرض سے ہمیشہ کے لیے جان چھڑا سکتا ہے۔بد نظری سے بچنے کے لیے بازاروں میں اپنی آمد ورفت کم سے کم کریں اور (ہر قسم کے) غیر محرموں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اجتناب کریں۔

لہذا اگر آپ رمضان میں اپنی خامیوں سے جان نہیں چھڑا سکے تو پھر کبھی بھی نہیں چھڑا سکیں گے، الا ان یشاء اللہ۔ چنانچہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں! کوشش کریں کہ اس مبارک ماہ میں زیادہ سے زیادہ اوقات مسجد میں گزاریں اور چونکہ رمضان، شھر قرآن ہے لہذا اسے قرآن مجید ہی کی معیت میں گزارا جائے۔یا پھر اہل اللہ، بزرگ صالحین کی صحبت میں۔

اپنے شب وروز زیادہ سے زیادہ عبادات اور طاعات میں گزارے جائیں۔چنانچہ دن بھر کے معمولات کی ترتیب بنا کر اس پر عمل کی کوشش کریں۔تفصیلی منصوبہ بندی تو ہر بھائی بہن اپنے حالات کی مناسبت سے کر سکتے ہیں لیکن ایک سرسری خاکہ پیش خدمت ہے۔

قیام اللیل

رمضان میں قیام اللیل عام دنوں سے زیادہ آسان بھی ہے اور زیادہ فضیلت والا بھی۔اگر کوئی ہمت پاتا ہو تو رات کا تیسرا پہر افضل وقت ہے۔لیکن کم از کم اتنا تو ہونا چاہیے کہ سحری سے کچھ دیر پہلے اٹھ کر نوافل ادا کر لیے جائیں۔قیام اللیل میں قرآن کی تلاوت کا لطف اٹھائیں۔جتنی سورتیں زبانی یاد ہیں پڑھ ڈالیے۔کیا خبر اس عمل کی برکت سے ہم بھی 'وبالاسحار ھم یستغفرون' والوں کی فہرست میں شامل ہو جائیں۔

لیکن قیام اللیل پر عامل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تراویح سے فارغ ہونے کے بعد بلا تاخیر سو جائیں۔اگر عام دنوں میں ہم عشا کے بعد بھی تا دیر جاگنے کے عادی ہیں۔۔۔لیکن خدارا۔۔کم از کم رمضان میں ہی اس ''خلاف سنت'' عادت کو ترک کر دیا جائے

اور اس طرح فجر کے بعد سونے کی عادت کو بھی جبرا چھوڑ دیا جائے۔۔۔ اور آرام کرنا ضروری ہو بھی تو۔۔۔ اشراق کے نوافل پڑھنے کے بعد کچھ دیر آرام کر لیا جائے۔

تلاوتِ قرآن کریم

قرآن کریم کی تلاوت لطف تو وہی جانتا ہے جسے اس کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ رمضان تو ہے ہی قرآن کا مہینہ۔ لہٰذا جتنا ہو سکے تلاوتِ قرآن کو اپنا معمول بنالیں۔ ایک پارہ ہو، ایک پاؤ ہو یا ایک رکوع ہی کیوں نہ ہو روزانہ بلاناغہ اپنے تلاوت کا معمول بنالیں۔ جتنا پڑھیں تدبر کے ساتھ پڑھیں، غور و فکر کے ساتھ پڑھیں اور اس احساس کے ساتھ پڑھیں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے شرف ہم کلامی نصیب ہو رہا ہے۔

اذکار مسنونہ

نماز فجر کے بعد فورا اٹھ جانے کی بجائے اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے صبح کے مسنون اذکار کا ورد کر لیا جائے، اس حوالے سے "حصن المسلم" میں موجود اذکار کی ترتیب مفید پائی گئی ہے۔

صبح کے اذکار کا وقت سورج نکلنے سے پہلے اور شام کے اذکار عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک مسنون ہیں۔ اذکار مسنونہ کا ورد اپنی عادت بنالیں۔ نیز رمضان چونکہ شہر قرآن ہے لہذا کم از کم ایک پارے کی تلاوت ضرور کریں۔ ہو سکتا ہے کہ آغاز میں طبیعت کو آمادہ کرنے میں دشواری پیش آئے لیکن یاد رکھیں کہ 'ابھی نہیں تو کبھی نہیں'۔ اگر ممکن ہو تو کیسٹ سے اچھے قرا کی تلاوت اور اللہ والوں کے بیانات سننے کا بھی اہتمام کیا جا سکتا ہے۔

سنن رواتب کا اہتمام

کوشش کریں وہ سنتیں اور نوافل جنہیں چھوڑے ایک مدت گزر گئی، انہیں از سر نو زندہ کیا جائے، مثلا اشراق، چاشت، تحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو اور نماز عصر کی چار سنتیں۔

ذکر اللہ

کثرت کلام اور فضول گوئی سے زیادہ سے زیادہ بچا جائیں لیکن اس سے مقصود یہ نہیں کہ زبان پر تالا لگا کر بیٹھ جائیں، بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ ہماری زبان ہمہ وقت ذکر الٰہی سے تر رہے۔ جتنی مسنون دعائیں منقول ہیں ان کا ورد اٹھتے بیٹھتے جاری رکھیں۔ ممکن ہے شروع میں تصنع اور بناوٹ کا خیال آئے لیکن اس وسوسہ شیطانی کو دل سے جھٹک کر اپنا معمول جاری رکھیں۔ اگر کچھ تصنع ہوا بھی تو ان شا اللہ خود بخود دھل جائے گا۔ البتہ یہ دھیان میں رہے کہ جہرا ذکر کی بجائے سراً ذکر بہتر ہے۔

سورہ کہف کی تلاوت

جمعۃ المبارک کے دن سورہ کہف کو اپنا معمول بنائیں اور جمعہ کے دن عصر کے بعد کی گھڑیاں قبولیت دعا کے لیے بہت اہم ہیں، حدیث میں ان کی بہت فضیلت آئی ہے۔ لہذا ان اوقات کو غنیمت جانتے ہوئے اللہ کے حضور خوب دعائیں کریں۔

مطالعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تزکیہ نفس کے حوالے سے بنیادی بات یہ ہے کہ اپنے انفرادی اور اجتماعی اعمال "سیرت نبوی ﷺ" کے سانچے میں ڈھل جائیں لہذا اس غرض کے لیے کتب سیرت، مثلا سیرت النبی از علامہ شبلی نعمانی، الرحیق المختوم کا مطالعہ شروع کر دیں۔ کوشش کریں کہ سیرت کی کسی ایک مکمل کتاب کا مطالعہ ضرور کریں!

حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ سے استفادہ

صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین وہ مبارک اور خوش قسمت ہستیاں ہیں جن کی تربیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود فرمائی، ان کی زندگیوں کو اپنی زندگی میں اپنانے کی نیت سے 'حیاہ الصحابہ' کی تعلیم اگر گھروں اور مساجد میں ہو سکے تو اس کے بہت مفید اثرات عملی زندگی میں سامنے آتے ہیں۔

محاسبہ نفس

حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا۔ روزانہ سونے سے پہلے کچھ دیر کے لیے اپنے دن بھر کے معمولات کا محاسبہ کریں۔

کثرت دعا

ان سارے معمولات کے باوجود، قبولیت اخلاص سے مشروط ہے لہٰذا اخلاص کی دعا ضرور کریں۔ ہم اپنی تمام حاجات میں اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہیں، ان مبارک ساعتوں میں بار بار اس کا در کھٹکھٹائیں۔ بالخصوص رات کے پچھلے پہر اور بوقت افطار کی جانی والی دعائیں مقبول ہونگی (ان شااللہ)! اللہ تعالیٰ سے اپنی، اپنے والدین، عزیز و اقارب اور امت مسلمہ کے لیے عفو وعافیت کا سوال کریں۔

صدقہ وخیرات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رمضان میں جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تو آپ پہلے سے زیادہ سخاوت کرتے تھے۔ خوب خوب صدقہ وخیرات کا اہتمام فرمائیں۔ پیشہ ور بھکاریوں کے بجائے اپنے صدقات، خیرات اور زکوۃ سے اردگرد موجود غریبوں، فقیروں کی بھرپور مدد کریں۔ بعض لوگ اپنی سفید پوشی اور خودداری کی وجہ سے کسی سے کچھ کہہ نہیں پاتے، ایسے لوگ توجہ کے خصوصی مستحق ہوتے ہیں لہٰذا اپنے آس پاس ایسے لوگ ڈھونڈیے اور ان کے ساتھ بھرپور تعاون فرمائیں۔

ترک تعیش

یہ تو ہم سبھی جانتے ہیں کہ دنیا میں ہم عیش کوشی اور سہولت پسندی کے لیے نہیں آئے ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور زیادہ سے زیادہ آخرت کمانے کے لیے آئے ہیں۔ چنانچہ رمضان کو غنیمت جان کر اپنی زندگی میں سے ان چیزوں کو آہستہ آہستہ خارج کرتے جائیں اگرچہ مباح ہی کیوں نہ ہوں لیکن ان سے آرام طلبی اور عیش پسندی کی بو آتی ہو۔ اس حوالے سے دو حدیثیں یاد رکھیں:

دنیا میں اس طرح رہو گویا تم پردیسی ہو یا مسافر (بخاری:٦٤١٦)

دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت (صحیح مسلم: جلد سوم: حدیث نمبر 2916)

وقت افطار

افطاری کے وقت بہت زیادہ کھانے سے پرہیز کریں۔ نفس تو یہ چاہے گا کہ پورا دن بھوکا پیاسا رہنے کے بدلے چٹخارے دار کھانے ملیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ اپنے نفس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں یا قابو کر لیتے ہیں۔

افطار کے وقت انواع و اقسام کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے وقت اپنے آس پڑوس میں موجود غریبوں کو بھی یاد فرما لیا کریں اور ہو سکے تو ان کے ہاں بھی افطار بھیج دیا کریں۔

آخری عشرے کا اعتکاف

آخری عشرے میں اعتکاف کی کوشش کریں وگرنہ کم از کم طاق راتیں ضرور قیام اللیل میں گزاریں۔ شب قدر کی تلاش کا خوب خوب اہتمام کیجیے۔ قرآن مجید کی بعض سورتیں جو بھول چکی ہوں از سر نو یاد کرنے کی کوشش کریں۔ تہجد کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کریں۔

آخر میں یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں ایک بار پھر رمضان کی برکات سے مستفید ہونے کا موقع عنایت فرما دیا۔ چنانچہ اس کے ایک ایک لمحے کو غنیمت جان کر عبادت الٰہی میں وقف ہو جائیں۔

روزہ۔۔۔ تقویٰ کا بیٹری چارجر

سیما آفتاب: کراچی

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی/ پرہیزگار بنو۔ (البقرہ۔ 2:183)

یعنی روزوں کی فرضیت کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول اور ترقی ہے۔ تقویٰ عام طور پر اللہ کے ڈر سے تعبیر کیا جاتا ہے، جبکہ تقویٰ صرف ڈر کا نام نہیں بلکہ یہ اللہ سے محبت کے ایک احساس کا نام ہے جس میں بندہ ہر وہ کام کرنا چاہتا ہے جس سے اس کا خالق خوش ہو اور ہر اس کام سے اجتناب کرتا ہے جس سے اس کی ناراضگی کا ڈر ہو۔

ہم میں سے ہر ایک کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ تقویٰ کی راہ اپنائے کیونکہ اللہ نے قرآن پاک میں جگہ جگہ متقین کے بارے میں اپنی رضا اور انعامات کا ذکر کیا ہے، مگر ہمارا نفس اکثر ہمیں اس راہ سے بھٹکا دیتا ہے۔ اور ہم کبھی انجانے اور کبھی جان کر اللہ کی ناراضگی مول لینے والے اعمال میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں ہماری تقویٰ کی بیٹری کمزور ہوتی جاتی ہے، اس بیٹری کی بدولت ہی ہم اپنے نفس پر قابو پا سکتے ہیں۔ اور جب بیٹری کمزور ہوتی ہے تو اس کو چارج کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔۔ ایسے میں اللہ کا بہت بڑا احسان ہے ہم پر کہ اس نے ہم پر روزوں کی صورت میں ایک چارجر مہیا کیا ہے۔

جیسا کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ "رمضان میں سرکش شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں"، تو اس طرح ہمیں اپنے نفس کی اصلاح کا موقع میسر آجاتا ہے، روزے کے دوران اللہ کا حکم مان کر خود پر کئی طرح کی پابندی عائد کر کے ہم شعوری طور پر خود کو اللہ کے حکم کے تابع کرتے ہیں کہ سامنے کھانا پانی رکھا ہے مگر مقررہ وقت سے پہلے اس کو ہاتھ تک نہیں لگاتے کیونکہ جانتے ہیں کہ روزہ کے دوران کھانا پینا اللہ کی نافرمانی کا کام ہے۔ اور ساتھ ہی "اللہ دیکھ رہا ہے" کا احساس ساتھ ہوتا ہے جو ہر برے کام سے بچانے میں معاون

ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح دیگر گناہوں سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں جو غیر رمضان میں "بیٹری ڈاؤن" ہونے کی صورت میں کر جاتے تھے۔ اور جب مسلسل تیس دن اس تربیتی دور سے گزرتے ہیں تو یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہماری تقویٰ کی بیٹری چارج ہو رہی ہے، اللہ کی موجودگی کا احساس ساتھ ہوتا ہے۔ روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو ظاہر نہیں ہوتی بلکہ ایک چھپی ہوئی عبادت ہے اللہ اور اس کے بندے کے درمیان۔ تو ایسے میں اللہ کی نافرمانی سے بچنے کے لیے اور اس کو راضی کرنے کے لیے خدا کے حکم پر ہم کھانا پینا چھوڑ سکتے ہیں تو گناہ و نافرمانی چھوڑنا تو اس سے بہت چھوٹی بات ہے۔ یہ نافرمانی چھوڑنا ہی وہ تقویٰ ہے جسے رمضان کا مقصد قرار دیا گیا ہے۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ رمضان میں صرف روایتی طور پر نہیں بلکہ پورے شعور و آگہی اور آداب کے ساتھ روزوں کا اہتمام کیا جائے اور چھوٹی سے چھوٹی نافرمانی سے بھی بچا جائے۔ اس کے علاوہ رمضان میں حاصل ہونے والے تربیت کو سال کے باقی گیارہ ماہ میں بھی خود پر لاگو کیا جائے۔ جس طرح چارجنگ کے بعد گاڑی کی بیٹری اپنا کام ٹھیک انجام دیتی ہے، اسی طرح ہماری زندگی کی گاڑی کو چلانے کے لیے رمضان کے روزے اور قرآن سے تجدید عہد، ہماری تقویٰ کی بیٹری کو چارج کرتے ہیں اور پھر باقی گیارہ مہینے اس قوت کے سہارے یہ گاڑی چلتی رہتی ہے۔ اس سے بڑا انعام ہمارے رب کی طرف سے اور کیا ہو سکتا ہے؟

اللہ سے دعا ہے کہ اس رمضان اور آنے والے ہر رمضان کو ہمارے لیے باعث تقویٰ و ہدایت بنائے آمین!

روزے کی مشکلات اور ان کا علاج

پروفیسر ڈاکٹر محمد عقیل: کراچی

تعارف

نماز اور زکوٰۃ کے بعد روزہ تیسری اہم عبادت ہے۔ رمضان فرض روزوں کا مہینہ ہے جس میں مسلمانوں کے لیے فجر سے مغرب تک کھانے پینے اور مخصوص جنسی عمل سے اجتناب برتنا لازم ہے البتہ مسافر، بیمار یا حیض میں مبتلا خواتین اس سے مستثنیٰ ہیں۔ روزہ صرف امتِ محمدی پر ہی نہیں بلکہ ماضی کی امتوں پر بھی فرض تھا۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اپنی بگڑی ہوئی شکل میں عیسائیوں، یہودیوں حتیٰ کہ ہندوؤں کے یہاں بھی اب تک موجود ہے

روزے کی فضیلت:

روزہ اُن عبادات میں سے ہے جن کی فضیلت اور اجر دیگر عبادات کی نسبت بہت زیادہ بلکہ لا محدود ہے۔ احادیث میں بڑی کثرت سے روزے کے فضائل بیان ہوئے ہیں۔

قرآنی آیت

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم پر روزہ فرض کر دیا گیا جس طرح ان لوگوں پر فرض کر دیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم متقی بن جاؤ۔ (البقرہ ۲:۱۸۳)

احادیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان میں ایمان اور ثواب کا کام سمجھ کر روزے رکھے اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 37)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے، تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔(صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1780)

جنت کا ایک دروازہ ریان صرف روزداروں ہی کے لئے مخصوص ہے(متفق علیہ)

ایمان واحتساب کے ساتھ روزے رکھنے پر گذشتہ گناہوں کی معافی کی بشارت ہے(متفق علیہ)

روزے دار کے منہ کی بو اللہ کو مشک کی بو سے بھی زیادہ عزیز ہے(متفق علیہ)

روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک جب وہ افطار کرے اور دوسری جب وہ (اپنے روزے سے رب کو راضی کر کے) خدا سے ملاقات کرے گا(متفق علیہ)

ایک بادشاہ اپنے عام ملازموں کو لگی بندھی تنخواہ سے نوازتا ہے جس کا ایک قاعدہ اور قانون مقرر ہے۔ لیکن جب وہ اپنے وفادار اور خاص لوگوں سے معاملہ کرتا ہے تو پھر اجرت کا اصول بدل جاتا اور اس کی مقدار بے حساب ہو جاتی ہے اسی طرح ایک مؤمن کے ہر عمل کی جزا دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک ہے لیکن روزے کا اجر لامحدود ہے اور اس کی جزا خود پروردگارِ عالم دیں گے (متفق علیہ)

روزے کا مقصد

روزوں کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔ تقویٰ درحقیقت اللہ کے خوف، اس کی ناراضگی سے بچنے کی کوشش، اس کی رضا کے لئے ہر طرح کی مشقت اور آزمائش کے لیے کمربستہ رہنے سے عبارت ہے۔ خدا کا تقرب اسی صورت میں مل سکتا ہے جب بندۂ اس سے رک جائے جس سے رب نے منع کیا اور وہ کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائے جس کا اس نے حکم دیا ہے۔ عمل کی دنیا میں دیکھا جائے تو یہ کوئی دو اور دو چار کا فارمولا نہیں کہ ادھر بندے نے بندگی کا اقرار کیا اور ادھر وہ ولی صفت اور باعمل مسلمان بن گیا۔ خدا کے احکامات کی بجا آوری کے لیے سخت محنت، ٹریننگ اور مستقل مزاجی کی ضرورت ہے۔ عربی میں صوم کا مطلب ہے کسی چیز سے رک

جانا اور اسے ترک کر دینا۔ صائم (روزے دار) کی اصطلاح عرب معاشرے میں ان گھوڑوں کے لئے بھی استعمال ہوتی تھی جنہیں جنگ کی تربیت دینے کی خاطر بھوکا پیاسا رکھا جاتا تھا۔ روزہ اسی تربیت کا حصہ ہے جس کے ذریعے بندہ چند جائز اعمال کو بھی خدا کے حکم پر چھوڑ کر اس کی فرمانبرداری کی عادت پیدا کرتا اور گناہوں کی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے کی تربیت حاصل کرتا ہے۔ روزے کا فلسفہ: دین کا بنیادی مقصد اپنے رب کو راضی کرنا اور اس کی عبادت و اطاعت ہے۔ رب کی اطاعت میں دو دشمن حائل ہوتے ہیں۔ ایک دشمن تو داخلی ہے جو انسان کا اپنا نفس ہے جبکہ دوسرا دشمن خارجی ہے جو شیطان ہے۔ رمضان چونکہ تربیت کا مہینہ ہے اس لیے خارجی دشمن یعنی شیطان کو تو دراندازی کرنے سے روک دیا جاتا ہے۔ دوسری جانب نفس کی تربیت کر کے اسے ہر قسم کے حالات میں خدا کی اطاعت و بندگی کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ نفس کی مثال ایک سرکش گھوڑے کی مانند ہے جو اپنے سوار کو اپنی مرضی سے بے مقصد بھگانا اور موقع ملنے پر پٹخ دینا چاہتا ہے۔ لیکن جب اسی سرکش گھوڑے کی تربیت کر دی جاتی اور اسے اچھی طرح سدھا دیا جاتا ہے تو اب یہ سوار کے اشاروں پہ ناچتا، اس کے احکامات کی تعمیل کرتا اور اس کے لیے سراپا نفع بخش بن جاتا ہے۔ گو کہ کچھ لوگ اس سرکش گھوڑے کو گولی مار کر ختم کر دینا بہتر سمجھتے ہیں کیونکہ اس میں روز روز کی جھنجھٹ نہیں۔ لیکن اسلام میں رہبانیت نہیں اور انسان کی اصل طاقت اس منہ زور گھوڑے کو رام کرنے میں ہے نا کہ اس کو مار ڈالنے میں۔ روزہ بھوک اور پیاس کے ذریعے نفس کے سرکش تقاضوں کو کمزور کر کے خدا کی اطاعت کے لیے تیار کرتا ہے۔ جو تقاضے انسان کو متواتر گناہ پر مجبور کرتے ہیں ان میں جنس کے تقاضے، پیٹ کی بھوک اور حلق کی پیاس سرِفہرست ہیں۔ ان تقاضوں کی افراط انسان کو بے شمار گناہوں پر اکساتی اور لاتعداد اخلاقی بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔ روزہ ان تقاضوں کو نکیل ڈالتا، ان کو قابو میں رکھتا اور انسان کو ان کے شر سے محفوظ رہنے کی تربیت دیتا ہے۔ انسانی نفس کا ایک اور منفی پہلو یہ ہے کہ وہ جلد باز واقع ہوا ہے۔ روزہ اس جلد بازی کے تقاضے کو قابو کر کے صبر کی تربیت بھی دیتا ہے۔

روزے کی آفات:

ہمارے معاشرے میں بالعموم لوگ روزہ رکھتے ہیں۔ البتہ چند کوتاہیوں کی بنا پر اس عظیم عمل کو مکمل یا جزوی طور پر ضایع کر دیتے ہیں۔ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں

- روزہ رکھنے سے گریز
- نماز پڑھنے سے گریز
- شہوانی امور میں ملوث ہونا
- گناہ کا کلام
- غصے کا غلبہ
- زبان کے چٹخارے
- وقت کاٹنے کی کوشش
- ریاکاری یا دکھاوا
- نیت میں خرابی
- قیام الیل

دیگر کوتاہیاں

- روزہ رکھنے سے گریز

رمضان شروع ہونے سے قبل کچھ لوگ روزے ترک کرنے کے غیر شرعی بہانے تلاش کرنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ خود کو اور لوگوں کو مطمئن کر سکیں۔ حالانکہ شریعت میں روزے سے مستثنیٰ افراد کی تفصیل موجود ہے۔ لیکن پھر بھی لوگ سر درد کے بہانے، خود ساختہ بیماری کے سبب، کام کی زیادتی یا کسی اور بنا پر روزے نہیں رکھتے۔ اس کا بنیادی سبب خدا پر ایمان کی کمزوری اور قول و فعل کا تضاد ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ قرآنِ کریم کا مطالعہ اور صالح لوگوں کی صحبت سے ایمان کو جلا بخشی جائے اور ہر قسم کی مشکل میں خدا کی رضا ہی کو اہمیت دی جائے۔

- نماز پڑھنے سے گریز

عام طور پر تو روزے دار نماز کا اہتمام کرتے ہی ہیں لیکن ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو روزے کی حالت میں بھی نماز پڑھنے سے گریز کرتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ سستی و کاہلی ہے اور پھر یہ حضرات روزے اور نماز کو دو الگ الگ فرائض سمجھتے ہیں حالانکہ

جس کی رضا کے لیے وہ خود کو بھوکا پیاسا رکھ رہے ہیں اسی کا حکم ہے کہ نماز پڑھو۔ یہ حضرات روزے کا مطلب بھوک اور پیاس ہی لیتے اور اس کی اسپرٹ کو جاننے سے قاصر رہتے ہیں۔ روزے کا بنیادی مقصد نفس کی تربیت کر کے اسے خدا کی بندگی اور اس کے تمام احکام و ہدایات بجالانے والا بنانا ہے۔ چنانچہ عین حالتِ روزہ میں خدا کی بندگی کی عملی تعبیر یعنی نماز سے روگردانی روزے کے بنیادی فلسفے اور مقصد سے روگردانی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اوپر بیان کیے گئے روزے کے فلسفے پر غور کریں۔ اس سلسلے میں تزکیۂ نماز پر لکھے گئے آرٹیکل سے مدد لی جاسکتی ہے۔ آرٹیکل اس لنک پر ملاحظہ کیجیے۔

goo.gl/s9wZOn

شہوانی امور میں ملوث ہونا◉

کچھ لوگ روزہ رکھ کر ظاہری جنسی امور سے تو اجتناب کرتے ہیں لیکن دیگر طریقوں سے شہوت کو تسکین پہنچانے کی شعوری و لاشعوری کوشش کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً یہ آنکھوں کو قابو میں نہیں رکھتے، کانوں سے فحش گانے سن کر نفس کو تسکین پہنچاتے یا پھر فحش باتوں میں ملوث ہو کر روزے کو ضایع کرتے اور پھر یہ شکایت کرتے نظر آتے ہیں کہ ہمارے شہوانی تقاضے روزے میں بھی قابو میں نہیں آتے۔ بھائی جب ائیر کنڈیشن چلایا جاتا ہے تو کھڑکیاں دروازے بند کر کے ٹھنڈک کو باہر نکلنے سے روکا جاتا ہے۔ آنکھوں کی کھڑکیاں بھی کھلی ہوں اور کانوں کے دروازے بھی، تو پھر یہ شکایت عبث ہے کہ تقویٰ کی ٹھنڈک دل میں محسوس نہیں ہوتی۔ ہمت سے کام لے کر خود کو ان گناہ کے امور سے دور کرلیں۔ جونہی کسی نامحرم پر شہوت کی نگاہ پڑے تو نفس کو کہہ دیں کہ میں روزے سے ہوں اور خدا کی حمد و ثنا اور استغفار و دعا میں مشغول ہو جائیں۔ نیز دل کے وسوسوں میں بھی کسی جنسی یا شہوانی تصور سے گریز کریں کیونکہ آپ نے جس کے لئے روزہ رکھا ہے وہ دلوں کے بھید بھی جان لیتا ہے۔ یاد رہے کہ نامحرم کو شہوت کی نگاہ سے دیکھنا گناہ ہے لہٰذا دفتر یا تعلیمی اداروں میں جہاں مرد و زن کا اختلاط زیادہ ہوتا ہے، نامحرم کے بارے میں ہر طرح کے جنسی اشتہا کے تصور کو قابو کیا جائے۔

شہوانی امور میں ایک معاملہ میاں بیوی کے تعلقات ہیں۔ ظاہر ہے کہ روزے کی ایک شرط مخصوص جنسی تعلق سے گریز بھی ہے۔ البتہ دیگر معاملات (مثلاً بوس و کنار وغیرہ) کی اجازت تو ہے لیکن چونکہ اس میں اندیشہ ہے کہ روزہ ضایع ہو جائے لہٰذا اجتناب ہی بہتر ہے۔

⦿ گناہ کا کلام

قدیم شریعتوں میں روزے کی حالت میں کلام یعنی بات چیت پر بھی پابندی ہوتی تھی۔ امتِ محمدی میں گو کہ یہ پابندی تو نہیں لیکن بلا ضرورت کلام سے گریز روزے کی روح کے قریب تر ہے۔ بات چیت میں جو گناہ ہم سے سرزد ہوتے ہیں ان میں جھوٹ، غیبت، بہتان، فحش کلام، گالم گلوچ وغیرہ شامل ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور برا کام کرنا نہیں چھوڑتا، تو اللہ کو اس کی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے (بخاری)۔ غور طلب بات یہ ہے کہ روزے کا مقصد اللہ کا خوف اور اس کے احکام و فرامین کے لیے تعمیل کا جذبہ پیدا کرنا ہے محض بھوکا اور پیاسا رہنا نہیں۔ چنانچہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ایک طرف تو کھانے کا ایک دانہ بھی منہ میں نہیں جائے اور دوسری طرف غیبت کے ذریعے اپنے ہی بھائی کا گوشت جی بھر کے کھایا جا رہا ہو، شہوت سے ظاہری پرہیز کے ساتھ فحش گفتگو سے اس کی کسر پوری کی جا رہی ہو، نیت تو صوم (خدا کی نافرمانی سے گریز) کی ہو لیکن گالیوں کے عمل سے اس نیت کو توڑا جا رہا ہو، خدا کے حکم پر زبان کو خشک اور حلق کو پیاسا تو کر دیا گیا ہو لیکن جھوٹ بول کر انہیں اخلاقی غلاظتوں سے تر اور سیراب کیا جا رہا ہو۔

وہ بات چیت جو عام زندگی میں حرام ہے وہ روزے کی حالت میں اور زیادہ حرام ہو جاتی ہے جیسے ایک فوجی کا کسی حکم کی تعمیل سے انکار کرنا تو ویسے ہی قابلِ گرفت ہے لیکن جنگ کی حالت میں کی گئی نافرمانی زیادہ قابلِ سرزنش ہوتی ہے۔ ممنوع کلام پر قابو پانے کے لیے چند ہدایات پر غور کریں۔ ایک تو یہ کہ بلا ضرورت بولنے سے گریز کریں اور خاموشی کو روزے کا ادب اور عبادت سمجھتے ہوئے گفتگو میں احتیاط کریں۔ بولنے سے پہلے توقف کریں اور ایک لمحے کے لیے سوچیں کہ آپ کیا کہنے والے ہیں؟ اگر وہ کسی کی برائی، کسی کا مذاق، کوئی جھوٹا کلام وغیرہ ہے تو رک جائیے اور اُس رب کا تصور کریں جس کے کہنے پر آپ نے بھوک کا درد اور پیاس کے کانٹے برداشت کیے ہیں اور یہ سوچیں کہ اس موقع پر زبان کی تالہ بندی اسی رب کا حکم ہے۔

دوسری ہدایت یہ کہ روزے کی حالت میں گناہ کے کلام کو اسی طرح حرام سمجھیے جس طرح کھانا اور پینا۔ کھانا پینا روزے کے ظاہر کو برباد کرتا ہے جبکہ فحش کلام اور غیبت وغیرہ روزے کے باطن کو تہس نہس کرڈالتے ہیں۔ نوعیت کے اعتبار سے دونوں میں کوئی فرق نہیں کیونکہ دونوں خدا کی معصیت (گناہ) ہیں۔ اس ضمن میں تیسری ہدایت یہ ہے کہ زبان کو خدا کی یاد سے تر رکھیں۔ یہی وہ موقع ہے کہ اللہ کو تمام عیوب سے پاک سمجھ کر اس کی تسبیح کی جائے، اس کی کاریگریوں کو دیکھ کر حمد و ثنا کے گن گائے جائیں، اس کی وفاداری کے ترانے پڑھے جائیں، اس کی رحمت کی چھاؤں اور مغفرت مانگی جائے۔ یہ ذکر بھی بدکلامی سے محفوظ رکھنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

آخری بات یہ کہ وہ مقام جہاں گناہ کی باتیں ہو رہی ہوں تبدیل کر لیا جائے کیونکہ بعض اوقات ماحول اور ساتھیوں کے اُکسانے سے بھی بدکلامی سرزد ہو جاتی ہے۔

◉ غصے کا غلبہ

روزے کی حالت میں اعصاب کی کمزوری اور بھوک پیاس کی شدت کی بنا پر چڑچڑاہٹ اور غصہ طبیعت پر غالب آجاتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اپنے بچوں، بیوی اور ماتحتوں پر سختی کرتے اور ان پر چیخ پکار کے ذریعے اپنی جھنجلاہٹ کا اظہار کرتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ غیض و غضب متعلقین اور ساتھیوں پر بھی برسنے لگتا ہے۔ چونکہ فریقِ ثانی بھی کچھ ایسی ہی کیفیات کا شکار ہوتا ہے لہٰذا بسوں میں مسافرین کے درمیان تو تو میں میں شروع ہو جاتی، سڑکوں پر ٹریفک جام ہو جاتا اور لوگوں میں گالم گلوچ اور بعض اوقات ہاتھا پائی کی نوبت بھی آجاتی ہے۔

اس کا بنیادی سبب بھوک پیاس اور اعصابی کمزوری کے علاوہ غصہ کو درست سمجھنا ہے کہ میں تو روزے سے ہوں اور میرا حق ہے کہ میں یہ سب کچھ کروں۔ اس کا علاج یہی ہے کہ روزے کے فلسفے کو یاد رکھا جائے کہ اس کا مقصد صبر کی تربیت دینا ہے۔ چنانچہ کسی بھی قسم کی اشتعال انگیزی اس تربیت میں ناکامی کی علامت ہے۔ اس کا علاج حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ روزے کو ایک ڈھال کی طرح استعمال کیا جائے۔ لہٰذا جس کا روزہ ہو وہ نہ تو بے حیائی کی باتیں کرے اور نہ ہی جہالت دکھائے۔ پھر بھی اگر کوئی گالی دے تو وہ

کہہ دے کہ میرے بھائی میں روزے سے ہوں (بخاری و مسلم)۔ مزید یہ کہ غصے کی حالت میں مقام کی تبدیلی بھی کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔

◉ زبان کے چٹخارے

صبح سے شام تک بھوکا رہنے کی وجہ سے کھانے پینے کی چیزوں کی جانب رغبت بڑھ جاتی ہے۔ اس اشتہا کو مٹانے کے لیے نت نئے کھانوں کا اہتمام، انواع و اقسام کے پکوان اور لاتعداد مشروبات کی تیاری میں وقت صرف کیا جاتا اور ان کا تصور کر کر کے روزے کا وقت کاٹا جاتا ہے۔ اس طرح رمضان میں بسیار خوری کے نتیجے میں رمضان میں اکثر لوگوں کا وزن کم ہونے کی بجائے بڑھ جاتا ہے۔ وہ وقت جو جنت کی نعمتوں کی یاد میں گذرنا چاہیئے تھا وہ دنیوی دستر خوانوں کی نظر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہ تقوٰی اور صبر جو اس بھوک اور پیاس سے پیدا ہونا چاہیئے تھا وہ نہیں ہوتا اور نتیجے کے طور پر سطحی قسم کی لذتیں تو مل جاتی ہیں لیکن روزے کے ثمرات و فیوضات ہاتھ سے نکل جاتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ کھانا پینا ضرورت کے تحت ہو، مقصد نہ بن جائے۔ اس سلسلے میں بہت زیادہ اہتمام میں وقت ضایع کرنا، اور لذتوں کی یاد میں گرفتار رہنا بالکل بھی مناسب نہیں۔ نیز اگر اس صورتِ حال میں آپ اپنے کھانے سے زیادہ مستحقین اور دیگر افراد کو کھلانے کی فکر کریں تو چٹخاروں کی غیر ضروری رغبت سے نجات مل سکتی ہے۔

◉ وقت کاٹنے کی کوشش

چونکہ رمضان میں دفتر اور تعلیمی اداروں کی چھٹی جلد ہو جاتی ہے اس لیے لوگوں کو کافی فارغ وقت دستیاب ہو جاتا ہے۔ لوگ اس وقت کو عبادات، اذکار اور خدا کی یاد میں لگانے کے بجائے ناول پڑھنے، بلا مقصد انٹرنیٹ پر سرفنگ یا چیٹنگ کرنے، تاش اور دیگر گیمز کھیلنے یا ڈرامے اور فلمیں دیکھنے میں گزار دیتے ہیں۔ اس عمل کے دوران بعض اوقات حدود سے تجاوز ہو جاتا اور روزے کی صحت پر اثر پڑ جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ رمضان میں کچھ اہداف مقرر کر لیں۔ مثلاً پورے مہینے میں ایک قرآن ترجمے اور تفسیر سے پڑھنا ہے یا حدیث، سیرت اور اسلامی موضوع پر کوئی کتاب ختم کرنی ہے۔ اور پھر اوقات مقرر کر کے اس پر سختی سے کاربند ہو جائیں۔ اسی طرح فراغت کے اوقات میں قرآن یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روزمرہ کی دعاؤں کو یاد کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح خدا کی صناعی، اس کی قدرت، اس کی رحمت اور کائنات کے تنوع پر غور کر کے خدا کی معرفت بڑھانے کی کوشش کریں۔

◉ ریاکاری یا دکھاوا

روزے کی آفتوں میں سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ روزہ گھر والوں یا دفتر کے ساتھیوں کو دکھانے کے لیے رکھا جائے۔ اصل میں دکھاوے کے علاوہ ایک اور عنصر خوف کا ہے کہ لوگ کیا کہیں گے ۔ اس قسم کے لوگوں کی اکثریت البتہ چوری چھپے کھانے پینے سے گریز کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں کچھ نہ کچھ خوفِ خدا ہوتا ہے لیکن اصل محرک لوگوں کی ملامت سے بچنا ہوتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ خدا کے حوالے سے یہ حقیقت ذہن میں تازہ کی جائے کہ اس کی ملامت لوگوں کی ملامت سے زیادہ نقصان دہ ہے۔ پھر جب مشقت ہی اٹھانی ہے تو نیت میں ذرا سی تبدیلی کرلی جائے کہ میں یہ بھوک اور پیاس اللہ کے حکم کی تعمیل اور اس کی رضا پانے کے لیے برداشت کر رہا ہوں۔

ریاکاری کی ایک صورت یہ ہے کہ لوگ اپنے روزوں کا مختلف بہانوں سے ذکر کرتے ہیں کہ میرے تو پورے روزے جا رہے ہیں یا آج کا روزہ تو بہت سخت ہے وغیرہ۔ اس قسم کی گفتگو کا محرک اگر دکھاوا ہے تو یہ روزے کے اجر کو کم یا ختم کرسکتی ہے۔ چنانچہ دل و دماغ میں روزے کی غایت خدا کی رضا ہی بٹھائی جائے اور لوگوں کی تحسین وصول کرنے کے بجائے زمین و آسمان کے اُس بادشاہ کی تحسین و داد وصول کرنے کی کوشش کی جائے جس کے ہاتھ میں تمام خزانے ہیں۔ اس کے علاوہ رمضان کے علاوہ نفلی روزے بھی رکھ کر انہیں لوگوں سے حتی الامکان چھپایا جائے تا کہ ریاکاری پر قابو پایا جاسکے۔

◉ نیت میں خرابی

کچھ لوگ رمضان کے روزے اس نیت سے رکھتے ہیں کہ وزن کم ہو جائے یا تیزابیت کم ہو یا دیگر بیماریوں کا علاج ہو جائے۔ یاد رکھیں کہ آپ جس لیے روزہ رکھیں گے تو وہی آپ کا نصیب ہے۔ لہٰذا فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ آپ وزن کم کرنے کو مقصود بناتے ہیں یا خدا کی بندگی کو۔۔

◉ قیام الیل

رمضان عبادت کا مہینہ ہے۔ یہ خدا کی طرف سے ڈسکاؤنٹ پر سیل کا اعلان ہے جس میں جنت کی وسیع و عریض زمینیں، اس کے گھنے باغات، اس کی ابلتی ہوئی نہریں، اس کے عالیشان تخت، اس کے خوابناک بیڈ رومز، اس کی معطر فضائیں اور نہ جانے کیا کیا کچھ انتہائی کم قیمت پر اس ماہ میں دستیاب ہوتا ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ چند رت جگے ان نعمتوں کو آپ سے قریب کر دیں۔ اگر ہر رات جاگنا ممکن نہ ہو تو کم از کم ایک دن چھوڑ کر، یا پھر ویک اینڈ پر۔ اور آخری عشرہ تو بس لوٹ لینے کا عشرہ ہے گویا کہ دینے والے نے تہیہ کر لیا ہے کہ وہ سب کچھ ہی دے دے گا بس شرط یہ ہے کہ کوئی مانگنے والا تو ہو۔ رات جاگنے سے متعلق کئی غلط فہمیوں کو دور کرنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ تراویح کی نماز فرض نہیں بلکہ یہ تہجد ہی کی نماز ہے اور تمام مسالک کا اس پر اتفاق ہے بجز حنفی مسلک کے جو اس نماز کو سنت مؤکدہ سمجھتا ہے اور اس کے تارک کو گناہِ صغیرہ کا مرتکب قرار دیتا ہے۔ دوسرا یہ کہ حنفی مسلک کے تحت بھی اس نماز میں پورا قرآن سننا ضروری نہیں۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے آخری دنوں میں کسی اور امام سے اپنی مسجد میں نماز پڑھوائی تو ہدایت کی کہ پورے مہینے سورہ فیل سے ہی تراویح پڑھائی جائے (آثر حکیم الامت: صفحہ ۹۵)۔ اس تمھید کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ کچھ لوگ تراویح کو روزے کا لازمی جزو اور اس کے ترک کو روزے کے فاسد ہونے کا ذریعہ سمجھتے ہیں جبکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔

دوبارہ اصل موضوع کی طرف آتے ہیں کہ رات کس طرح جاگی جائے۔ اکثر لوگوں کو قرآن کی چھوٹی سورتیں یاد ہوتی ہیں لہٰذا وہ تہجد کی نماز چند منٹ میں پڑھ کر ہاتھ جھاڑ کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس ضمن میں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ کچھ علما نماز کی حالت میں قرآن میں سے دیکھ کر پڑھنے کو جائز سمجھتے ہیں۔ چنانچہ اس ذریعے سے مدد لی جا سکتی ہے۔ اسی طرح تہجد کی نماز ایک نفلی نماز ہے اور اس میں رکعتوں کی تعداد مختلف مکاتب فکر کے تحت گیارہ سے لے کر 40 تک ہے۔

رات جاگنے میں محض نماز پڑھنا ہی شامل نہیں۔ قرآن کو سمجھ کر پڑھنا بھی اس کا حصہ ہے۔ اسی طرح خدا سے باتیں کرنا، اس سے اپنے دل کا حال کہنا، کبھی مکان، جائداد، صحت اور اولاد کی مادی سطح سے بلند ہو کر اس سے دعائیں کرنا، اس کی پاکی بیان کرنا، اس کی حمد کرنا وغیرہ بھی اس کا حصہ ہے۔ اس سلسلے میں دعاؤں کی کتاب حصنِ حصین کو سامنے رکھ کر نبی کریم ﷺ کے الفاظ سے بھی مناجات کی جا سکتی ہے۔

⦿ دیگر ہدایات

روزہ میں دیگر کوتاہیوں میں بے شمار چیزیں آسکتی ہیں جن کا احاطہ ممکن نہیں۔ البتہ اتنایادرکھیں کہ ہر گناہ خدا سے دور کرتا اور ہر اچھا عمل خدا کے قریب کرتا ہے۔ وہ بھوک وپیاس کسی کام کی نہیں جس کے ساتھ ساتھ گناہوں کا سلسلہ بھی چلتا رہے اور خدا سے دوری کا سبب بن جائے۔

اپنا احتساب کریں، اپنی کمزوریوں کو جانیں اور انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ اس ضمن میں تزکیہٗ نفس کے سلسلے میں تیا کردہ سوال نامے "اپنا احتساب کیجئے" سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔(سوالنامہ کے لیے اس لنک پر کلک کیجیے goo.gl/rFtxbE)

یہ دیکھیں کہ پچھلے رمضان سے اس رمضان تک کیا کوتاہیاں اور نافرمانیاں سرزد ہوئیں۔ ان پر اللہ سے معافی مانگیں اور آئندہ ان سے بچنے کا عہد کریں۔

حقوق العباد کا خاص خیال رکھیں خاص طور پر دل کھول کر اللہ کی راہ میں خرچ کریں کیونکہ جو اللہ کی راہ میں خرچ ہو گیا وہی درحقیقت بچ گیا اور جو بچ گیا اور جو بچ گیا وہی اصل میں آخرت میں پہنچنے سے رہ گیا۔

تماشائے شمع وپروانہ اور حقیقت شناسی

ام مریم:لاہور

آپ نے ہزارہابار زندگی میں جلتے ہوئے چراغ اور ان کے گرد دیوانوں کی طرح رقص کرتے ہوئے پروانوں کا ہجوم تو دیکھا ہی ہوگا، لیکن ذرا اس تماشائے شمع وپروانہ پر تدبر کی نگاہ ڈالیے تو یہ ہمیں ایک بہت بڑی حقیقت سے شناسا کرتا ہے۔ پروانے کا جذبہ الفت و فدویت تو دیکھیے، اور اس کے دل کی لذت سوز و گداز کو ملاحظہ کیجیے کہ جل کر خاکستر تو ہو جاتا ہے لیکن شمع کے حضور حاضری کی تمنا سے باز نہیں رہتا۔ اپنے شبستانوں میں غفلت کی نیند سونے والے انسان کے لیے یہ افسوس کا مقام ہے کہ شب و روز رب کریم کی نعمتوں سے فیض یاب تو ہوتا ہے مگر پروانے جیسی تمنا روشنی کے ذرہ برابر بھی اسے اپنے عظمت مآب پروردگار کے حضور حاضری کا خیال نہیں آتا۔ پروانے کی طرح لذت سوز و گداز سے منور انسانی قلوب کے لیے اپنے رب کی اطاعت پر قائم رہنا اپنی جان سے بھی بڑھ کر قیمتی ہونا چاہیے۔ قرآن کریم خبر دیتا ہے والذین آمنوا أشد حبا للہ، یعنی ایک مومن کی سب سے بڑی پہچان ہی یہ ہے کہ اسے سب سے زیادہ محبت اللہ رب العزت سے ہوتی ہے۔ چنانچہ تماشائے شمع وپروانہ ہمیں حقیقی فلسفہ حیات کی خبر دیتا ہے۔

" اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں"(الذاریات)

عبادت کا مفہوم درحقیقت توحید باری تعالی کی معرفت کے شعور، اور اس کے حضور حاضری سے لیکر اپنی زندگی کے ہر ہر معاملے میں اسی کی رضا کے مطابق عمل اختیار کرنا ہے۔ دنیا کے ہر گوشے میں جہاں نسل انسانی آباد ہوئی، اللہ کے پیغمبروں نے آکر لوگوں کو اسی معرفت الہی اور عبادت خداوندی کا درس دیا۔ دنیا میں بے شمار اور ان گنت علوم و فنون پائے جاتے ہیں لیکن دلوں کا سکون اور اطمینان اسی معرفت اور عبادت الہی کے علم و شعور میں مضمر ہے۔ رب تعالی کی توحید کا راز اور مظاہر فطرت کی حقیقت سمجھ آجانے پر مثل پروانہ، انسان کے مرکز وجود سے بھی رب العزت کے لیے محبت اور فدویت کے یہی چشمے ابلنے لگتے ہیں۔ مخلوق اور خالق کائنات کے درمیان ایک حسین میل، محبت پیدا ہو کر انسان کی زندگی فطرت کے ہموار اور مستقیم خطوط پر استوار ہونے لگتی ہے

۔دنیا کے خم و پیچ سے گزرتے ہوئے بھی اطمینان قلب کا باعث اطاعت خداوندی سے بھرپور محبت ہی ہے، جس کے بغیر امارت و دولت، دنیا کو انسانیت کے لیے امن وامان اور خوش حالی کا گہوارہ بنانے کے تمام سامان ہیچ ہیں۔ یہی طرز زندگی در حقیقت پر مسرت اور پر سکون دنیاوی اور اخروی حیات کا ضامن ہے جو پروانے کی مانند انسان کو بھی اپنے پروردگار کی رضا و خوشنودی کے حصول کی خاطر بے دریغ جدوجہد کی طرف مائل کر دے

رمضان المبارک میں قرآن کریم کی تلاوت

شاہ فیصل ناصر: باجوڑ ایجنسی

رمضان المبارک اور قرآن کریم کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اس عظیم کتاب ہدایت کا آغاز اسی ماہ ایک مبارک رات کو ہوا۔ جسے لیلتہ القدر اور لیلتہ المبارکہ کہتے ہیں۔

قرآن کریم کی عظیم نعمت اور قیمتی خزانے کی وجہ سے رمضان کا مہینہ مبارک ہوا اور مخصوص عبادات یعنی روزوں اور قیام الیل کے لیے منتخب ہوا۔ اس مہینے کا اصل حاصل قرآن مجید کی تلاوت و سماعت اور علم و فہم کے حصول کا اہتمام ہے اس مہینے میں جبرائیل علیہ السلام خود آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کا ایک دورہ مکمل کروایا کرتے تھے۔ ﴿بخاری و مسلم بحوالہ ابن عباس﴾

اس لیے رمضان میں قرآن کے ترجمہ و تفسیر کا اہتمام کرنا چاہیے اور نماز تراویح میں پابندی کر کے ایک بار پورا قرآن سننے کی سعادت حاصل کرنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ روزانہ نمازوں کے اوقات میں تلاوت کا معمول بنانا چاہیے۔

عام طور پر قرآن مجید میں تقریباً چھ سو صفحات ہوتے ہیں۔ اگر ہم ان صفحات کو تیس دن یعنی ایک ماہ پر تقسیم کریں تو روزانہ کی بنیاد پر بیس صفحے بنتے ہیں۔ یہ ذرا مشکل معلوم ہوتا ہے لیکن اگر ہم ان بیس صفحات کو پنج وقتہ نمازوں پر تقسیم کریں تو ہر نماز کے بعد چار صفحے تلاوت کر کے ہم قرآن کریم کا ایک ختم مکمل کر سکتے ہیں۔ اگر آپ رمضان المبارک میں دو بار قرآن مکمل پڑھنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہر نماز کے پہلے اور بعد چار چار صفحات کی تلاوت کر کے با آسانی یہ ہدف حاصل کر سکتے ہیں۔

یہ ٹائم ٹیبل عام اور کمزور افراد کے لیے ہے ورنہ قرآن مجید سے شغف رکھنے والے لوگ روزانہ دس پندرہ پاروں کی تلاوت آرام سے کر سکتے ہیں۔ ہمارا ایک دوست رمضان کے اخری عشرے میں روزانہ ایک قرآن پاک ختم کرتا ہے کیونکہ رمضان قرآن کی سالگرہ کا موقع ہے۔

صدقہ و خیرات اور رمضان

راولپنڈی:ڈاکٹر عرفان شہزاد

رمضان کے مہینے میں دیگر عبادات کے ساتھ صدقہ و خیرات میں بھی بڑا اضافہ ہو جاتا ہے۔ صدقہ و خیرات جتنی بڑی عبادت ہے، اتنی بڑی آزمائش بھی ہے۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ نیت درست نہ ہو تو صدقہ و خیرات بھی ضائع ہو جاتے ہیں، لیکن نفس کے پاس اتنے خفیہ حیلے ہیں کہ آدمی کو اپنی نیت اور مقاصد کا مکمل ادراک بھی نہیں ہو پاتا اور وہ اپنے مال سے، اپنے صدقہ و خیرات سے جہنم کا خریدار بن رہا ہوتا ہے اور اپنے طور پر یہ بھی سمجھ رہا ہوتا ہے کہ وہ جنت کما رہا ہے۔ ذیل میں چند ایسے ہی حیلوں کو بے نقاب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ہمارے ایک دوست بڑے دین دار کاروباری خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ کئی فیکٹریوں کے مالک ہیں۔ صدقہ و خیرات بہت کیا کرتے ہیں۔ اپنے مزدوروں کو بھی نوازتے رہتے ہیں۔ ان کے مزدوروں کی گردنیں ان کے احسانات کے آگے جھکی رہتی ہیں اور اسی وجہ سے وہ اپنا خون پسینہ ایک کر کے بڑی وفاداری سے ان کی ملوں کو چار چاند بھی لگاتے ہیں۔

میں نے ایک بار ان سے عرض کیا کہ: "جو پیسے آپ صدقہ کرتے ہیں، اس کی بجائے اپنے مزدوروں کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیں، تاکہ وہ صدقہ و خیرات کے محتاج ہی نہ رہیں اور اس طرح ان کی عزتِ نفس بھی مجروح ہونے سے بچ جائے گی"۔ لیکن دین دار دوست کے اندر کا سرمایہ دار فوراً باہر آ گیا۔ انہوں نے صاف انکار کر دیا کہ: "اس طرح مزدوروں کے نخرے بڑھ جائیں گے، مارکیٹ میں مزدوری کا ریٹ خراب ہو جائے گا۔"

ان کی اس بات کا اس کے علاوہ اور کیا مطلب ہے کہ مارکیٹ کے سرمایہ داروں نے مل کر یہ طے کر رکھا کہ مزدورں کو ایک خاص سطح سے زیادہ مزدوری نہیں دینی اور اس طرح ان کو کم مزدوری پر کام کرنے پر مجبور بنائے رکھنا ہے۔ پھر جب ان بے چاروں کو اپنے یا اپنے بچوں کے علاج، تعلیم یا شادی وغیرہ کے لیے پیسے درکار ہوں تو ان کو بھیک دے کر ان کو اپنا احسان مند بھی بنا لینا ہے اور پھر اس احسان مندی کے عوض ان کی وفاداری بھی خرید لینی ہے۔

آخر کوئی بھی شخص پورا دن محنت مزدوری کے بعد اتنے پیسے کیوں نہ کما سکے کہ بغیر کسی سے بھیک وصول کیے خودداری سے اپنا وقت سکون سے گزار سکے؟ ایک سروے کے مطابق پانچ افراد پر مشتمل ایک مزدور کے خاندان کو کم سے کم ماہانہ قریباً 36 سے 40 ہزار روپے درکار ہیں۔ جب کہ حکومت نے کمال مہربانی سے موجودہ بجٹ میں مزدور کی کم از کم اجرت 13 سے 14 ہزار مقرر کی ہے۔ بقول شخصے، حکومت ایک مہربانی اب یہ بھی کر دے کہ ان غریبوں کو اتنے پیسوں میں پورے مہینے کا بجٹ بھی بنا کر دے دے۔

مہذب ممالک میں مزدور کی کم سے کم مزدوری اتنی ہے کہ وہ چند ہی برسوں میں خوشحال ہو جاتا ہے۔ انگلینڈ میں ایک گھنٹے کی مزدوری 6.75 پاؤنڈ (تقریباً -/1,000 روپے پاکستانی) ہے، جب کہ پاکستان میں مزدوری کم ترین سطح پر ہے یعنی 4 پاؤنڈ (تقریباً -/600 روپے) ہے۔ اور آپ کو یہ جان کر بھی حیرت ہونی چاہیے کہ ہمارا ملک صدقہ و خیرات کرنے میں دنیا کے صف اول کے ممالک میں ہے۔ یہ ہے ہمارے معاشرے کا تضاد۔ یعنی لوگوں کو عزت سے روزی کمانے میں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں، لیکن صدقہ و خیرات کرکے اور لوگوں کی گردنیں اپنے آگے جھکانے میں بہت خوشی محسوس کرتے ہیں۔

کیا جس صدقہ و خیرات کا صلہ احسان مندی اور وفاداری کی محنت کی صورت میں وصول کر لیا گیا ہو اس کا کوئی صلہ آخرت کے لیے باقی رہ جاتا ہے؟ آپ اپنے بے چارے ملازمین اور ماتحتوں کو تو دھوکا دینے میں کامیاب ہوگئے، آپ خود فریبی میں بھی مبتلا ہیں، لیکن کیا خدا کو بھی دھوکہ دینے میں کامیاب ہو جائیں گے؟

يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (سورہ البقرہ، 9)

وہ اللہ اور ایمان لانے والوں کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں، مگر دراصل وہ خود اپنے آپ ہی کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں اور انہیں اس کا شعور نہیں ہے۔

لوگوں نے خدا کو نعوذ باللہ کسی سادہ مزاج بزرگ کی طرح سمجھ لیا ہے، جسے چند ظاہری اعمال سے دھوکا دیا جا سکتا ہے۔ مت بھولیے کہ خدا آپ کے دلوں کا حال آپ سے بھی بہتر جانتا ہے:

اِنَّهٗ عَلِيمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُورِ اَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ (سورہ الملک، 13-14)

وہ تو دلوں کا حال تک جانتا ہے۔ کیا وہی نہ جانے گا جس نے پیدا کیا ہے؟ حالانکہ وہ باریک بیں اور باخبر۔

خدا کے ہاں صرف خالص عمل قابلِ قبول ہے، جو صرف اس کی رضا کے حصول کے لیے انجام دیے جائیں، جن میں کسی قسم کی غرض اور بدلے کا شائبہ نہ پایا جائے، حتیٰ کہ یہ بھی نہیں کہ کوئی آپ کا ممنون احسان ہو۔ ایسے خالص صدقے و خیرات کرنے والوں کے لیے خدا فرماتا ہے:

نیک لوگ (جنت میں) شراب کے ایسے ساغر پئیں گے جن میں آب کافور کی آمیزش ہوگی۔ یہ ایک بہتا چشمہ ہوگا جس کے پانی کے ساتھ اللہ کے بندے شراب پئیں گے اور جہاں چاہیں گے بسہولت اس کی شاخیں لیں گے۔ یہ وہ لوگ ہونگے جو (دنیا میں) نذر پوری کرتے ہیں، اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی۔ یہ مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے رہے، اِس کے باوجود کہ خود اُس کے ضرورت مند تھے۔ (اور اُن سے کہتے ہیں کہ) ہم تمہیں صرف اللہ کی خاطر کھلا رہے ہیں، ہم تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ۔ ہمیں تو اپنے رب سے اُس دن کے عذاب کا خوف لاحق ہے جو سخت مصیبت کا انتہائی طویل دن ہوگا ۔ پس اللہ تعالیٰ انہیں اُس دن کے شر سے بچا لے گا اور انہیں تازگی اور سرور بخشے گا۔ اور اُن کے صبر کے بدلے میں اُنہیں جنت اور ریشمی لباس عطا کریگا ۔ وہ اُس میں تختوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے۔ نہ اُس میں دھوپ کی حدت دیکھیں گے، نہ سرما کی شدت۔ جنت کی چھاؤں ان پر جھکی ہوئی سایہ کر رہی ہوگی، اور اُس کے پھل ہر وقت ان کے بس میں ہوں گے (کہ جس طرح چاہیں انہیں توڑ لیں) ۔ اُن کے آگے چاندی کے برتن اور شیشے کے پیالے گردش کرائے جا رہے ہونگے ۔ شیشے بھی وہ جو چاندی کی قسم کے ہونگے، اور ان کو (منتظمین جنت نے) ٹھیک اندازے کے مطابق بھرا ہوگا۔ ان کو وہاں ایسی شراب کے جام پلائے جائیں گے جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ یہ جنت کا ایک چشمہ ہوگا جسے سلسبیل کہا جاتا ہے۔ ان کی خدمت کے لیے ایسے لڑکے دوڑتے پھر رہے ہوں گے جو ہمیشہ لڑکے ہی رہیں گے تم انہیں دیکھو تو

سمجھو کہ موتی ہیں جو بکھیر دیے گئے ہیں۔ وہاں جدھر بھی تم نگاہ ڈالو گے نعمتیں ہی نعمتیں اور ایک بڑی سلطنت کا سر و سامان تمہیں نظر آئے گا۔ اُن کے اوپر باریک ریشم کے سبز لباس اور اطلس و دیبا کے کپڑے ہوں گے، ان کو چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے، اور ان کا رب ان کو نہایت پاکیزہ شراب پلائے گا۔ یہ ہے تمہاری جزا اور تمہاری کارگزاری قابل قدر ٹھیری ہے۔(سورہ الدھر،5-22)

مشہور شاعر، جوش ملیح آبادی نے اپنی کتاب 'یادوں کی بارات' میں لکھا ہے کہ ان کے والد بڑے جاگیر دار تھے، بڑے جری، کسی سے نہ دبتے تھے۔ ان کے ہاں ایک صاحب کبھی کبھی آتے تھے۔ جوش لکھتے ہیں کہ میں دیکھتا کہ میرے والد ان کے آنے پر چپکے سے اپنے دراز سے ایک لفافہ نکال کر ان کے حوالے کر دیتے اور وہ چلے جاتے، والد صاحب ان کے سامنے شرمندہ سے محسوس ہوتے، نظریں اٹھا کر ان کی طرف نہ دیکھتے۔ والد صاحب کی یہ حالت دیکھ کر جوش کو بڑی کوفت ہوتی کہ ان کے بہادر اور خود دار والد نے ایسا کیا کر دیا ہے کہ انہیں اس شخص کے آگے شرمندہ ہونا پڑتا ہے اور لفافے میں یہ کیا ڈال کر دیتے ہیں جیسے ان کا قرض دینا ہو۔ لکھتے ہیں کہ آخر میں نے ایک دن ہمت کر کے پوچھ لیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ والد صاحب نے کہا کہ وہ صاحب اپنے وقت کے بڑے نواب تھے، لیکن گردش ایام نے انہیں اس حال میں پہنچا دیا کہ دوسروں کی مالی مدد پر گزارہ کرنا پڑ رہا ہے۔ وہ جب میرے پاس مالی مدد لینے آتے ہیں تو مجھے ان کا وہ وقت یاد آتا ہے اور مجھے ان سے حیا آتی ہے۔

ایک سچے صدقہ کا اثر کچھ ایسا ہوتا ہے کہ صدقہ دینے کے بعد یہ بھی پسند نہیں آتا کہ کسی کی آنکھوں میں اپنے لیے احسان مندی کی جھلک دیکھیں، اس سے سامنا ہونے پر اپنی ہی آنکھیں جھک جانی چاہییں۔ کسی انسان کو اس کی خودداری سے محروم ہوتے دیکھنا بڑی اذیت کی بات ہے، لیکن دوسرے کو اس کا احساس تب ہی ہو اگر اس میں انسانیت زندہ ہو۔

اگر اپنے ملازم یا ماتحت کی مدد کرنے کے بعد آپ کا رویہ اس کے ساتھ معمول سے زیادہ بداخلاق ہو جاتا ہے یا آپ کو اس سے یہ توقع ہونے لگتی ہے کہ اب وہ آپ کے کام میں پہلے سے زیادہ دل لگائے، تو جان لیجیے کہ آپ نے اپنے صدقہ و خیرات کا صلہ یہیں وصول کر لیا، اب نہ صرف یہ کہ خدا سے مزید کسی صلے کی امید نہیں رکھی جائے بلکہ خدا کا نام استعمال کر کے اپنے دنیوی فوائد سمیٹنے کے جرم کی جواب دہی کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

درج ذیل حدیث میں یہی بتایا گیا کہ کہ خدا کا نام استعمال کر کے اگر اس طرح دنیوی فوائد اکھٹے کیے گئے ہوں گے تو صرف یہ ہی نہیں کہ اعمال اکارت جائیں گے، بلکہ اس جعل سازی کے جرم میں الٹا جہنم میں ڈال دیا جائے گا:

"۔۔۔(قیامت کے دن) ایک آدمی لایا جائے گا جسے دنیا میں خوشحالی اور ہر طرح کی دولت سے نوازا گیا تھا اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتیں جتلائے گا وہ شخص ان نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ سوال کرے گا "میری نعمتوں کو پا کر تونے کیا کام کئے؟" وہ کہے گا" یا اللہ میں نے تیری راہ میں ان تمام جگہوں پر مال خرچ کیا جہاں تجھے پسند تھا" اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا" تونے جھوٹ کہا، تونے صرف اس لیے مال خرچ کیا تا کہ لوگ تجھے سخی کہیں اور دنیا نے تجھے سخی کہا" پھر (فرشتوں کو) حکم ہو گا اور اسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا"۔(صحیح مسلم،1905)

رمضان میں کرنے والے اور نہ کرنے والے کام

ام حمزہ: اسلام آباد

عروسہ کچھ دنوں سے دل ہی دل میں پریشان اور بوکھلائی سی رہتی تھی۔ گھر کی ذمہ داریاں تو اچھے سے پوری کر رہی تھی۔ کسی کو کوئی شکایت نہیں تھی۔ لیکن اماں جانی کی دور اندیش نگاہیں محسوس کر رہی تھیں کہ عروسہ کسی الجھن میں ہے لیکن پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔ ہو سکتا ہے صائم نے کچھ کہہ دیا ہو، میاں بیوی کا کوئی معاملہ ہو گا خود ہی ایک دن بعد ٹھیک ہو جائے گی۔ یہ سوچ کر اماں جانی نے نظر انداز کر دیا۔ انہیں اپنے بیٹے کا مزاج معلوم تھا، غصہ جلدی آجاتا تھا اس معاملہ میں وہ اپنے باپ پر گیا تھا۔

اماں جانی اپنے کمرے میں نماز اور اذکار میں مصروف رہتیں اور قرآن بھی ترجمہ سے پڑھتی رہتی۔ انہیں اپنی بہو عروسہ اور بیٹے صائم سے بہت پیار تھا اور اپنی ایک سال کی پوتی "حمنہ" میں تو اماں جانی کی جان تھی۔ کہتے ہیں نا کہ اپنی اولاد کی اولاد زیادہ پیاری لگتی ہے۔ اماں جانی اکثر چھوٹے بیٹے کو یاد کر کے اداس ہو جاتی تھیں جو "بی ایس" کرنے کے لئے اسلام آباد گیا ہوا تھا، روزانہ فون پر بات ہو جاتی تھی۔

جب عروسہ کھانا بنانے کچن میں جاتی تو اماں جانی حمنہ کو اسٹرولر میں بٹھا کر باہر لان میں لے جاتی، گملوں اور پودوں کو دیکھتی رہتی کہ مالی بابا نے پودوں کو پانی دیا ہے؟ اور مرجھائے ہوئے پھولوں کو صاف بھی کیا ہے یا نہیں؟ اماں کو گلاب اور موتیے کے پھول بہت پسند تھے ان کا خاص خیال رکھتیں۔

آج اتوار کا دن تھا اور صائم گھر میں تھا۔ چھٹی کے دن کھانا اسپیشل صائم کی پسند پر بنتا تھا، عروسہ اماں جانی کے کمرے میں آئی اور کہا! کہ: "آج کھانے میں بریانی کی فرمائش ہے آپ کے بیٹے کی، آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تو میں آپ کے لئے کھچڑی کے ساتھ ہلکی مرچ والا مٹن کری کا سالن بنالوں"؟

اماں جانی کو اب بھی بہو کا لہجہ اداس اور بجھا سا لگا۔ اب ان سے رہا نہ گیا۔ انہوں نے کہا: "ٹھیک ہے بیٹی کھانا بنالو اور حمنہ کو میرے کمرے میں بٹھا جاؤ اور آج فارغ ہو کر ذرا میرے کپڑوں کی الماری ٹھیک کر دینا، سب کپڑے اوپر نیچے ہو گئے ہیں۔"

"ٹھیک ہے میں کر دوں گی، یہ کہہ کر عروسہ کچن میں چلی گئی۔"

شام کی چائے سے فارغ ہو کر عروسہ اماں جانی کے کمرے میں آئی اور بڑے پیار سے اماں جانی سے پوچھنے لگی کہ:"اب تو موسم بدل رہا ہے زیادہ گرم سوٹ اور سویٹرز وغیرہ بیگ میں بند کر کے رکھ دوں۔"

اماں جانی نے کہا:" عروسہ بیٹی یہ سارا کام کل کر لینا۔ ابھی میرے پاس بیٹھو۔ بہت دن ہو گئے تم میرے پاس نہیں بیٹھی اور میں دیکھ رہی ہوں تم کچھ الجھی الجھی لگ رہی ہو۔ بتاؤ صائم نے کچھ کہا۔"

اب تو عروسہ کی برداشت بھی جواب دے گئی تھی اور پھر اماں جانی کے پیار بھرے انداز نے سارے بند توڑ دیئے۔ عروسہ نے اماں جانی کے کندھے پر سر رکھ کر رونا شروع کر دیا۔ اماں بھی اسے پیار سے تھپکی دیتی رہی جب غبار چھٹ گیا تو عروسہ نے اپنے دل میں پیدا ہونے والے سارے خدشات اماں جانی کے گوش گزار کر دیے۔

"اب اماں جانی آپ ہی بتائیں شعبان کا مہینہ شروع ہو گیا ہے اور رمضان کے لئے ابھی تک کوئی تیاری نہیں ہوئی۔ صائم سے بات کی ہے لیکن وہ کہتے ہیں تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہی ہو۔ اماں جانی صائم کو اپنے آفس کولیگز کو افطاری کروانی ہوتی ہے تو بہت اچھے ریسٹورنٹ میں، روزانہ افطاری میں ٹیبل پر پکوڑے، فروٹ چارٹ، فرنچ فرائز اور نوڈلز بھی چاہیے اور کبھی سکنجبین اور کبھی فالسہ کا جوس اور کبھی ملک شیک۔ اس کے علاوہ کھانے میں بھی مٹن یا چکن کڑاھی یا بریانی اور کبھی پلاؤ وغیرہ۔ رات کو انہیں سویٹ ڈش بھی ضرور چاہیے، کبھی پڈنگ اور کبھی لب شیریں کی فرمائش اور کبھی پائن ایپل کیک۔ آپ کو تو پتہ ہے وہ بازار کی چیزیں نہیں کھاتے سب کچھ گھر میں بنے۔ میرا تو سارا دن کچن میں ہی گزرے گا، سخت گرمی میں میرا بھی روزہ اور دوسرے گھر کے کام، اسکے علاوہ ننھی حمنہ کے سارا دن کام۔ عروسہ پھر رونے لگی اماں جانی میں تھک کے عبادت کیسے کروں گی؟ قرآن کیسے پڑھوں گی؟ اور جب میں کتابوں میں پڑھتی ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تیز چلتی ہواؤں سے بھی زیادہ رمضان میں صدقہ اور خیرات کرتے تھے۔ تو مجھے ڈر لگتا ہے۔ ہم تو اپنا سارا بجٹ خراب کر کے قرضہ چڑھا لیتے ہیں۔ عید کی شاپنگ بھی صائم چاند رات کو کرواتے ہیں۔ چاند رات کو بہت رش ہوتا ہے اور ہر چیز کی قیمت دوگنی ہوتی ہے اور غیر محرم لوگوں سے ٹکرانے کا ڈر لگا رہتا ہے۔ شاپنگ بھی صحیح سے نہیں ہوتی اور لگتا ہے سارے روزوں کا اجر ضائع ہو گیا۔ جب کہ اللہ کی طرف سے چاند رات تو مزدور کو اجرت دینے کی رات ہے۔"

اماں جانی نے عروسہ کی بات سن کر اسے پیار کیا اور حوصلہ دیا کہ: " آپ پریشان نہ ہوں، میں ضرور اللہ کی مدد سے اس کا کوئی اچھا سا حل سوچتی ہوں۔"

دوسرے دن اماں جانی نے عشاء کی نماز پڑھ کے نہایت خشوع و خضوع سے دعا مانگی اور جائے نماز رکھ کر صائم اور عروسہ کو اپنے کمرے میں بلایا۔ صائم کچھ حیران ہوا، عروسہ سے پوچھا: "اماں کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا، بلڈ پریشر چیک کیا تھا کہیں ہائی تو نہیں" عروسہ نے کہا: " ایسی کوئی بات نہیں اماں تو اپنی دوا کا بھی خیال رکھتی ہیں اور میں بھی ان کے لئے کم نمک والا سالن تیار کرتی ہوں، آپ ان کے پاس کئی دنوں سے بیٹھے نہیں ہیں آفس سے آتے ہی لیپ ٹاپ پر سارا حساب کتاب کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔ چلیں آج اماں جانی کے کمرے میں بیٹھتے ہیں، اماں کو بھی آپ ٹائم دیا کریں۔"

دونوں اماں جانی کے کمرے میں آئے تو اماں کے ہاتھ میں ایک نوٹ بک اور پنسل دیکھ کر صائم بے اختیار مسکرا کے بولا: "اماں آپ آج کیا حساب لے کر بیٹھ گئی ہیں، لائیں میں آپ کا کام کر دوں"۔

"اسی لئے تو بیٹا تم دونوں کو بلایا ہے، اب مجھ سے اس عمر میں کہاں لکھا جاتا ہے۔"

صائم نے کاپی اور پنسل سنبھالی تو اماں نے کہا: "بیٹا ایک طرف لکھو رمضان میں کرنے والے کام اور دوسری طرف لکھو رمضان میں نہ کرنے والے کام۔"

صائم نے سوچا تھا اماں گروسری کا سامان لکھوائیں گی اور یہ کیا؟ اماں جانی بیٹے اور بہو کے تاثرات سے بے نیاز لکھوانے لگ گئیں

کرنے کے کام :

1. رمضان کی تیاری کے لئے شعبان سے ہی عمل شروع کریں اور سادگی کو اپنائیں۔
2. روزہ صرف کھانے پینے سے رکنے کا نام نہیں بلکہ آنکھ، کان، دل، زبان اور ہاتھ کا بھی روزہ ہے ان سب سے اللہ کی رضا کے کام کرنے ہیں۔

3. اپنے گناہوں پر نادم ہو کر غلطیوں کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ سے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعا کریں خصوصارات کے پچھلے پہر سحری سے پہلے، وہ دعا کی قبولیت کا خاص وقت ہوتا ہے۔
4. سحری اور افطاری اعتدال سے کریں کیونکہ یہ صرف طعام کا مہینہ نہیں بلکہ صیام کا مہینہ ہے۔ بہت مرغن اور پیٹ بھر کر کھانے سے پرہیز کریں۔
5. افطاری میں سادہ غذا کھائیں اور اپنے بجٹ میں سے بچا کر ان رشتہ داروں اور ضرورتمند لوگوں کو بھی یاد رکھیں جو تنگدست ہیں اور ایک وقت میں کھانے میں ایک ڈش بنائیں تاکہ بنانے والے کی بھی آسانی ہو اور پیٹ بھر کے کھانے سے بچیں کیونکہ پھر نماز تراویح میں کھڑے ہونے کی ہمت پیدا ہو، زیادہ کھانے سے سستی پیدا ہوتی ہے۔
6. ساری نمازیں باجماعت پڑھیں اور تراویح میں قرآن کا ایک دور ضرور ہونا چاہیے۔ اور گھر میں قرآن کو جتنا آسانی سے ہو سکے ترجمہ اور تفسیر سے پڑھیں تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ ہمارے رب کے ہم سے کیا تقاضے ہیں اور زندگی شعور سے گزارنے کے کیا اصول بتائے ہیں۔
7. افطاری کروانے کا بہت ثواب ہے لیکن نمود و نمائش سے بچتے ہوئے سادگی سے افطاری کروانے کا انتظام کریں، خصوصا فقرا، مساکین اور ضرورتمندوں کو بھی یاد رکھیں۔
8. ہر کام مسنون طریقہ سے کریں، مسنون طریقہ سے کئے گئے عمل ہی قبول ہوتے ہیں، فرائض، نوافل، اذکار، اعتکاف، تلاوت قرآن اور اسلامی لٹریچر، اسوہ حسنہ پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ کریں اور غور و فکر میں اپنا وقت گزاریں۔ اس سے دل میں اچھے خیالات پیدا ہونگے اور ایک مومن کے لئے یہی اصل طاقت اور روح کی تازگی کا سبب بنتے ہیں۔
9. عید کی شاپنگ رمضان سے پہلے ہی کر لیں تو بہتر ہے۔ اپنا بجٹ دیکھتے ہوئے، تاکہ قرضہ لینے کی نوبت نہ آئے اور جب اپنے اور اپنے گھر والوں کے لئے نئے کپڑے اور چیزیں خریدیں تو اپنے قریبی غریب رشتہ دار یا ہمسایہ کے لئے بھی ضرور خریدیں۔
10. جو رشتہ دار ناراض ہیں انہیں رمضان سے پہلے ضرور ملنے جائیں ورنہ فون پر خیریت پوچھیں اور عید کے دن تحفہ تحائف بھیجیں اور ملنے بھی جائیں۔

صائم نے پوچھا اماں اتنا کچھ بتا دیا آپ نے، ان شاء اللہ میں اور عروسہ ضرور ان باتوں پر عمل کریں گے۔ اماں جانی نے ان کو ڈھیروں دعائیں دی اور کہا کہ میں نے وہ کام تو ابھی بتائے نہیں جن سے ہمیں بچنا ہے۔ عروسہ نے کہا:" اماں جانی بہت اچھا لگا، آپ نے تو دل خوش کر دیا ہے اب حمنہ کو سلانا بھی ہے۔ ہم کل ان شاء اللہ آپ کے پاس ضرور بیٹھیں گے تاکہ رمضان میں بچنے والے کاموں کے بارے میں معلوم کر سکیں۔"

دوسرے دن اماں جانی کے بلانے سے پہلے ہی صائم اور عروسہ اماں کے کمرے میں پہنچ گئے۔ عروسہ نے حمنہ کو اماں کی گود میں دے کر کہا:" اماں آج صبح سے ہی حمنہ کو ہلکا سا بخار لگ رہا ہے، میں نے سیرپ بھی پلایا ہے آپ اس کو دم کر دیں۔"

اماں جانی نے محبت سے حمنہ کا ماتھا چوما اور آیت الکرسی اور آخری سورتیں اور مسنون دم کی آیات پڑھ کر یقین کے ساتھ پھونک مار دی اور اسے اپنی گود میں ہی سلا لیا۔ پھر بیٹے اور بہو کی طرف دیکھا تو وہ کاپی اور پنسل لئے بڑے شوق سے اماں سے پوچھنے لگے۔ رمضان میں کون سے کاموں سے بچا جائے؟

1. اپنا وقت غیر ضروری کاموں سے بچا کر عبادت پر لگائیں۔ جس میں فون پر لمبی لمبی باتیں نہ کریں، غیبت سے بچیں، جھوٹ نہ بولیں
2. کسی سے جھگڑا نہ کریں گالی گلوچ یا بری بات منہ سے نہ نکالیں، اگر کوئی دوسرا آپ سے جھگڑا کرے تو فورا کہہ دیں میں روزے سے ہوں اور خاموشی اختیار کریں
3. روزہ رکھ کر سارا دن سو کر یا ڈائجسٹ پڑھ کر نہ گزاریں۔
4. روزہ کی حالت میں غصہ نہ کریں، غصہ حرام ہے اور رمضان کے علاوہ باقی دنوں میں بھی اس بات کا خیال رکھیں۔
5. اگر کھانے میں کوئی نمک وغیرہ کم یا زیادہ ہو تو چیخنے سے پرہیز کریں، کھانا بنانے والے نے گرمی اور روزے کی حالت میں بنایا ہے یہ سوچ لیں اور در گزر کریں۔
6. اللہ کی راہ میں خرچ کرتے وقت بخل نہ کریں اور جو چیز اپنے لئے خریدیں ویسی ہی اپنے مستحق بھائی کے لئے خریدیں
7. بدگمانی، تجسس اور عیب جوئی سے بچیں۔ ان کاموں سے روزہ چھلنی ہو جاتا ہے۔

8. قطع رحمی سے بچیں اللہ نے صلہ رحمی کی بہت تاکید کی ہے۔

9. اگر ضرورت سے زیادہ حلال کھانا صحت کے لئے مضر ہے تو سوچیں حرام کے بارے میں کیا حکم ہے، حرام کھانا تو زہر ہے جو دین کو برباد کرتا ہے اور حرام کھانے والے کا کوئی بھی نیک عمل قبول نہیں ہوتا۔ صدقات، نماز، روزہ، قربانی حتیٰ کہ حرام کھانے والے کا حج بھی قبول نہیں ہوتا اس لئے حرام سے بچنا ہے۔

10. عقیدہ توحید پر قائم رہنے کی دعا کرتے رہیں کیونکہ جس میں عقیدہ توحید نہیں اس کے بھی سارے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، شرک بذات خود ایک بہت بڑا ظلم ہے اس سے بچنا دین اسلام کا پہلا حکم ہے۔

11. اپنے دل اور دماغ کو برے خیالات سے بچانا ہے، بے شک رمضان میں شیاطین بند کر دیئے جاتے ہیں لیکن بہت ساری غلط عادات ہمارے نفس میں پختہ ہو چکی ہوتی ہیں، اس لئے اپنا احتساب کرتے رہنا ہے کہ دل میں برے خیال بھی نہ آئیں اس کے لئے چلتے پھرتے اللہ کی بڑائی کے کلمات سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کے علاوہ کلمہ طیبہ کا ورد کرتے رہیں تو برے خیالات نہیں آئیں گے۔

اچھا بچوں! اب آپ آرام کریں اور ان تمام باتوں پر عمل آج اور ابھی سے شروع کر دیں اور ایک دوسرے کے معاون و مددگار بنیں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی جہاں تک ہو سکے بتائیں اب تو سوشل میڈیا کا دور ہے، ہر بات بآسانی ایک دوسرے تک پہنچ جاتی ہے۔ اپنے لئے صدقہ جاریہ بنائیں۔

وما توفیقی الا باللہ العظیم

اســرا: رمضــان کورس

رابعہ ریحان

تفصیلِ کورس

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو امت مسلمہ کے لیے ایک تربیتی کورس کی مانند بنایا ہے اور ہر سال اس کا اعادہ کیا جاتا ہے تا کہ مسلمان سال بھر کی زندگی خدا تعالی کے اطاعت گزار بن کر گزاریں۔ اس بات کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے کہ رمضان المبارک محض ایک ماہ کا مختصر عرصہ نہیں ہے جس میں ہمیں محض روزے رکھنے ہیں، بلکہ یہ ایک تربیتی سیشن ہے جس میں اخلاقیات، سماجیات، دینی و فکری رویے اور وہ تمام چیزیں شامل ہوتی ہیں جن پر ہماری اخروی نجات کا انحصار ہے۔ اگر ہم ایک بار رمضان المبارک میں صحیح طرح اپنی عملی و فکری تربیت کرلیں اور پوری باقی ماندہ زندگی اسی نہج پر گزاریں تو یقیناًروزِ محشر یہ ہمارے لیے شفاعت کا باعث بن سکتا ہے۔

اپنی آئندہ زندگی اور آخرت کو سنوارنے کے مقصد سے ہی تعلیمی و تحقیقی ادارہ اسرا کے زیر اہتمام رمضان المبارک کا یہ منفرد کورس تشکیل دیا گیا ہے جس میں دینی و فکری تربیت کے لیے ایسے طریقہ کار کا انتخاب کیا گیا ہے جو ہمیں سالہا سال ایک باتقویٰ زندگی گزارنے میں مدد دیں۔

کورس کا مقصد

اس کورس کے مقاصد درج ذیل ہیں:

✵ رمضان المبارک کی قدر کرنا اور اس کے بنیادی پیغام کو سمجھنا

✵ قرآن و سنت کے مطابق برائیوں سے بچنا اور نیکیوں کے ذریعے جنت میں مقام حاصل کرنا۔

✯ رمضان المبارک میں اپنی اصلاح کرنا اور آئندہ پورے سال کے لیے مشق کرنا۔

کورس کی مدت اور طریقہ

- اس کورس کا مقصد آپ کو ذاتی سطح پر (Personalized) تعلیمی خدمت فراہم کرنا ہے۔
- اس کورس کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ فہم قرآن اور تفصیلی سبق سے متعلق ہے جبکہ دوسرا حصہ رمضان کے لیے روزمرہ کی شیٹ ہے۔
- آپ کو روزانہ کی بنیاد پر ایک فائل کا مطالعہ کرکے اس کے مختصر سے جوابات بھیجنے ہیں اور ساتھ ہی روزانہ رمضان شیٹ بھی بھیجنی ہے۔
- اس کے ساتھ ہی ہفتہ وار اسائنمنٹ کے طور پر آپ کو چند منٹوں کا ایک شارٹ کورس اٹیمپ کرنا ہوگا۔ ان تینوں کے مارکس آخر میں دیے جانے والے سرٹیفکیٹ میں ساتھ شامل کیے جائیں گے۔
- آپ کا استاذ سے ون ٹو ون تعلق اس کورس میں نہایت ہی اہمیت کا حامل ہوگا۔
- رمضان شیٹ کی تمام فائلز یکجا ایک ہی فولڈر میں درکار ہو تو آپ کو خصوصی درخواست پر فراہم کی جاسکتی ہے۔
- اس طرح اس کورس میں روزانہ کی بنیاد پر آپ کو تین کام کرنے ہوں گے۔
  - رمضان ورک شیٹ پُر کرکے استاد کو بھیجنا
  - روزانہ سبق کا مطالعہ کرنا
  - سبق کا خلاصہ لکھ کر استاد کو بھیجنا
- اس کے علاوہ طلبا کو ضمیمے کے طور پر روزے سے متعلق کچھ فقہی مسائل کا خلاصہ بھی فراہم کیا جائے گا جس کا مقصد یہ ہے کہ بوقت ضرورت طالب علم فقہی مسائل سے آگاہ ہوسکے۔ تاہم فقہی حوالے سے مزید کوئی استفسار ہو تو اپنے مینٹور سے بلا جھجک پوچھ سکتے ہیں۔

امتحان اور سرٹیفکیشن

- کورس کے اختتام پر آپ کو کوئز حل کرنا ہوگا۔
- کوئز میں کامیابی کے لیے کم از کم 65٪ فیصد مارکس ضروری ہیں۔

- کورس کے اختتام پر طالب علم کو رمضان کورس سرٹیفکیٹ دیا جائے گا۔

اصول و ضوابط

- معلم سے محبت اور ان کی عزت واحترام تحصیل علم اور استفادہ کی اولین شرط ہے، لہٰذا ہر طالب علم کا فرض ہے کہ وہ تمام اساتذہ (Mentors) کا احترام کریں۔
- ہر طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اختلاف کے باوجود دوسروں کی رائے کا احترام کرے اور مذہبی، سیاسی و نسلی وابستگی کی بنیاد پر کسی بھی قسم کی تنقید سے گریز کرے۔
- کسی شکایت کی صورت میں طالب علم ایڈمن سے رابطہ کر سکتا ہے۔

اساتذہ

حافظ محمد شارق	hmshariq@gmail.com
پروفیسر ڈاکٹر محمد عقیل	aqilkhans@gmail.com
مریم نورین	islamicstudies267@gmail.com

روزہ اور تقویٰ

حافظ محمد شارق

قرآن مجید کی تلاوت کرنے والوں پر یہ بات اچھی طرح عیاں ہے کہ قرآن میں سینکڑوں آیات ہیں جو صرف تقویٰ کے موضوع پر وارد ہوئی ہیں۔ یہ تقویٰ ہی ہے جسے قرآن میں بے شمار مقامات پر تمام نظری و فکری معاملات کا منشاء و مقصود بتایا گیا ہے سورۃ البقرۃ کی آیت 21 کے مطابق انسان کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ وہ دنیا میں تقویٰ اختیار کرے۔ حتیٰ کہ قرآن مجید کی رُو سے جنت میں صرف وہی لوگ جائیں گے جو کسی نہ کسی درجے میں تقویٰ کی صفتِ حمیدہ سے متصف ہوں۔ لیکن یہ تقویٰ کیا ہے؟

بد قسمتی سے ہمارے ذہنوں میں آج تقویٰ کا تصور حالات و واقعات کے دبیز پردوں میں مبہم ہو چکا ہے۔ آج ہمارے نزدیک تقویٰ کا معیار صرف ظاہری حال کی اصلاح ہے۔ ہمارے نزدیک تقویٰ کا معیار کُرتا، پاجامہ، جبہ اور عمامہ ہے یا پھر ہمارے زعم میں متقی کے بارے میں کسی صوفی کا خاکہ ہے جو دنیا سے بے پرواہ ہو کر کسی کونے کھدرے میں حق اللہ کی صدائیں بلند کرتا ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے تقویٰ کے یہ تمام تصورات میزانِ شریعت میں اس بنا پر باطل ٹھہرائے جائیں گے کہ یہ اسوۂ رسول ﷺ اور آیاتِ قرآنی سے ہرگز میل نہیں کھاتے۔ قرآن مجید تقویٰ کو تصور پیش کرتا ہے وہ کسی نہ درویشی کا نام ہے اور نہ ہی ظاہر کو سنوارنے کا۔ بلکہ یہ مکمل احساسِ ذمہ داری کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا نام ہے۔ خدا کی ناراضگی سے ڈرتے ہوئے گناہوں سے پرہیز کرنا۔ تقویٰ یہی وہ اصول ہے جو بندہ مومن کی زندگی کا محور ہونا چاہیے۔ یہ تقویٰ کس طرح حاصل ہو؟ کلامِ الٰہی کے آغاز میں اس بات کا جواب دے دیا ہے کہ حصولِ تقویٰ کا نصاب قرآن ہے۔ فرمایا:

"یہ وہ کتاب ہے جس (کے کتاب الٰہی ہونے) میں کوئی شک نہیں۔ یہ متقین کے لیے (صحیفہ) ہدایت ہے۔"

گر تو می خواہی مسلماں زیستن

نیست ممکن بجز قرآن زیستن

ترجمہ: اگر تم حقیقی مسلمان کی زندگی جینا چاہتے ہو تو یہ قران کے بغیر ممکن نہیں ہے

حصولِ تقویٰ کا بنیادی نصاب قرآن ہے اور اس نصاب پر عمل کرنے کا بہترین موقع رمضان المبارک ہے جو درحقیقت تقویٰ کی صلاحیت پیدا کرنے کے لیے معاون حیثیت رکھتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ کا مفہوم ہے کہ رمضان وہ مقدس مہینہ ہے جس میں ہدایتِ انسانی کا صحیفہ "القرآن" نازل کیا گیا۔ مزید فرمایا کہ یہ روزے اقوامِ سابقہ کی طرح تم بھی فرض کیے گئے ہیں تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔"

چنانچہ اس تفصیل کی روشنی میں دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ انسانی زندگی کا اصل مقصد حصولِ تقویٰ، اس کا نصاب قرآن اور اس کی عملی مشق کے لیے رمضان ہے۔ یہ مہینہ تزکیہ و تربیت کا مہینہ ہے، ہر جانب نیکیوں کا ماحول ہوتا ہے اور ہم باسانی اس ماحول سے جڑ کر اپنے نفس کی تربیت کر سکتے ہیں۔ ہمیں اس موقع کا بھرپور فائدہ اٹھانا چاہیے، یہی روزہ کا مقصد ہے۔ اگر رمضان میں بھی تقویٰ کی روشنی نہ جلائی اور اپنی روح کو زیورِ تقویٰ سے آراستہ نہ کیا تو رمضان بے مقصد گزر گیا اور ہم نے اس کی روح کی قربت پا کر بھی اسے حاصل نہ کیا۔ یاد کیجیے! روح القدس جبرائیل امین کے اس جملے پر امام الانبیاء نے آمین کہا ہے!

اے محمد! آپ کی امت میں سے وہ آدمی ہلاک ہو جائے جو رمضان کا مہینہ پائے اور اپنی بخشش نہ کروائے۔ حدیث

اس رمضان یہ عہد کر لیں کہ قرآن سے تعلق جوڑنا ہے، اسے اپنی زندگی کا محور بنانا ہے۔ روزانہ قرآن کا مطالعہ معمول بنانا ہے اور یہ مطالعہ محض علمی مطالعہ نہ ہو کہ آپ کو واقعات کا علم ہو جائے بلکہ برائے ہدایت ہو، یہ معلوم ہو سکے کہ قرآن آپ کو عملی زندگی میں کیا ہدایات دیتا ہے۔ وہ کون سے رویے ہیں جن کی قرآن مخالفت کرتا ہے اور کون سے اعمال کی تلقین قرآن کرتا ہے۔ اس کے لیے استاد محترم محمد مبشر نذیر کی کتاب پیغامِ قرآن یا راقم کی کتاب قرآن مجید اور ہماری شخصیت کارآمد ہو سکتی ہے جس میں قرآن مجید سے عملی اسباق مہیا کیے گئے ہیں۔

یاد رکھیں، ابھی رمضان ہے تو ہمارے پاس وقت ہے، ورنہ اُس وقت سے ڈرنا چاہیے کہ کفِ افسوس مَلنے کی توفیق بھی نہ ملے اور زندگی کے اوراق بوسیدہ ہو جائیں۔ فرشتہ اجل یہ اعلان کر دے کہ تم رحمۃ اللعالمین کی بارگاہ سے دھتکار دیے گئے ہو۔ تم پر اللہ، اس کے رسول اور ملائکہ کی بددعائیں ہیں!

روزے کا انتظار کیوں اور کیسے کیا جائے؟

فاطمہ نور: اسلام آباد

استقبال رمضان کے لئے ہمیں اپنے اسلاف کی زندگیوں کا جائزہ لینا ہو گا تا کہ ان کے نقش قدم پر چل کر ہم بھی رمضان کی اہمیت اور فضیلت سے واقف اور مستفید ہوں۔ ہمارے اسلاف عظام یعنی صحابہ کرام، تابعین عظام اور تبع تابعین کا رمضان الکریم کے بارے میں شوق اور تمنا نبی ﷺ کی اتباع میں ہی تھا۔

آپ ﷺ ماہ رجب اور شعبان میں ہی رمضان المبارک کا انتظار کرنے لگتے۔ اور پورا شعبان کا مہینہ رمضان المبارک کے کیف و سرور کو محسوس کرنے کے لئے حالت صوم میں گزارتے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

آپ ﷺ (اس ماہ میں اتنے روزے رکھتے کہ) شعبان کو رمضان سے ملا دیتے۔ (ابو داؤد: 243، کتاب الصیام)

لیکن امت کے لئے شفقت تھی کہ نصف شعبان کے بعد نفلی روزوں سے منع کر دیا۔ رمضان المبارک کو باقی مہینوں پر فضیلت اس لئے ہے کہ اس کے دامن میں وہ بیش بہارات ہے کہ اس ایک رات میں ہزاروں مہینوں سے بڑھ کر خیر وبرکت کے خزانے لٹائے جاتے ہیں۔ اس مبارک رات میں ہمارے رب نے اپنی سب سے بڑی رحمت ہمارے لئے نازل کی۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ ﴿سورہ الدخان:۳﴾

یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ ۚ﴿سورہ القدر:۱﴾

یقیناً ہم نے اسے شب قدر میں نازل فرمایا۔

اس عظیم اور بابرکت رات کو کتاب مبین، قرآن مجید کو "لوح محفوظ" سے پورے کا پورا اتار کر جبریل علیہ السلام کے سپرد کر دیا گیا۔ پھر اللہ کے حکم سے حالات کے مطابق جبریل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس وحی الہی کی صورت میں لاتے رہے اور قرآن کا نزول تیئیس سال میں مکمل ہوا۔

رمضان کا مہینہ قرآن کی سالگرہ کا مہینہ ہے (صحیح بخاری: ۱۹۰۲)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم ﷺ سخاوت اور خیر کے معاملہ میں سب سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ کی سخاوت اس وقت اور زیادہ بڑھ جاتی تھی جب جبرائیل علیہ السلام آپ ﷺ سے رمضان میں ملتے، جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ سے رمضان شریف کی ہر رات میں ملتے یہاں تک کہ رمضان گزر جاتا۔ جب جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے لگتے تو آپ ﷺ چلتی ہوا سے بھی زیادہ بھلائی پہنچانے میں سخی ہو جایا کرتے تھے۔

ایک اور حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ آخری سال (وفات سے پہلے) جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو دو بار قران سنایا۔ (صحیح بخاری: 3624)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ آپ ﷺ نے میرے کان میں کہا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام ہر سال قرآن مجید کو ایک بار سنایا کرتے تھے، لیکن اس سال انہوں نے دو مرتبہ سنایا، مجھے یقین ہے کہ اب میری موت قریب ہے اور میرے گھرانے میں سب سے پہلے مجھ سے آ ملنے والی تم ہو گی۔ میں (آپ کی اس خبر پر) رونے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس پر راضی نہیں کہ جنت کی عورتوں کی سردار بنو گی یا (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) مومنہ عورتوں کی، تو اس پر میں ہنسی تھی۔

گویا کہ اس ماہ میں رب رحیم کی بے پایاں رحمت نے ہم جیسے انسانوں کی راہنمائی کا سامان فرمایا۔ اس کی حکمت لامتناہی نے ہماری سوچ اور عمل کی راہیں روشن کیں۔ صحیح اور غلط کو پرکھنے کے لئے وہ کسوٹی عطا کی جو ہر قسم کی غلطی، کجی، اور تغیر و تبدل سے پاک ہے۔ قرآن پاک کے اس ماہ میں نزول نے ہی اس ماہ کو عظیم اور جلیل القدر بنا دیا کہ یہ عظیم الشان مہینہ اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کے دنوں کو روزوں کے لئے اور راتوں کو قیام اور تلاوت کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔

بنی نوع انسان کے لئے یہ ماہ انتہائی قابل تکریم ہے۔اس ماہ میں ہر نیکی کا اجر بڑھا دیا جاتا ہے ۔پہلی امتوں کی زندگیاں بہت لمبی ہوتی تھیں۔ان کو عبادت کے مواقع بھی زیادہ مل جاتے تھے۔سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی۔اسی سے اندازہ کرلیا جائے۔نبی ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔اس لحاظ سے رمضان کی ایک رات ایسی ہے جس کی عبادت کی فضیلت ہزار مہینوں سے زیادہ ہے۔اس لئے یہ اللہ رب العزت کا اس آخری نبی ﷺ کی امت پر بے پایاں انعام واکرام ہے۔ویسے تو ہم اللہ کی بے حد وحساب نعمتوں کے خزانے دن رات لوٹ رہے ہیں۔لیکن یہ ساری نعمتیں فانی ہیں۔ہماری زندگی کے خاتمہ کے ساتھ یہ ساری دنیا کی لذتیں اور نعمتیں ختم ہو جائیں گی۔لیکن قرآن کریم ہمارے لیے قبر میں،حشر میں اور پل صراط پر بھی روشنی کا باعث ہو گا۔اگر ہم اس کو غور وفکر سے سمجھ کر پڑھیں اور اس کے احکام پر عمل کریں اور دوسروں تک پہنچائیں تو یہ ہماری سفارش کرنے والا اور ہمارے حق میں حجت ہو گا ورنہ دوسری صورت میں قرآن ہمارے خلاف گواہی دے گا کہ اللہ اس نے اس قرآن کا حق ادا نہیں کیا۔رمضان المبارک کی خصوصی فضیلت بھی قرآن کی نسبت سے ہے۔اس ماہ مبارک کی ہر ساعت میں رحمت وبرکت کا اتنا خزانہ پوشیدہ ہے کہ نفل اعمال صالحہ،فرض اعمال صالحہ کو پہنچ جاتے ہیں۔اور فرائض ستر گنا زیادہ وزنی اور بلند ہو جاتے ہیں۔

روزہ کا مقصد انسان کو بھوکا پیاسا رکھنا نہیں بلکہ اس میں تقوی پیدا کرنا ہے۔رمضان المبارک میں نیکی کی رغبت کا ایک ماحول بنا ہوتا ہے اور نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔جو باقی گیارہ مہینوں میں مشکل ہوتا ہے۔پھر شیاطین بھی بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

رمضان المبارک کی عظمت اور فضیلت جاننے کے لئے احادیث

✔جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی اکرم ﷺ راتوں کو جاگتے اور (عبادت کے لیے) کمربستہ ہو جاتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔(سنن ابی داؤد،جلد دوم،حدیث: 1372 صحیح)

✔رسول ﷺ ماہ شعبان کی تاریخوں کا جتنا خیال رکھتے کسی اور مہینے کی تاریخوں کا اتنا خیال نہ فرماتے،پھر رمضان کا چاند دیکھ کر روزے رکھتے،اگر وہ آپ پر مشتبہ ہو جاتا تو تیس دن پورے کرتے،پھر روزے رکھتے۔ (سنن ابی داؤد،جلد دوم،حدیث: 2323 صحیح)

✔نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس ماہ (رمضان) سے ایک یا دو دن پہلے (رمضان کے استقبال کی نیت سے) روزے نہ رکھو سوائے اس کے کہ اس دن ایسا روزہ آپڑے جسے تم پہلے سے رکھتے آرہے ہو اور (رمضان کا) چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر ہی روزہ رکھنا بند کرو۔ اگر آسمان ابر آلود ہو جائے تو مہینے کے تیس دن شمار کرلو، پھر روزہ رکھنا بند کرو"۔

امام ترمذی کہتے ہیں:

۱-ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے، اس باب میں بعض صحابہ کرام سے بھی احادیث آئی ہیں، اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔ وہ اس بات کو مکروہ سمجھتے ہیں کہ آدمی ماہ رمضان کے آنے سے پہلے رمضان کے استقبال میں روزے رکھے، اور اگر کسی آدمی کا (کسی خاص دن میں) روزہ رکھنے کا معمول ہو اور وہ دن رمضان سے پہلے آپڑے تو ان کے نزدیک اس دن روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ (جامع الترمزی، جلد اول، حدیث 684، باب: رمضان کے استقبال کی نیت سے ایک دو دن پہلے روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان)

✔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہو گا، پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہے؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جانے پائے گا اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اندر نہ جاسکے گا۔ (صحیح بخاری شریف، حدیث 1896، باب: روزوں کی فرضیت کا بیان)

✔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث: 1894)

✔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔(صحیح بخاری، حدیث: 1899)

اب سوال یہ ہے کہ رمضان المبارک کا انتظار کیسے کیا جائے

اس ماہ بابرکت کی تیاری کے لئے رجب سے ہی کمر کس لیں تاکہ رمضان آنے پر سہولت رہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ گنتی کے چند دن پتہ ہی نہ چلے اور گزر جائیں:

❁ نماز پانچ وقت کی اول وقت میں اور رکوع، سجود کی اطمینان سے مسنون طریقہ پر ادائیگی کریں۔

❁ قرآن کی تلاوت مع ترجمہ اور تفسیر کریں۔

❁ گذشتہ رمضان کے قضا روزے اور نفلی روزے بھی پندرہ شعبان تک رکھیں اور نصف شعبان کے بعد روزہ نہ رکھیں تاکہ جسم کی قوتیں رمضان کے فرض روزوں کے لئے بحال رہیں۔

❁ ایسی کتب کا مطالعہ یا لیکچر سنیں جس میں آداب رمضان کے بارے میں معلومات ہوں ۔

❁ گھر کے غیر ضروری کام سمیٹ لئے جائیں اور ضروری کام نمٹا لئے جائیں تاکہ وقت کی بچت ہو اور یکسوئی بھی حاصل ہو۔

❁ جب بارش ہوتی ہے تو مختلف ندی اور نالے اپنی اپنی وسعت اور گہرائی کے مطابق فیض یاب ہوتے ہیں۔ حالانکہ بارش سب پر یکساں برستی ہے۔ رمضان کی آمد سے پہلے ہی زمین کی طرح اپنے دل نرم اور آنکھیں اللہ کے خوف سے نم کیجئے۔ ایمان کا بیج اپنے اندر ڈالیں، تعلق باللہ سے اور پھر اپنی صلاحیت اور استعداد سے اللہ سے مدد مانگتے ہوئے، تلاوت قرآن اور مسنون اذکار کے علاوہ اپنے تمام رشتوں سے خیر خواہی کے ذریعہ اس بیج کی آبیاری میں لگ جائیں تاکہ رمضان کی پر کیف گھڑیوں میں یہ بیج پودا اور پودے سے تناور درخت اور اعمال صالحہ کے پھل، پھول اور لہلہاتی کھیتی بن جائے جو رمضان کے بعد بھی بارآور رہے اور اللہ رب العزت کی طرف سے دنیا اور آخرت کے انعام کے مستحق قرار پائیں۔

توفیق الٰہی کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں۔ اس لئے اللہ سے مدد بھی مانگیں اور اپنے عقیدوں کی اصلاح بھی بہت ضروری ہے۔ اگر عقیدہ میں کمزوری ہے یا نبی ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق نہیں ہے تو ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔ اس لئے سب سے پہلے عقیدہ توحید پر ہر عمل کی جانچ ضروری ہے۔

وما علینا الا البلاغ ، وما توفیقی الا باللہ ۔

رمضـــان کے روح پرور لمحـــات سے لطـــف اٹھـــائیے

ڈاکٹـر آسـیہ رشـید:لاہور

جب گھر یا عزیز و اقارب یا احباب میں کسی کی شادی کا فنکشن آنے والا ہو تو ہم کس قدر پہلے سے تیاری میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ جتنے قریبی عزیز کی شادی ہو گی، اُتنا ہی پر جوش طریقے سے پلاننگ پر زور ہو گا۔ کوئی سالگرہ ہو، شادی ہو یا پارٹی اس کا اہتمام خاص طور پر کرتے ہیں۔ نیا لباس، جوتے اور زیبائش پر سوچ و بچار کے ساتھ ساتھ وقت بھی لگاتے ہیں، تو وہ مہینہ جسے اللہ نے اپنا مہینہ قرار دیا ہے، وہ مہینہ جس میں اللہ نے انسانیت کو ہدایت سے منور کرنے کے لیے قرآن نازل کیا، اس کی تیاری میں ایک ہوش مند انسان ہوتے ہوئے ہم کیسے غفلت کر سکتے ہیں؟

خواتین کو اس حوالے سے زیادہ متوجہ ہونا ضروری ہے کیونکہ رمضان میں خواتین کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ اس لئے ان کو اپنے اوقات منظم کر لینے چاہئیں۔ کچھ خواتین تعلیم اور تدریس کے پہلو کو غالب رکھتی اور کچھ صرف کچن کی ہو کر رہ جاتی ہیں۔ اس ضمن میں لازم ہے کہ افراط اور تفریط سے بچ کر اعتدال سے کام لیا جائے۔ ہمارا ہر نیک کام، گھر کا کام، خدمت یا مدد سب ہی عبادت میں شمار ہوں گے۔

رمضان میں سحری اور افطاری کے اہتمام کی وجہ سے خواتین کی کچن کی مصروفیات معمول سے زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ ہم انہی اوقات کو اپنے بہترین مصرف میں لا سکتے ہیں۔ اپنے کاموں کے دوران ساتھ ساتھ اذکار کرتی رہیں یا اپنے پاس ہی موبائل پر تلاوت لگا لیں۔ اگر سننے کو وقت نہیں مل رہا تو بھی دل چھوٹا نہ کیجئے جو کام ہم روزے کی حالت میں اپنے پیاروں کے لئے کرتے ہیں وہ بھی عبادت کے زمرے میں آتا ہے۔ اس لئے دل کو تسلی دیجئے کہ ہر نیکی کا اجر ہے اور رمضان میں تو ہر نیکی ستر سے سو گُنا بڑھ جاتی ہے۔

بڑوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھ کر چھوٹے بچوں کو بھی شوق و دلچسپی پیدا ہوتی ہے اور وہ سوالات کرتے ہیں۔ جب وہ آپ سے سوال کریں اور آپ کام میں مگن ہوں تو جھنجلایئے مت، ہمت رکھیئے۔ تربیت کی ذمہ داری اللہ نے ہی آپ پر ڈالی ہے۔ اسے احسن طریق سے مسکراہٹیں بکھیر کر پیار، اخلاق، انسیت و شفقت سے مکمل کیجئے۔ روزہ کی روح میں تقوی کا یہ بھی ایک حصہ ہے۔ اسے برداشت کرنا ہے، ہمت مجتمع رکھنا ہے اور اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے۔

روزہ روحانی بالیدگی کا ذریعہ ہے۔ کیا آپ نے رمضان کی حقیقی تیاری کر لی ہے؟ سوچئے! کیونکہ ہمارے ہاں رمضان کی ظاہری تیاری میں نت نئے پکوان کے اہتمام اور افطار پارٹیز پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ رمضان کی ظاہری تیاری میں رمضان کی حقیقی روح کو نہ کھو دیں۔ رمضان میں روح کی تطہیر اور تقویٰ کے حصول کے لیے ابھی سے ایک منصوبہ بنالیں۔ جب کہ ظاہری تیاری اپنی طاقت کے مطابق توزان کے ساتھ کیجئے۔

روزہ کی فرضیت کی آیت کا آخری حصہ ہے لعلکم تتقون (تا کہ تم تقوی حاصل کرو) یہی روزے کا مقصد الہی ہے۔ کسی نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے نبی تقویٰ کا مقام کیا ہے؟

التَّقْوَى هَاهُنَا» وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ

آپؐ نے ہاتھوں سے اپنے دل کی طرف تین مرتبہ اشارہ کر کے فرمایا" تقویٰ یہاں ہے۔

صحیح مسلم ،باب تحریم ظلم المسلم کتاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، حدیث نمبر: 2564

- تو پھر کیوں نہ ہم رمضان المبارک سے قبل سبھی دوسری تیاریاں چھوڑ کر سب سے پہلے اپنے دل کی صفائی ہی کر لیں۔ اس کے لئے ہمیں کینہ، نفرت، غیبت، چغلی جیسی عادات سے دور رہنا ہے۔ اپنی زبان، آنکھ، کان اور جسم کو اللہ کے تابع کرنے کی بھرپور کوشش کرنی ہے۔ تھوڑی ریاضت ہمیں قرب الہیٰ اور طمانیت قلب عطا کر سکتی ہے۔

- ہمیں اپنا احتساب اور اپنے اخلاق کو بہتر کرنا ہو گا۔ یہ مہینہ تربیت کا مہینہ ہے قرآن کو سمجھنے کا مہینہ ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ االلهِ صلى الله عليه وآله وسلم يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةٍ، و يَقُوْلُ : مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا، غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ -ترمذی، الجامع الصحيح، أبواب الصوم، باب الترغيب فی قيام رمضان وما جاء فيه من الفضل، 2 : 161، رقم : 808

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کو فرضیت کے بغیر قیامِ رمضان کی ترغیب دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے: جس شخص نے ایمان اور احتساب (محاسبۂ نفس کرنے) کے ساتھ رمضان کی راتوں میں قیام کیا اس کے پچھلے سارے (صغیرہ) گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔"

- فرض نمازوں کے علاوہ نوافل کا اہتمام کیجیے۔ سجدے میں جا کر اللہ سے دعائیں کیجیے۔

◉ احادیث کی تشریحات اور دینی بکس پڑھنے کا اہتمام کیجیے۔

◉ اللہ نے موقع دیا تو آخری عشرے میں اعتکاف کر سکتی ہیں اور مرد کی طرح عورت بھی اعتکاف کر کے نیکیاں کما سکتی ہے جیسا کی ازواج مطہرات اعتکاف فرمایا کرتی تھیں۔ طاق راتوں میں لیلۃ القدر تلاش کیجیے اور غیر ضروری کلام سے گریز کیجئے۔

◉ جہاں ہم سحر و افطار میں بچوں کی غذا کی ضروریات کے لئے حساس ہو جاتے ہیں، وہیں رمضان میں اپنے بچوں کی تربیت کے حوالے سے بھی کچھ حساسیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ان کے سامنے ایک مسلمان روزہ دار ماں کا آئیڈیل نمونہ پیش کریں جو کسی کی غیبت نہیں کرتی، جو کسی سے چلا کر بات نہیں کرتی، گھر کی ماسیوں پر غصہ نہیں کرتی، ٹی وی کے سامنے وقت ضائع نہیں کرتی۔ لغویات سے بچتی ہے۔ بچوں پر عام دنوں سے زیادہ شفقت اور مہربانی کریں۔ ہمارا رویہ ہی بچوں کو رمضان کی عظمت کا احساس دلائے گا اور وہ خود بھی بچنے کی کوشش کریں گے۔

◉ افطار سے قبل دعا کی قبولیت کا خاص وقت ہوتا ہے جس وقت عام طور پر خاتون خانہ کچن سے گرم پکوڑے و سموسہ دستر خوان پر بھیجنے میں مصروف ہوتی ہیں، وہ وقت انتہائی قیمتی ہوتا ہے۔ افطار سے کم از کم 15 منٹ قبل تیاری مکمل کر کے آپ دستر خوان پر موجود ہوں۔ حدیث کی کوئی کتاب، قرآن کا کچھ حصہ اسوقت پڑھا جاسکتا ہے۔ دعاؤں کی بہترین کتابیں موجود ہیں، اجتماعی دعا کی جاسکتی ہے کیونکہ وہ بہت انمول وقت ہوتا ہے جب سب اہل خانہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ اسوقت کو ایک ماں سمجھداری سے تذکیر اور تربیت کے لئے بھی استعمال کر سکتی ہے۔ افطار کا وقت قبولیت دعا کا اہم ترین وقت ہوتا ہے، اسکو اسی لئے استعمال ہونا چاہئے۔

◉ خواتین کے ایام اگر آخری عشرہ میں آجائیں تو اس پر دل رنجیدہ نہ ہوں۔ یہ فطری نظام ہے اس میں صرف نماز اور روزہ نہیں رکھ سکتے۔ بعد میں بھی صرف روزہ کی قضا ہے نماز کی نہیں۔ آپ اذکار مسنونہ اور دعائیں جاری رکھیں۔ حضرت عائشہ سے منقول مسنون دعا کا ورد کثرت سے کریں۔ درس سننے جاسکتی ہیں۔ یا گھر بیٹھے واٹس ایپ، فیس بک اور یوٹیوب پر بھی لیکچرز سنے جاسکتے ہیں۔

◉ زبان پر قابو رکھ کر کم بولنے کی عادت ڈالیں۔ ، لغویات و فحش گوئی سے بچیں اور رمضان کی برکتیں، رحمتیں سمیٹتے ہوئے مغفرت کا پروانہ حاصل کریں۔ تقویٰ دل کا چراغ ہے اس مقصد کو پانے کو ہی بہار کہا گیا نیکیوں کا موسم آرہا ہے اسے خوب سمیٹیں رمضان میں نیکیوں کا بیج بو کر باقی سال میں اس کی آبیاری بھی کریں اور دعامیں یاد رکھیں۔

کسی کے گھر میں کوئی مریض ہے تو گھر والوں کو چاہیے اس کی خوب دل سے خدمت کریں۔ میری اپنی نظر میں دو تین گھر ایسے ہیں، جہاں بڑوں کی خدمت کا ہتمام ایسے ہی ہوتا ہے جیسا اللہ کو اپنے بندوں سے مطلوب ہے۔ اس کی ایک مثال ہمارے اپنے ہی ہمسائے میں ایک خاتون جس کی عمر اب کے 40 لگ بھگ ہو گی۔ ڈاکٹرز کی کوتاہی کے سبب پیرالائز ہو گئیں ۔ وہ اپنے گھر کی سب سے بڑی بیٹی تھی مگر اب وہ چلنے پھرنے بیٹھنے اٹھنے سے قاصر ہیں۔ لیکن وہ دماغی طور پر ایک صحت مند انسان ہیں۔ سب گھر والے ان سے مشورہ کرتے ہیں، ان کو عزت دیتے اور سنبھالتے ہیں۔ یہی وہ رویہ ہے کہ جو ہم سے رمضان اور ساری زندگی میں مطلوب ہے۔

رمضان میں نیکیوں کا سالانہ میلہ لگتا ہے جو آپ کے لئے سالانہ امتحان کا درجہ رکھتا ہے اور ظاہر ہے کہ امتحان میں کامیابی صرف خواہشوں سے نہیں بلکہ امتحان کی بروقت اور بہترین تیاری سے مل سکتی ہے۔ وہ تیاری جو میرے اور آپ کے بس میں ہے، تو اٹھئے اور نیکیوں کے اس موسم بہار کے لئے اپنی اور اپنے اہل خانہ کے لئے تیاری کیجئے کہ اللہ نے ہمیں ایک بار پھر یہ سعادت عطا فرمائی ہے کہ نیکیوں کا موسم بہار آپ کے دروازے پر دستک دینے کو ہے۔

تم روزے کیوں نہیں رکھتے ؟

عظیم الرحمٰن عثمانی: انگلینڈ

عظیم۔۔ تم تو مسلمان ہو پھر تم روزے کیوں نہیں رکھتے ؟ "

یہ سوال مجھ سے ایک انگریز دوست نے پچھلے رمضان کے آخری روزوں میں پوچھا تھا۔ وہ میرے ساتھ میری کمپنی میں کام کرتا تھا۔ اس دن میں اپنی بریک میں اسٹاف کینٹین میں چلا آیا۔ وہ وہاں پہلے سے موجود تھا اور جیسے میرا ہی انتظار کر رہا تھا۔ ہیلو ہائے کے فوری بعد ہی اس نے مجھ سے پوچھا کہ اگر میں برا نہ مانوں تو وہ ایک سوال پوچھ سکتا ہے ؟ میں نے حسب عادت کہا کہ ضرور پوچھو تو وہ مخاطب ہوا۔

" عظیم۔۔ تم تو مسلمان ہو پھر تم روزے کیوں نہیں رکھتے ؟ "۔

سوال ایسا غیر متوقع تھا کہ میں سٹپٹا کر بولا " نہیں نہیں۔۔۔ میں روزے رکھتا ہوں "۔ اس نے شدید حیرت سے پوچھا۔ " واقعی ؟ اس مہینہ کتنے روزے رکھے ؟ "۔

میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا کہ " سارے۔۔ میں نے اب تک تمام روزے رکھے ہیں "۔ یہ سن کر اس کا چہرہ حیرت اور پریشانی سے ٹوٹنے لگا۔ اس کی یہ حیرت دیکھ کر میں خود شش و پنج میں پڑ گیا کہ یاالٰہی یہ ماجرا کیا ہے ؟

اس نے کچھ توقف کیا، پھر بے چینی سے پہلو بدلا اور کہا۔ " تم روزے کیسے رکھ سکتے ہو ؟ میں نے تو تمہارے کام میں کوئی فرق محسوس نہیں کیا ؟ نہ تم نے کبھی شکایت کی کہ تمھیں کمزوری ہو رہی ہے، نہ تم نے فلاں اور فلاں کی طرح چھٹیاں کی، نہ تمہارے چہرے سے کبھی ایسا لگا کہ تم نے کچھ کھایا نہیں ہے۔۔۔ یہ فرق کیسے ؟“

مجھے اب بات سمجھ آچکی تھی اور یہ بھی واضح تھا کہ یہ دعوت کا بہترین موقع ہے۔ میں نے اسے سمجھایا کہ روزے کی روح یہ نہیں ہے کہ ہم اسے رکھ کر خود کو مظلوم دکھانے لگیں یا دوسروں سے شکایت کریں یا اپنے کام کرنا چھوڑ دوں۔ نہ ہی روزے کا مقصد یہ ہے کہ ہم صرف کھانا پینا ترک کر دیں بلکہ یہ تو مسلسل تربیت ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے برا دیکھنا چھوڑ دیں، کانوں سے برا سننا ترک کر دیں ، اپنی بری عادتوں سے پیچھا چھڑا لیں، ایک بہتر انسان بن جائیں، ایک ایسا انسان جس کی اپنی عادات بھی صالح ہوں اور وہ دوسروں کے لئے بھی درد دل رکھتا ہو۔ سارا وقت، میرا وہ بھلا دوست مجھ سے سوال پوچھتا رہا اور پہلے روزوں اور بعد میں دین اسلام کی حکمت کو جانتا رہا۔ وہ مجھے مسکرا کر بتا رہا تھا کہ اسے آج تک یہ باتیں سمجھ نہ آئی تھی اور وہ اب پوری طرح سے روزے کے فلسفہ کا معترف ہے۔ غیر مسلم ممالک میں بسنے والے دوست بالخصوص یہ یاد رکھیں کہ مسلم کا کیا ہر ہر عمل اپنے وجود میں دین کا ترجمان ہوتا ہے۔ رمضان میں ہر غیر مسلم ایک اندرونی حیرت کا شکار ہوتا ہے کہ کوئی کیسے پورے مہینے اپنی مرضی سے بھوکا پیاسا رہ سکتا ہے؟ یہ وہ موقع ہے جب آپ اپنے اچھے عمل سے دین کے ایک بہترین داعی بن سکتے ہیں یا پھر اپنی لرزش سے اسلام کی غلط تصویر پیش کر سکتے ہیں۔ فیصلہ آپ کا ہے۔

شیطان کی رکاوٹیں

خاور رشید: سیالکوٹ

طاہر کالج میں رمضان کی آمد سے متعلق منعقدہ سیمینار سے جلد از جلد نکلنا چاہ رہا تھا کیونکہ آج محلے میں اس کا سنوکر کا فائنل میچ تھا جسے وہ ہر صورت جیت کر اپنی برتری ثابت کرنا چاہ رہا تھا۔ لیکن کالج میں اس طرح کے سیمینار وں کی مینجمنٹ طاہر کے ذمہ ہوتی، کیونکہ وہ خود بھی اسلام سے رغبت رکھتا اور ان کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا۔ اس کا ذہن بھی سنوکر کے فائنل میں الجھا تھا کہ سیمینار کے مقررین کی ایک بات جو تقریباً ہر کسی نے دہرائی، وہ رمضان میں شیطان کا پابند سلاسل ہو جانا تھا۔ اس بات نے طاہر کے ذہن میں پھر گرہ سی لگادی کہ پھر کون رمضان میں غلط کاموں پر اکساتا ہے؟ خیر اللہ اللہ کر کے چار بجے سیمینار ختم ہوا اور وہ بھاگا بھاگا گھر سے ہو کر سیدھا سنوکر کلب میں پہنچ گیا۔

طاہر اپنے محلے کا کئی سالوں سے چیمپئن تھا اور سنوکر کی بیسٹ آف سیون گیم کا آخری راؤنڈ کھیل رہا تھا۔ اس دفعہ محلے میں نئے آنے والوں میں سے عقیل اسے کافی ٹف ٹائم دے رہا تھا۔ گیم اب کلر بالز پر تھی اور سکور بورڈ پر دونوں کا فرق چند ایک پوائنٹ کا تھا۔ سٹک عقیل کے ہاتھ میں تھی اور وہ بڑی خوبصورتی سے بالز پاکٹ کر رہا تھا۔ طاہر کی نظریں بلیو بال پر تھیں جو سنٹر پاکٹ کے پاس کشن کے ساتھ لگی تھی اور جب عقیل نے اسے کھیلنے کے لیے اینگل بنایا تو طاہر زیر لب مسکرا دیا۔ عقیل نے سٹک کی ٹپ پر چاک لگا کر بڑے پر اعتماد طریقے سے سٹرائیکر بال کو ہٹ کیا جو ٹھیک جگہ پر جا کر بلیو بال سے ٹکرایا اور بلیو بال دھیرے دھیرے سنٹر پاکٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ عقیل نے حیرت سے طاہر کو اگلی شاٹ کی تیاری کرتے دیکھا اور پھر اس سے بھی زیادہ حیرت سے بلیو بال کو پاکٹ سے زرا پہلے ایک طرف جھول کھاتے دیکھا جو اب پاکٹ سے اندر جانے کی بجائے اس کے منہ پر کھڑی تھی۔ "یہ کیسے ہوا؟" عقیل حیرت اور غصے سے چلانے والے انداز میں بولا لیکن اب اس کی باری ختم ہو چکی تھی اور طاہر نے ایک کے بعد ایک کر کے آخری تینوں بال پاکٹ کیں اور گیم جیت چکا تھا۔

طاہر کا زیر لب مسکرانا اسی وجہ سے تھا کہ سنوکر ٹیبل کے سنٹر میں ایک غیر محسوس سا ابھار تھا اور سنٹر میں بال پاکٹ کرنے کے لیے بال کو تھوڑا زیادہ زور سے ہٹ کرنا پڑتا ہے۔ آہستہ ہٹ کرنے سے بال پاکٹ کے منہ پر جھول کھا کر رک جاتا تھا۔ اس بات کا صرف ان لڑکوں کو پتا تھا جو وہاں باقاعدگی سے کھیلتے تھے اور نئے آنے والے اسی بات سے ناواقفیت کی بنا پر غلطی کر بیٹھتے۔ عقیل کو بات سمجھ آچکی تھی سنوکر ٹیبل سے ناواقفیت کی بنا پر اس نے ٹھیک قوت سے ہٹ نہیں کیا تھا لیکن اس نے سپورٹ مین سپرٹ کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی شور شرابا کیے بغیر طاہر کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا دیا جسے طاہر نے بھی بخوشی تھام لیا۔

عقیل بھی ایک پڑھنے والا اور ذہین لڑکا تھا وہ دونوں ایک ہی سبجیکٹ میں بیچلرز کر رہے تھے لیکن کالج مختلف تھے۔ دونوں اب اکثر اکٹھے پڑھتے اور پڑھائی کے علاوہ بھی مختلف موضوعات پر بات کرتے۔

رمضان شروع ہو چکا تھا کہ ایک دن عقیل نے طاہر کو افطاری پر بلایا اور افطاری کے بعد باتوں باتوں میں شیطان کے پابند سلاسل ہونے کی بات کی تو طاہر نے اپنا سوال دہرا دیا "پھر کون ہمیں غلط کاموں پر اکساتا ہے؟" عقیل نے جواب دیا کہ: "رمضان میں ہم اپنی عادت اور کمزوری ایمان کی بنا پر غلط کام کر جاتے ہیں۔ گیارہ مہینے شیطان ہم کو غلط کام کی طرف اکسا اکسا کر ہماری عادت میں وہ کام شامل کر دیتا ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی ہماری سوچ اور عادت میں جھول آجاتے ہیں اور کچھ ہماری ایمان کی کمزوری بھی ہوتی ہے۔ تمہیں میرا فائنل ہارنا یاد ہے۔ میں نے اپنی عادت کے مطابق بلیو بال کو ہٹ کیا لیکن وہ پاکٹ ہونے سے رہ گیا۔ شیطان ہماری عادت کو بہت بہتر طریقے سے جانتا ہے اور پہلے سے ہمارے آگے غیر محسوس رکاوٹ کھڑی کر دیتا ہے۔ رکاوٹ موجود ہوتے ہوئے شیطان کے ہونے یا نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔ بال کو کم قوت سے ہٹ کرنا ہمارے ایمان کی کمزوری سمجھو اور پاکٹ سے آگے غیر محسوس ابھار شیطان کی طرف سے آنے والی رکاوٹ۔ شیطان کی رکاوٹوں کو ہم صرف اور صرف ایمان کی طاقت سے بچ سکتے ہیں ورنہ ہماری نیکی کرنے کی کوششیں بھی ہلکا سا جھول کھا کر ہمارے نامہ اعمال میں جانے کی بجائے اسی دنیا کے سنوکر ٹیبل پر رہ جائیں گی اور ہم پوائنٹ ٹیبل پر دوسروں سے پیچھے رہ جائیں گے"۔

طاہر کو ساری بات سمجھ آچکی تھی کہ شیطان سے بچنے کے لیے اس کی رکاوٹوں کو بھی جاننا اور اپنا ایمان بھی مضبوط کرنا، دونوں ضروری ہیں اور بقایا رمضان ایک نئے عزم سے گزارنے کا ارادہ لیے وہ تراویح پڑھنے چل دیا۔

سالانہ امتحان

سعدیہ کامران: کراچی

رمضان---- نام ذہن میں آتے ہی مومن کے اندر ایک محبت ، سرشاری اور خشیت والی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جبکہ دل میں عبادات اور نیکیوں کے ذریعے للہ رب العزت کے قرب اور چنیدہ بندوں میں شمار ہونے کی تمنا موجزن پاتا ہے۔ میرے حساب سے رمضان ایک طرح سے سالانہ امتحان کا درجہ رکھتا ہے۔ ہم جو سارا سال نیکی یا بدی کی پریکٹیس کرتے ہیں، وہ رمضان میں کی گئی نیکیوں اور بدیوں کے ساتھ شمار کرکے اگلے سال کی درجہ بندی کرتی ہے۔ اور یاد رکھیں سالانہ امتحان آتا ہی اس وجہ سے ہے کہ یا تو اگلی کلاس میں ترقی ہو یا پھر تنزلی۔

روزوں کا کانسیپٹ شریعت یعنی خدائی قانون میں کسی کام کے رک جانے، منع ہو جانے یا جھڑ جانے سے ہے۔ جیسا کہ پچھلی شریعت میں روزے پت جھڑ کے موسم میں ہوتے ہیں اور اسکویلینٹ کہا جاتا ہے جسکے لغوی معنی جھڑنے کے ہیں۔ تو مراد یہی لی جاتی ہے کہ روزوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ اسلام بھی یہی کونسیپٹ رکھتا ہے کیونکہ آسمانی شریعت کا رب ایک ہی ہے تو کانسیپٹ بھی ایک ہی ہونا ہے۔ یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ان روزوں میں خود کو نیک بنانے کی تو کوشش کی جائے لیکن خود کو نیک سمجھنا اور دوسرے کو بد جاننا یہ کسی طرح سے درست نہیں۔ خصوصاً دوسرے مسالک اور اس سے بڑھ کر پچھلی شریعت والوں کو۔ اگر کبھی غور کریں اور تقابل کریں تو یہ تعلیمات الفاظ کے ہیر پھیر سے ایک ہی چشمے سے بہتی نظر آجائیں گی۔ روزوں میں ریاکاری کی ممانعت ہے۔ ایک چھوٹی سی مثال سے واضح کرتی ہوں. جیسے اناجیل میں یسوع مسیح ابن مریم علیہم السلام نے ارشاد فرمایا کہ روزے کی حالت میں ریاکاروں جیسی شکل مت بناؤ وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو روزہ رکھے تو تو اپنے سر میں تیل ڈال اور کنگھی کر تا کہ خداوند اتیرا خدا جان لے۔

اسی طرح محمد رسول للہ صلی للہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا مفہوم ہے کہ تم اگر روزہ رکھ کر بھی فحش کلامی سے نہیں رکتے تو اللہ رب العزت کو تمہارے بھوکا رہنے سے کوئی سروکار نہیں۔ رمضان کا بابرکت مہینہ جو کہ بس آیا ہی چاہتا ہے تو اس میں ہمارا اصل

ہدف اللہ کی رضا ہو، ناکہ رمضان کے چٹخارے۔ اور ہم اللہ کی رضا اپنی تمام قولی بدنی عبادات سے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ بہت سے دوست پکوانوں کی آسان ترکیبیں اور کام کو نمازوں میں بانٹ دینے کے طریقے بتاتے ہیں۔ ان سے اپنی سہولت کے حساب سے ضرور مستفید ہوں۔

رمضان کے دوران ہماری کیفیت نیکی پر آمادہ رہنے کی ہونی چاہئے۔ روزے کی آسانیاں اور برکتیں روزے کی مشکلات اور ان پر قابو پانے کے لئے ریاکاری اور بے صبرے پن سے بچیں۔ اس سال رمضان کا ایک ہدف طے کیا جائے ۔

- رمضان میں قرآن ترجمے اور مختصر تفسیر سے پڑھیں۔
- ہر نماز میں ایک رکوع پڑھا جائے۔ کوشش کریں کہ چاند رات سے ایک دو دن قبل یہ کام شروع کر دیں۔
- رمضان میں قرآن تجوید کے ساتھ سیکھا جائے۔
- رمضان میں کرنے اور نہ کرنے والے کاموں کی فہرست ضرور بنائیں خصوصاً لغویات سے خود کو بچالیں کہ یہ مومن کے اسلام کا حسن ہے۔ خود کو خود ہی کھنگالیں کے میرے اندر کون سی برائی ہے جس سے چھٹکارا پانے کی ٹریننگ کی جائے ؟
- آخری عشرے کی پلاننگ رمضان سے پہلے ہی کرلیں۔ جس طرح سفر پر جاتے وقت لسٹ یا پلان کیا جاتا ہے۔ طاق راتوں کی پلاننگ بھی اسی میں شامل ہے۔

تقویٰ کا حصول اللہ رب العزت کی کبریائی ہے۔ اور اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ جب آپ روزے سے ہوتے ہیں اور واش روم میں تنہا ہوتے ہیں اور وضو کی کلی میں پانی حلق میں چلا جائے تو کھنکار کر کیوں نکالتے ہیں کیا وجہ ہوتی ہے۔ وجہ صرف اتنی کہ " اللہ دیکھ رہا ہے "۔ تو اس بات کو یقینی بنالیں کہ اللہ رب العزت کا یہ دیکھنا صرف رمضان تک ہی نہیں بلکہ آپ کی پوری زندگی اگلا پچھلا سب اس کے سامنے ہے۔ عید کی خوشیاں اسی وقت پوری ہوتی ہیں جب رمضان اللہ کی عبادت اور تقویٰ سے گزرا ہو۔ یاد رہے یہ سالانہ امتحان تھا اب اگلی جماعت میں یہی سلیبس مزید ایڈوانس ہو جائے گا اور اب ٹریننگ اسی نہج پر ہو گی جس سے عید کے بعد بھی اور اگلے رمضان / سالانہ امتحان تک فائدہ اٹھایا جائے گا۔

سالانہ امتحان 2

سعدیہ کامران: کراچی

رمضان کا بابرکت مہینہ جو کے بس آیا ہی چاہتا ہے تو اس میں ہمارا اصل ہدف اللہ کی رضا ہونا کے رمضان کے چٹخارے۔ اور ہم اللہ کی رضا اپنی تمام قولی بدنی عبادات سے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ بہت سے دوست پکوانوں کی آسان ترکیبیں اور کام کو نمازوں میں بانٹ دینے کے طریقے بتاتے ہیں۔ ان سے اپنی سہولت کے حساب سے ضرور مستفید ہوں۔ رمضان کے دوران ہماری کیفیت نیکی پر آمادہ رہنے کی ہونی چاہئے۔ روزے کی آسانیاں اور برکتیں روزے کی مشکلات اور ان پر قابو پانے کے لئے ریاکاری اور بے صبرے پن سے بچیں۔

اس سال رمضان کا ایک ہدف جو طے کیا جائے رمضان میں قرآن ترجمے اور مختصر تفسیر سے پڑھیں۔ اور ہر نماز میں ایک رکوع پڑھا جائے۔ اور کوشش کریں کہ چاند رات سے ایک دو دن قبل یہ کام شروع کردیں۔ اور کوشش کریں کہ قرآن تجوید کے ساتھ سیکھا جائے۔ اس کے لئے آپ youtube سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔

رمضان میں کرنے اور نہ کرنے والے کاموں کی فہرست ضرور بنائیں خصوصاً لغویات سے خود کو بچالیں کہ یہ مومن کے اسلام کا حسن ہے۔ خود کو خود ہی کھنگالیں کے میرے اندر کون سی برائی ہے جس سے چھٹکارا پانے کی ٹریننگ کی جائے؟

آخری عشرے کی پلاننگ رمضان سے پہلے ہی کرلیں۔ جس طرح سفر پر جاتے وقت لسٹ یا پلان کیا جاتا ہے۔ طاق راتوں کی پلاننگ بھی اسی میں شامل ہے۔

تقویٰ کا حصول اللہ رب العزت کی کبریائی ہے۔ اور اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ جب آپ روزے سے ہوتے ہیں اور واش روم میں تنہا ہوتے ہیں اور وضو کی کلی میں پانی حلق میں چلا جائے تو کھنکار کر کیوں نکالتے ہیں کیا وجہ ہوتی ہے۔ وجہ صرف اتنی کہ "اللہ دیکھ رہا ہے"۔

تو اس بات کو یقینی بنالیں کہ اللہ رب العزت کا یہ دیکھنا صرف رمضان تک ہی نہی بلکہ آپکی پوری زندگی اگلا پچھلا سب اسکے سامنے ہے۔

عید کی خوشیاں اسی وقت پوری ہوتی ہیں جب رمضان اللہ کی عبادت اور تقوے سے گزرا ہو۔ یاد رہے یہ سالانہ امتحان تھا اب اگلی جماعت میں یہی سلیبس مزید ایڈوانس ہو جائے گا اور اب ٹریننگ اسی نہج پر ہو گی جس سے عید کے بعد بھی اور اگلے رمضان / سالانہ امتحان تک فائدہ اٹھایا جائے گا۔

روزہ

محمد امین اکبر: مظفر گڑھ

مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کی گئی عبادات میں سے ایک روزہ بھی ہے۔ قرآن کریم میں روزے کی فرضیت اور تفصیلات کا ذکر سورہ بقرہ میں آیا ہے۔اس مضمون میں قرآن کریم میں روزے سے متعلق آیات کی تشریح اور اس حوالے سے سامنے آنے والے چند اعتراضات کا جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔روزے سے متعلق قرآن کریم کی آیات کچھ اس طرح ہیں۔

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو لکھا گیا اوپر تمہارے روزہ جیسا لکھا گیا تھا اوپر ان لوگوں کے جو پہلے تم سے تھے تو کہ تم پرہیز گاری کرو" (2:183)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ مسلمان پہلی قوم نہیں جن پر روزہ فرض کیا جارہا ہے۔ اس سے پہلے بھی روزہ پچھلی امتوں پر فرض ہوا تھا۔اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے پچھلی امتوں کے روزے کو مسلمانوں پر بحال رکھا ہے۔روزے کی فرضیت کا مقصد پرہیز گاری ہے۔ اب اگر کوئی روزہ بھی رکھتا ہو اور پرہیز گار نہیں تو وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے اور ریاکاری کرتا ہے۔

"روزے دن گنتی کے پس جو کوئی ہو تم میں سے مریض یا اوپر سفر کے پس گنتی ہے دنوں اور سے اور اُوپر ان لوگوں کے کہ طاقت رکھتے ہیں اس کی بدلا ہے کھانا ایک فقیر کا پس جو کوئی کرے زیادہ نیکی پس وہ بہتر ہے واسطے اسکے اور یہ کہ روزہ رکھو تم بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے(2:184) "

روزے کن لوگوں پر فرض ہے؟

روزے مقیم پر فرض ہیں یعنی جو اپنے شہر میں مقیم ہو۔ صحت مند افراد پر بھی روزے فرض ہیں۔ صحت مند وہ ہے جو بیمار نہیں اور یہاں بیمار وہ ہو گا جو روزے کی وجہ سے کسی طبی عارضے میں مبتلا نہ ہو سکے۔ بھوک کو برداشت کر سکے۔ بھوک سے بے ہوش ہونے والا نہ ہو۔

روزے کن لوگوں پر فرض نہیں ہیں؟

مسافر

مسافر پر رمضان میں روزے فرض نہیں ہیں۔ اس بات کا فیصلہ مسافر خود کرے گا کہ وہ کتنے سفر کو روزے کے ساتھ برداشت کر سکتا ہے اور کتنے سفر کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اب ایک شخص سارے سال صبح تیس کلومیٹر سفر کر کے کام پر جاتا ہے اور شام کو واپس اپنے گھر آجاتا ہے تو میرا خیال یہ ہے وہ مسافر نہیں ہوگا ہاں بین الاضلاعی، بین صوبائی یا بین الاقوامی سفر آج بھی بعض لوگوں کے لیے کافی مشکل ہوتے ہیں ایسے حالات میں ان کو چھوٹ ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں بلکہ اس کی گنتی دوسرے دنوں میں پوری کریں۔

بیمار

بیمار پر بھی رمضان میں روزہ فرض نہیں۔ یہ بیمار کون ہوتا ہے؟ بیمار ہوتا ہے Not in full health یعنی جس کی صحت مکمل نہ ہو۔ یہاں بیمار سے مراد وہ شخص ہے جو کسی بھی جسمانی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے اگر رکھے گا تو روزے کی وجہ سے اس کی صحت خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ ایسے لوگ جو بمشکل روزہ رکھ سکیں یعنی یہ کہ اگر روزہ رکھیں گے تو کسی طبی عارضے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو، بے ہوش ہونے کا اندیشہ ہو، بہت زیادہ عمر رسیدہ افراد، وہ افراد جو بظاہر تو صحت مند ہو مگر اپنی صحت بحال رکھنے کے لیے ادویات کھاتے ہو، نہ کھانے کی صورت میں بیمار ہونے کا اندیشہ ہو، بمشکل یعنی اپنی جان کو جوکھم میں ڈال کر روزہ پورا کریں۔ ان پر بیمار والے احکام لاگو ہونگے۔

یُطِیقُونَہ

یُطِیقُونَہ یعنی طاقت ہونے سے متعلق مختلف مترجمین نے مختلف ترجمہ کیا ہے کسی نے کہا ہے کہ اگر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہو مگر نہیں رکھتے تو ایک مسکین کو ایک روزہ کے حساب سے کھانا کھلاؤ۔ کچھ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد ایسے افراد ہیں جو بمشکل روزہ رکھ سکے وہ روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے، کچھ لوگوں نے اس سے مزدور مراد لی ہے۔ مگر میری رائے میں اس طاقت کو روزے کے رکھ سکنے یا بمشکل رکھ سکنے سے غلط مشروط کیا جا رہا ہے۔ یہاں طاقت کا تعلق مسکین کو کھانا کھلانے کی معاشی طاقت سے

ہے نہ کہ روزہ رکھنے کی طاقت سے یا بمشکل روزہ رکھنے سے۔ بیمار پر روزے ویسے معاف ہے جب تک کہ وہ بیمار ہو۔ جو بمشکل روزہ رکھ سکے وہ صحت مند تو نہیں ہو گا۔ جو مسکین کو کھانا کھلانے کی طاقت نہ رکھے اس پر کوئی کفارہ نہیں لیکن اگر کوئی زیادہ امیر ہے تو اسے کہا جارہاہے کہ بے شک وہ زیادہ مسکینوں کو کھانا کھلائے یااور زیادہ نیکی کرے۔

مزید یہ کہ اگر اس آیت میں طاقت رکھنے سے مراد بمشکل روزہ رکھنے والے لیے جائیں کہ جو بمشکل روزہ رکھ سکیں وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں تو ایسی صورت میں جو مسکین بمشکل روزہ رکھ سکے گا اس کے لیے کیا حکم ہو گا؟ اگر یہاں طاقت سے کا مطلب بمشکل روزہ رکھنے والے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس آیت کے آخر میں کیوں کہا جارہاہے کہ روزہ رکھنا بہتر ہے کیا اللہ تعالیٰ بمشکل روزہ رکھنے والوں کی جان کو مشکل میں ڈالنے والا مشورہ دے رہے ہیں؟ (نعوذ باللہ) بالکل نہیں کیونکہ اگلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ " ارادہ کرتا ہے اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا اور نہیں ارادہ کرتا ہے ساتھ تمہارے دشواری کو" ۔ آسانی یہ کہ فدیہ یا کفارہ کا حکم نازل کر دیا۔ بمشکل روزہ رکھنے والا بیمار تصور ہو گا جو اور دنوں میں اگر ٹھیک ہو گیا تو روزہ رکھے اور ہمیشہ ایسا ہی رہے گا جیسا کہ عمر رسیدہ حضرات تو وہ بیمار افراد کے زمرے میں ہی آئیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیمار لوگوں پر کوئی تنگی نہیں۔ یہاں طاقت رکھنے سے مراد کفارے یا فدیے کی طاقت ہے نہ کہ بمشکل روزہ رکھنے والے۔

کچھ علماء کے مطابق اگر کوئی صحت مند شخص بھی روزہ نہیں رکھتا تو وہ کفارہ دے سکتا ہے۔ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف بیمار اور مسافر کو روزے میں چھوٹ دی ہے۔ تمام صحت مند مسلمانوں پر روزہ فرض ہے اور فرض کا مطلب ہوتا ہے کہ اسے مجبوری میں ہی چھوڑا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو بیماروں اور مسافروں پر بھی زور دے رہے ہیں کہ روزے کی گنتی بعد میں پوری کریں تو صحت مند کیسے خود کو فرضیت سے باہر رکھ سکتے ہیں؟

سورۃ البقرہ کی آیت 184 میں بتایا گیاہے کہ اگر کوئی مریض ہو یا سفر کر رہا ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ رمضان میں روزہ نہ رکھے بلکہ جتنے روزے رہ جائیں اتنے اور دنوں میں رکھ لے۔ آگے لکھا ہے کہ اُوپر ان لوگوں کے جو مسکینوں کو کھانا کھلانے کی معاشی طاقت رکھتے ہیں یعنی جو بیماراور مسافر مجبوری کی وجہ سے چھوٹ جانے والا روزہ اور دنوں میں نہ رکھ سکے تو ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دے مگر ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے نصیحت بھی کر دی ہے کہ روزہ چھوٹنے کے بدلے روزہ رکھنا زیادہ بہتر

ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ایک جگہ اور مخصوص شرائط کے ساتھ ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دینے کے ساتھ ہی یہ مشورہ دیا ہے کہ شادی صرف ایک کرنا چاہیے یعنی "پس ایک ہے"۔ اگر کوئی مسکین جو کسی دوسرے کو کھانا کھلانے کی طاقت نہیں رکھتا وہ مجبور ہو اور روزہ چھوٹ جائے تو وہ اگر روزہ نہ رکھنا چاہے تو نہ رکھے لیکن اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ تم روزہ رکھو یہ روزہ رکھنا ہی بہتر ہے۔

اس آیت کو اس طرح بھی سمجھیں کہ رمضان کا مہینہ ہے اور کوئی بیمار ہے یا سفر پر ہے اس کو روزوں کی گنتی بعد میں پوری کرنی ہے۔" روزے دن گنتی کے پس جو کوئی ہو تم میں سے مریض یا اوپر سفر کے پس گنتی ہے دنوں اور سے" یہاں تک آیت ماہ رمضان سے متعلق ہے۔ اب ماہ رمضان ختم ہو جاتا ہے مگر جس شخص نے مجبوری کی وجہ سے روزے چھوڑے تھے (صرف مجبوری کی وجہ سے) اور اس میں اتنی معاشی طاقت ہے کہ وہ ایک روزے کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا سکے تو وہ روزے نہ رکھے مسکینوں کو کھانا کھلا دے اگر اپنی خوشی سے کھلا سکتا ہے تو ایک سے زیادہ مسکینوں کو کھلائے یا اور نیکی کرے۔" اور اُوپر ان لوگوں کے کہ طاقت رکھتے ہیں اس کی بدلا ہے کھانا ایک فقیر کا پس جو کوئی کرے زیادہ نیکی پس وہ بہتر ہے واسطے اسکے"

مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ یہ بھی فرما رہا ہے کہ روزہ رکھنا ہی بہتر ہے اس کا اجر بہت زیادہ ہے۔" اور یہ کہ روزہ رکھو تم بہتر ہے واسطے تمہارے اگر ہو تم جانتے"

> مہینہ رمضان کا وہ جو اتارا گیا ہے بیچ اس کے قرآن مجید ہدایت واسطے لوگوں کے اور دلیلیں ہدایت کی سے اور معجزے پس جو کوئی حاضر ہو تم میں سے اس مہینے میں پس چاہیے کہ روزہ رکھے اس کو اور جو کوئی بیمار ہو یا اُوپر سفر کے پس گنتی ہے دنوں اور سے ارادہ کرتا ہے اللہ تمہارے ساتھ آسانی کا اور نہیں ارادہ کرتا ہے ساتھ تمہارے دشواری کو اور تو کہ پورا کرو گنتی کو اور تو کہ بڑائی کرو اللہ کی اوپر اس کے کہ ہدایت کیا تم کو اور تو کہ تم شکر کرو(2:185) "

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ اور دنوں میں روزوں کے پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیماروں اور مسافروں کے لیے آسانی ہے۔ آسانی یہ کہ اگر روزے گرمیوں کے ہیں تو ان کو سردیوں میں رکھ لیا جائے۔ اب اگر جو کوئی سردی گرمی ہی بیمار رہتا ہو

اور روزہ نہ رکھ سے تو وہ خود بخود اس حکم سے مستثنیٰ ہو گیا۔ وہ اگر چاہے تو ضرورت مندوں کو کھانا کھلا دے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی ہے۔

اب جیسے مسافر کو سفر میں مشقت اٹھانی پڑتی ہے ویسے ہی معاشرے میں کچھ اور لوگ ہیں جن کو محنت مشقت کے کام کرنا پڑتے ہیں جیسے مزدور اور دیگر محنت کش وغیرہ میرے خیال کے مطابق ان پر بھی یہی حکم لاگو ہو گا کہ جب بھی جس دن بھی مشقت سے فارغ ہوں، روزوں کی گنتی پوری کریں۔ اگر گنتی پوری کرنے کے لیے روزہ نہیں رکھ سکتے تو روزوں کے حساب سے مسکینوں (ضرورت مندوں) کو کھانا کھلائے۔ مگر بہتر یہی ہے کہ روزے پورے کرے۔

"حلال کی گئی واسطے تمہارے رات روزے کی رغبت کرنا طرف بی بیوں اپنی کے وہ پردہ ہیں واسطے تمہارے اور تم پردہ ہو واسطے ان کے جانا اللہ نے یہ کہ تم تھے خیانت کرتے جانوں اپنی کو پس پھر آیا اوپر تمہارے اور معاف کیا تم سے پس اب ملا کرو اُن سے اور ڈھونڈو جو لکھ دیا ہے اللہ نے واسطے تمہارے اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے تمہارے تاگا سفید تاگے کالے سے فجر سے پھر پورا کرو روزے کو رات تلک اور مت ملو اُن سے اور تم اعتکاف کرنے والے ہو بیچ مسجدوں کے یہ ہیں حدیں اللہ کی پس مت نزدیک جاؤ ان کے اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ نشانیاں اپنی واسطے لوگوں کے تو کہ وہ بچیں (2:187) "

اس آیت سے معلوم ہوا کہ پچھلی امتوں پر رمضان کی راتوں میں بھی بیویوں کے پاس جانا حرام تھا جسے اللہ تعالیٰ اس آیت سے حلال کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ اس آیت میں روزے کے اوقات لکھے ہیں۔ اختتام سحری تک ہی کھانا کھا کر روزہ رکھا جائے پھر اسے افطار تک پورا کیا جائے۔ اس آیت کے مطابق سحری کے اختتام کا وقت وہ ہے، جب انسان سیاہ اور سفید رنگ میں پہچان کر سکے۔

دوسرا حصہ اگلے ماہ پڑھیے

بے حساب

کراچی: شمسہ ارشد

"بیٹھو مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے"۔

"جی ادی بولیں"۔

"میں نے تم سے کتنے میں بات کی تھی تین کاموں کی؟"

"ادی، آپ نے تین ہزار میں بات کی تھی ایک ہزار جھاڑو کے، ایک ہزار برتن کے اور ایک ہزار کپڑے دھونے کے اور سو روپے الگ سے کچرہ پھینکنے کے"

وہ حیرت سے میرا چہرہ تکتے ہوئے بولی اسکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ آخر ماجرہ کیا ہے؟

"اور میں نے کپڑے تم سے کتنے دن دھلوائے؟" میں نے درشت لہجے میں سوال کیا۔

"ادی بس دو ہفتے"... وہ بولی،

"وہ بھی صرف بچوں کے چند چھوٹے کپڑے باقی میری مشین ٹھیک ہو گئی تو میں نے پھر خود ہی مشین لگانی شروع کر دی.... صحیح یا غلط؟" میں نے اسکی بات درمیان سے اچک لی۔

"ہاں ادی پر ہوا کیا ہے بات تو بتا میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا"... وہ سہمی ہوئی سی مجھے دیکھ رہی تھی۔

"کچھ نہیں بس تمہیں تھوڑا حساب سمجھا رہی تھی میں، کیونکہ تم پڑوس والی باجی کے ہاں جا کر کہتی ہو کہ پتا نہیں ادی نے کچرے کے سو روپے دیے یا نہی، جبکہ کپڑے میں نے صرف دو ہفتے دھلوائے اور تین ہزار پورے دیے تمہیں۔ اس طرح تو تمہاری طرف میرا حساب نکلتا ہے پر تم اتنی احسان فراموش ہو گی میں یہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی"۔

میں اس وقت غم و غصے کی تصویر بنی اپنی اس کام والی ماسی پر برہم ہو رہی تھی جو ڈیڑھ ماہ پہلے ہی میرے گھر کام پر لگی تھی۔ انتہائی غریب شہناز کا گھر میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آئی تھی جب اسکی انکوائری کرنے گئی تھی۔

گھر کیا تھا اللہ کی زمین پر دو جھلنگا سی چارپائیاں پڑی تھیں جن میں سے ایک چارپائی پر شہناز کا بیمار شوہر بے ترتیب سا پڑا ہوا تھا۔ دمے کا مریض تھا وہ۔ کچھ گندے سے تکیے اسکے ارد گرد رکھے تھے اور سامنے زمین پر اوپر تلے رکھی دو اینٹوں پر ایک گندہ سا واٹر کولر رکھا تھا۔ ایک کونے میں ایک مٹی کا چولہا. اس میں کچھ جلی ہوئی لکڑیاں... اس چولہے کے ارد گرد چند گلاس پلیٹیں دیگچیاں اور چند چائے کے پیالے رکھے تھے۔ ایک کونے میں کچھ کپڑے کی گٹھریاں پڑی تھیں شاید ان میں استعمال کے کپڑے بندھے پڑے تھے .....اور اوپر تلے کے چھ عدد بچے. یہ تھی اس کی کل کائنات۔

میرا بیٹا جو کہ اس دن میرے ساتھ تھا وہ کئی دنوں تک ایک عجیب سی کیفیت میں مبتلا رہا.... مما وہ گھر کب تھا؟... چھت تو تھی ہی نہیں کیسے رہ سکتا ہے کوئی ایسے؟ مچھر دیکھے تھے آپ نے وہاں۔ اف مما مجھے تو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ لوگ سوتے کیسے ہوں گے۔ کتے اور بلیلاں بھی کتنے تھے وہاں وہ آنکھوں میں آنسو لیے ایک عجیب سی کیفیت میں مبتلا رہا بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر اسکا فیورٹ پزا آرڈر کر کے اسے بہلایا، پھر اس کے ہی ہاتھ سے ایک ہزار روپے بھی جو کہ پچھلے رمضان کی زکوۃ کی مد میں نکالنا رہتے تھے وہ بھی دلوائے۔ تاکہ میرے بیٹے کو کچھ تسلی ہو جائے ۔

"نہیں ادی میں نے تو برابر والی ادی کو یہ کہا تھا کہ کچرے کے پیسے دے کر بھی آپ نے شاید زیادہ پیسے دے دیے ہیں"۔ وہ ایک دم گھبرا سی گئی۔

"جھوٹ مت بولو۔بس آئیندہ میں تمہیں ایک ایک کام کا پورا حساب کر کے ہی پیسے دوں گی۔ کپڑے میں خود اپنی آٹومیٹک مشین میں دھوتی ہوں لہذا اب میں تمہیں بس دو ہزار روپے اور سو روپے کچرا پھینکنے کے گن کر دیا کروں گی"۔

"نہیں ادی غصہ نا ہو قسم اللہ پاک کی تیرے ہاں تو میں اپنا گھر سمجھ کر شوق سے کام کرتی ہوں"۔وہ بے چاری گھگھیائی۔

"بس کر شہناز فالتو کی ڈرامے بازیاں... ارے میں تجھے روز اپنے ساتھ بٹھا کر ناشتہ کراتی ہوں تیرا خیال رکھتی ہوں تیرے بچوں کے لیے کپڑے کھانا جو مجھے ہوتا ہے خیال کر کے صرف تجھے دیتی ہوں"۔

"ہاں ادی میں نے کب انکار کیا"۔

"ہزار روپے تو تجھے ایسے ہی کھڑے کھڑے اپنے بچے سے بنا کسی حساب کتاب کے دلوا دیے.... سو دو سو ہر ہفتے صدقے کے صرف تجھے ہی دیتی ہوں اور تو سو روپے پر جان دے رہی ہے .. توبہ !اب سے ہر کام حساب کتاب سے ہو گا بس جاو اپنا کام کرو"۔ میں غصے سے تن فن کرتی اپنے کمرے میں چلی گئ۔

اور بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں موند لیں... اب آئے گا اسے مزہ... میں نے لیٹے لیٹے سوچا۔

اتنا غصہ کر کے بھی نا جانے مجھے کیوں سکون نہیں مل رہا تھا کیا بات تھی سمجھ ہی نہیں آرہا تھا۔ شام ہو گئی اسی بے سکونی میں. بچوں کو رات کا کھانا کھلا کر سلا دیا میرے میاں بھی بے خبر سو رہے تھے رات کے چار بجنے والے تھے، اور میں فالتو میں بس کئی گھنٹوں سے موبائل ہاتھ میں لیے اسکرین سے کھیل رہی تھی۔شاید یہ تہجد کا وقت تھا۔میں نے آج تک تہجد کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ سو آج بھی نہیں پڑھی۔

توبہ قرب قیامت ہے جس کا جتنا خیال کرو وہ اتنا ہی سر پر بیٹھ جائے اچانک مجھے ایک بار پھر شہناز کا خیال آیا۔میسنی کہیں کی کیسے بھیگی بلی بنی ہوئی تھی میرے چہرے پر ایک طنزیہ سی مسکراہٹ در آئی ۔اس میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے اچانک جیسے کسی نے میرے کان میں ہولے سے کہا ۔میں چونک سی گئی۔

شہناز نے تمہاری چند چیزوں.... فقط چند استعمال شدہ چیزوں کو لے کر بھی تمہاری نمک حرامی کی. تم ایسا ہی سمجھتی ہو نا؟ پر تم... تم تو اس کی نمک حرامی کرتی ہو جس نے تمہیں اس قابل بنایا کہ تم شہناز جیسی عورتوں پر حکمرانی کر سکو... سوچ کر دیکھو اس کے بھی اتنے ہی ہاتھ ہیں جتنے تمہارے، اتنے ہی پاؤں ہیں جتنے تمہارے، آنکھیں، ناک، منہ، بال، جسم سب تمہارے جیسا ہی تو ہے وہ بھی عورت ہی تخلیق کی گئی ہے، تمہاری ہی طرح اگر تمہارا رب اسے تمہاری جگہ اور تمہیں اس کی جگہ بنا دیتا تو۔۔۔؟؟؟؟ تم نے کبھی اس بات پر اپنے رب کا شکر ادا کیا؟ نہیں نا.... بلکہ اپنا حق سمجھا.... اس کی دی ہوئی ہر سہولت ہر آسائش اور ہر نعمت کو اپنا حق جان کر وصول کیا.... اور بدلے میں.... سجدے کے نام پر ماری گئی پانچ وقت چند ٹکریں اور بس کیا کرو گی اس دن جب تم اور تم سے سوال کرنے والا تمہارا مالک آمنے سامنے ہوں گے۔ کیا جواب دو گی اسے جب وہ پوچھے گا کہ میری بے شمار نعمتوں کے بدلے تم نے میری حمد بھی کی تو انگلیوں یا تسبیح کے دانوں پر گن گن کر بولو کیا تم نے میری نمازوں کا حق بالکل اسی طرح ادا کیا جیسا کہ کرنا چاہیے تھا۔۔ شہناز کو تو تم نے وہ وہ نعمتیں تک گنوا دیں جو کہ اسکا حق تھا جیسے صدقہ اور زکوۃ وغیرہ۔ پر بتاؤ جو عیش و عشرت بھری زندگی ہم نے تمہیں عطا کی تھی کیا وہ واقعی تمہارا حق تھی؟ کیا تم واقعی ان کی اہل تھیں۔؟ تم نے اسے روز کھلانے والا کھانا تک جتا دیا، بتاؤ وہ کھانا تمہیں کس نے دیا؟ تم نے تو اسے اپنی اور اپنے بچوں کی اترن دے کر بھی جتایا، بتاؤ تمہیں تن ڈھانپنے کو کپڑے کس نے دیے؟ تم اس وقت اس کمزور عورت کے سامنے اپنی بڑائی جتا رہی تھیں اپنے آپ کو اسکا حاکم سمجھ رہیں تھی۔ آج تمہارے سامنے زمین وآسمان کا حاکم و مالک ہے تمہارے سامنے اس وقت وہ ہے جو بے حساب بڑائی والا ہے . آج تم حساب دو.... دو حساب...... حساب دو......

اللہ اکبر اللہ اکبر

مؤذن کی آواز تھی یہ۔ میں ایک دم چونک سی گئی۔ میں نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا میرا پورا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا، میرا جسم بری طرح کانپ رہا تھا دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی ۔ یا اللہ مجھے بخش دے. یہ میں کیا کر بیٹھی انجانے میں۔ میری نگاہوں میں شہناز کا پشیمان سا چہرہ گھوم گیا۔ اس کی گھگھیائی ہوئی اواز میری سماعت پر ہتھوڑے سے برسانے لگی۔

نہیں ادی میں نے تو۔۔ نہیں ادی تو غلط سمجھی ہے۔

یااللہ... میں نے اپنے کانوں پر اپنی ہتھیلیوں کا دباوڈالا. اور فوراًوضو کرنے اٹھ کھڑی ہوئی۔

بے شک میرا رب آگہی کا در بھی خاص لوگوں کے لیے ہی کھولتا ہے۔ وہی ہے جو اندھیرے سے اجالے کی جانب لاتا ہے۔
"سنیں! رمضان بس آنے ہی والے ہیں"... میں ناشتے کی ٹیبل پر اپنے شوہر اور بچوں کو ناشتہ کروارہی تھی۔ جب میں اچانک اپنے شوہر سے مخاطب ہوئی:

"ہاں شاید 26 مئی کو پہلا روزہ ہو گا"۔ وہ سوچتے ہوئے بولے ۔

"میں سوچ رہی ہوں کہ کہ زکوۃ کے پیسے تھوڑے تھوڑے کر کے تین چار غریب فیملیز کو دیئے جائیں جس سے کسی کو ہینگ بھی نہیں لگتی ہو گی شاید... بجائے اس کے کسی ایک ہی خاندان کی کچھ ایسی مدد کر دی جائے جو اس کے آگے بھی کام آسکے. مطلب کوئی بڑاکام ناکروادیا جائے کسی ایک ضرورت مند کا"۔ "بڑاکام؟ مثلاً"؟ وہ بغور میری جانب دیکھتے ہوئے بولے۔

"مثلاً میں سوچ رہی ہوں کہ کیوں نا عید تک شہناز کو ایک کمرہ ایک چھوٹا سا کچن اور ایک باتھ روم بنوا کر دے دیا جائے۔ اس طرح اس بے چاری کو یوں کھلے آسمان تلے ناسونا پڑے گا"۔

" ارے مما۔۔۔ میرے بیٹے کی آنکھوں میں جیسے موتی سے جھلملا گئے "۔

شہناز جو کچن میں کھڑی برتن دھورہی تھی ایک دم کچن کے دروازے پر آکر مجھے حیرت سے دیکھنے لگی۔

"ہاں بات تو تم ٹھیک کر رہی ہو۔ چلو میں کل کسی مستری کو اسکی طرف بھیجتا ہوں دیکھیں کم سے کم بھی کتنا خرچہ آئے گا"۔ میرے ہسبینڈ نے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

ہررے مما مزہ آئے گا شہناز کا بھی گھر بنے گا.... میرا بیٹا مجھ سے لپٹ گیا ۔

میں نے گردن گھما کر شہناز کی طرف دیکھا اسکی آنکھوں میں کیا کچھ نہیں تھا. حیرت... تشکر.... محبت....... اور خوشی.... بے حساب....

دنیاوی واخروی سیزن

کاشف جانباز: کراچی

نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوتے ہی والدین اپنے بچوں کی کتب کی خریداری کرنے کو جوق در جوق بازاروں کا رخ کرتے ہیں جبکہ بازار میں موجود سبھی دکاندار اپنی دکانوں کو نئے مال سے بھر لیتے ہیں۔اور مختلف حیلے اور حربے بروئے کار لاتے ہیں جن میں خریدنے والوں کو ڈسکاؤنٹس اور ایک معینہ حد تک خریداری پر فری جیسی آفرز پیش کی جاتی ہیں، تاکہ زیادہ سے زیادہ کسٹمرز انکی طرف متوجہ ہوں اور انکی فروخت میں اضافہ ہو سکے۔

اس ضمن میں اگر کسی دکاندار کے پاس وسائل نہ بھی ہوں تو وہ تب بھی قرض پکڑ پکڑا کے نیا مال خرید تا ہے،یعنی ہر تاجر اپنی تمام صلاحیتیں اور کوششیں اس سیزن کو احسن طریقے سے کیش کرنے کیلئے صرف کرتا نظر آتا ہے۔اور اگر ایسے میں کوئی دکاندار یہ کہہ کر بے توجہی برتے کہ میں وسائل سے تہی دست ہوں،لہذا جس نے خریداری کرنا ہو گی وہ پرانا مال بھی لے جائے گا،تو وہ شخص یقینا خسارے میں رہے گا کیونکہ اس نے اس کمانے کے اس پرکشش سیزن کو اپنی کاہلی اور لاپرواہی کے سبب نظر انداز کر دیا ہوتا ہے۔

یہ تو رہا دنیا کے سیزن کا احوال۔جو کہ عارضی،وقتی اور معدوم ہے۔جبکہ ایک سیزن اللہ تعالی نے بندوں کیلئے مختص کیا ہے،جو روحانی ہونے کے ساتھ ساتھ دائمی نفع کی لڑیاں پروئے ہوئے ہے۔ جہاں بندہ اگر ایک رکعت نفل پڑھے تو فرض کے برابر ثواب کا حقدار ٹھہرتا ہے اور اگر ایک فرض پڑھے تو اسکا اجر ستر رکعات فرضوں کے برابر حاصل کرتا ہے۔جبکہ یہیں پر بس نہیں،وہ مالک چاہے تو اپنی مشیت اور بندے کے خلوص اور اشتیاق کو دیکھ کر ستر کو سات سو سے بدل دے،اور فل اسٹاپ یہاں پر بھی نہیں۔اگر وہ کریم کرم نوازیاں کرنے پر آئے تو اس اجر کو اتنا بڑھائے کہ کوئی شمار بھی نہ کر سکے۔اور اگر ہم دنیا کی طرف نظر ماریں تو دنیا کہاں سے کہاں پہنچ چکی عقلمندوں،شاطروں اور ہوشیاروں کی طرف بہتات ہے اور عیاری مکاری کا بازار بھی

برابر گرم ہے۔ مگر کوئی ایسا ٹھگ نہیں جو اپنی کسی چیز کو ستر گنا زائد دام میں فروخت کر سکے جبکہ ایسے خریدار کا ہونا تو بالکل ہی محال ہے۔

رمضان ابتداء سے انتہاء تک خالقِ کائنات کی طرف سے عنایتوں کا خزینہ اور رحمتوں کی نا ختم باران کا سلسلہ ہے۔ بخشش کا اعلان ہو جانا رحمت نہیں تو اور کیا ہے؟ ابلیس کا قید ہونا رحمت، جہنم کے دروازے مقفل ہونا اور جنت کے دروازوں کا کھل جانا رحمت کی بے مثل نظیر ہی تو ہے۔ سو ایسے میں بندے کا اک عاجز اور فرمانبردار غلام بن کے اپنے مالک کے ہر حکم پر طابع اور ہر وعید پر مانع ہو جانے کا رویہ اسکی کامیابی اور سرفرازی علامت ہے۔ جبکہ رمضان میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں کا وقتی اور عارضی ہونا نقصان دہ ہے، کیونکہ اصل فائدہ اور فلاح تو اسکے استقبال پر بیدار ہونے والے جذبہ کا اسے الوداع کر دینے کے بعد بھی زندہ رہنے میں ہے، کم از کم اتنی تبدیلی تو آئے کہ فرض نماز کی متروکیت ترک ہو جائے کیونکہ مسلمان کی زندگی میں اسکی اہمیت سب سے زیادہ ہے، رب کے حضور پانچ وقت کی خمیدہ سری ہی اسے دنیا سے ممتاز کرتی ہے، اگر یہی باریک سی لکیر مٹ جائے تو مسلمان اور کافر کے مابین تفریق نہیں رہتی۔ ساتھ ساتھ ایک اور سب سے اہم چیز کلام اللہ...... قرآنِ پاک کی تلاوت کا اہتمام جیسے رمضان میں روزانہ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، اسکے بعد بھی اسکی تلاوتوں کی روش برقرار رہے، نہ کہ جزدانوں میں دنیا کا بہترین نصیحت نامہ اور ضابطہءِ حیات گرد آلود ہوتا رہے۔ کیونکہ اسکے نزول کا اصل مقصد اس پر غور و فکر ہے نہ کہ بنا سوچے سمجھے اسے پار کر جانا اصل ہے۔ جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے کہ اگر یہ کلام پہاڑوں پر نازل ہوتا تو وہ اسکے جاہ و جلال سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ آج ہماری اناؤں کے بت نہیں ٹوٹتے، میں کے مندر نہیں لرزتے اور نہ ذات کی گھات لگانے کی آگ پر سرد مہری پھرتی ہے........؟ کیونکہ ہم قرآنِ پاک کو صرف پڑھتے ہیں، تلاوت کرتے ہیں لیکن سمجھتے نہیں۔ یہ مانا کہ اس کی تلاوت بھی بے ثمر نہیں، لیکن جو اسکا اصل مقصد ہے اس سے دوری بہت بڑی ناانصافی ہے۔ کیونکہ اسے سمجھنے سے ہی زندگی میں اصل تغیر آئے گا جو لازوال اور بے مثل ہو گا۔ اور اگر ہم نے قرآن اور نماز کو بااسلوب کر لیا تو ہماری زندگی کا ہر پہلو ان شاءاللہ منور ہو جائے گا اور اللہ کی جناب میں ہمارا مقبول ہونا یقینی ہو جائے گا....... ان شاءاللہ

روزہ اور صحت

ماہم یامین: فیصل آباد

روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے روزہ رکھا جاتا ہے اور یہ تقوی کے حصول کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی روزہ سے ایک مسلمان بے شمار روحانی، اخلاقی فوائد اور اللہ تعالی کی طرف سے رحمتیں اور برکتیں حاصل کرتا ہے اور ان ہی روحانی فوائد کو حاصل کرنے کے لیے روزہ رکھا جاتا ہے۔ روزہ سے کچھ جسمانی اور صحت کے حوالے سے بھی فوائد حاصل ہوتے ہیں اور اس مضمون میں انہی فوائد پر بات کی جائے گی کہ روزہ ہمارے جسم اور صحت پر کیسے اثرات مرتب کرتا ہے؟

روزہ کے بارے میں یہ غلط فہمی عام تھی کہ روزہ جسمانی کمزوری کا سبب بنتا ہے یا جسم وصحت پر اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں جوں جوں سائنس ترقی کر رہی ہے اور نئی تحقیقات سامنے آرہی ہیں روزہ کے طبی فوائد بھی سامنے آرہے ہیں کہ روزہ مثبت اثرات مرتب کرتا ہے اور یہ بذات خود ایک طریق علاج ہے اور کمزوری کی بجائے توانائی کا سبب بنتا ہے۔

روزہ کھانا کھانے کا ایک فطری ٹائم ٹیبل دیتا ہے یہ توازن نظام ہضم کو درست کرتا ہے اور معدے کے امراض میں مفید ثابت ہوتا ہے۔

روزے کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ روزہ جسم سے زہریلے مادوں کو خارج کرنے کا باعث بنتا ہے جس سے جسم کے تمام اعضاء کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے روزہ رکھنے سے دماغی خلیات بھی فاضل مادوں سے نجات پاتے ہیں، جس سے نہ صرف نفسیاتی وروحانی امراض کا خاتمہ ہوتا ہے بلکہ دماغی صلاحیتوں کو بھی جلا ملتی ہے۔

دور حاضر میں صحت کے بہت سے مسائل سامنے آرہے ہیں جن میں بلڈ پریشر، شوگر، کولیسٹرول اور موٹاپے جیسے امراض عام ہیں روزہ ان امراض کو کنٹرول کرنے کا سبب بنتا ہے۔ روزہ سے خون میں شوگر کی مقدار کم اور نارمل رہتی ہے، اور اسی طرح بلڈ پریشر بھی نارمل سطح پر رہتا ہے چربی کا ذخیرہ توانائی میں تبدیل ہونا شروع ہو جاتا ہے چنانچہ جسم میں چربی کم ہونا شروع ہو جاتی ہے جو کہ کولیسٹرول کو اور موٹاپے کو کم کرنے کا سبب بنتی ہے۔

روزہ رکھنے کے نتیجے میں قوت مدافعت بہتر ہو جاتی ہے انسان صبح سے شام تک بھوکا پیاسا رہتا ہے تو اس کے جسم کے اندر وہ خلیے متحرک ہو جاتے ہیں جو اس کے مدافعتی نظام کو بہتر بنا کر اس کو طرح طرح کی بیماریوں سے بچاتے ہیں۔

رمضان جسمانی فٹنس اور ورزش کے لحاظ سے بھی مفید ثابت ہوتا ہے تراویح کی بدولت ہر رکعت میں 10 کلوریز خرچ ہوتی ہیں۔

روزہ اینٹی الرجی عمل کو فعّال کرتا ہے۔

روزے کا ایک اور طبی فائدہ سوجن کم کرنے کے (anti inflammatory) اثرات ہیں۔ روزے کے نتیجے میں جو ہارمون جسم میں خارج ہوتے ہیں ان میں بالخصوص کورٹی سول (cortisol) ہارمون ہے جس سے جسم میں ورم کم ہو جاتا ہے۔ جوڑوں کے درد اور گٹھیا (arthritis) کے مریضوں کی تکلیف روزہ رکھنے سے بہتر ہو جاتی ہے۔ جن لوگوں کے پیروں پر یا جسم میں کسی اور جگہ ورم ہوتا ہے، یا fluid جمع ہو جاتا ہے انھیں روزے کے نتیجے میں افاقہ ہوتا ہے۔

ماہرِ دندان (ڈینٹسٹ) بتاتے ہیں کہ روزہ رکھنے والوں میں دانت اور مسوڑھوں کے امراض کم ہو جاتے ہیں۔ دانتوں اور مسوڑھوں کی بیماریوں کا تعلق بھی غذاؤں کے استعمال سے ہے۔ روزہ رکھنے کا عمل دانت اور مجموعی صحت کو بہتر کر دیتا ہے۔ روزے کا بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ انسان کی قوتِ ارادی (motivation) کو بڑھاتا ہے۔ جو لوگ قوتِ ارادی کی کمزوری کی بنا پر تھکاوٹ کا شکار رہتے ہیں، دماغی اور ذہنی کمزوری میں مبتلا ہوتے ہیں، روزہ ان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں بڑے بڑے کام کر سکیں۔

شوگر اور رمضان

ڈاکٹر فہد چوہدری

رمضان کے مہینے میں بہت سے مریضوں، دوست، احباب سے شوگر کے حوالے سے سوالات پوچھے جاتے ہیں، آج کا مضمون ان سوالوں کے پیش نظر ہی قلم بند کر رہا ہوں۔ رمضان میں شوگر کا مریض روزہ رکھ سکتا ہے یا نہیں اس بات کا فیصلہ کرنے کے لیے مریضوں کو تین گروپس میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

پہلا گروپ

اسے ہائی رسک گروپ کہا جاتا ہے۔ اس میں شامل لوگ ہرگز روزہ مت رکھیں کیوں کہ طبی نقطہ نظر سے یہ ان کی صحت کے لیے نہایت نقصان دہ ثابت ہوگا اور بعض صورتوں میں موت کا سبب بھی بن سکتا ہے۔ اس لیے اس اگر آپ اس گروپ میں شامل ہیں تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی آسانی لیجیے اور اپنے آپ اور گھر والوں کو ہرگز مشکل میں مت ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ آپکی نیت سے بخوبی واقف ہے، اسے آپ کا روزہ کا قطعی کوئی فائدہ نہیں، اسے آپ کا تقویٰ چاہیے۔ اب آیئے دیکھتے ہیں کہ اس گروب میں کون کون شامل ہے۔

۱۔ اگر آپ انسولین دن میں دو بار سے زائد استعمال کرتے ہیں۔

۲۔ اگر آپ کی شوگر کنٹرول میں نہیں ہے۔

۳۔ اگر آپ کی شوگر بار بار کم ہو جاتی ہے۔

۴۔ اگر شوگر زیادہ یا کم ہو جانے کے باعث آپ کو پچھلے چھ ماہ کے دوران ہسپتال میں داخل ہونا پڑا ہو۔

۵۔ اگر آپ شوگر کے ساتھ کسی دوسری بیماری سے بھی پریشان ہوں بالخصوص دل، گردوں، جگر کا عارضہ۔

۶۔ اگر آپ کسی انفیکشن کا علاج کروا رہے ہیں۔

۷۔ اگر شوگر کے سبب آپ کے پیر خراب ہیں اور ان کا علاج چل رہا ہے۔

۸۔ اگر آپ حاملہ ہیں۔

دوسرا گروپ

اس گروپ میں ایسے مریض شامل ہیں جو معالج کی نگرانی میں روزہ رکھ سکتے ہیں۔ اس گروپ میں مندرجہ ذیل لوگ شامل ہیں

۱۔ ایسے لوگ جن کی شوگر کنٹرول ہو

۲۔ ایسے لوگ جن کی شوگر صرف کبھی کبھار ہی بڑھتی ہو لیکن اس کے علاوہ انہیں کسی قسم کی پیچیدگی کا سامنا نہ ہو۔

تیسرا گروپ

اس گروپ میں شامل لوگ نہایت آسانی سے روزہ رکھ سکتے ہیں اگر وہ اپنے معالج سے پہلے مشورہ کر لیں

۱۔ ایسے لوگ جن کو شوگر کنٹرول کرنے کے لیے دوا کی ضرورت نہیں پڑتی ہے اور صرف خوارک سے ان کی شوگر کنڑول ہو جاتی ہے۔

۲۔ ایسے لوگ جن کی شوگر انسولین استعمال کرنے سے کنٹرول رہتی ہے۔

۳۔ ایسے لوگ جن کی سوگر دوا کے باقاعدہ استعمال سے کنٹرول رہتی ہے۔

رمضان سے قبل اپنے معالج سے ایک دفعہ ضرور مشورہ کر لیں۔ اگر آپ شوگر کے مریض ہیں تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ روزہ کی حالت میں شوگر کیسے مانیٹر کرنی ہے، کتنا پانی استعمال کرنا ہے، شوگر کم ہوانے کی کیا علامات ہیں، شوگر زیادہ ہنے کی کیا علامات ہیں، کونسی ادویات رمضان میں کب کب استعمال کرنی ہیں، انسولین کی کتنی تعداد لگانی ہے، پانی کی کمی کی کیا علامات ہیں؟ اور سب سے بڑھ کر آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ کب آپ کو روزہ توڑ دینا چاہیے؟

آیئے ان میں سے کچھ کا یہاں جائزہ لیں

شوگر کی کمی

شوگر کی کمی کی علامات میں آپ کو بے طرح پسینہ، چکر آنا، گھبراہٹ ہونا، کپکپاہٹ ہونا، بھوک کا شدید لگنا، جسم کی رنگت کا اچانک پیلا پڑ جانا، دل کی رفتار بہت زیادہ محسوس ہونا، شامل ہیں۔ اگر آپ کو ان مین سے کسی بھی قسم کی علامت محسوس ہو تو فوراا اپنی شوگر چیک کریں۔ اگر شوگر ۶۰ سے کم ہو تو فوراا کوئی بھی میٹھی چیز استعمال کریں۔ دس منٹ کے بعد دوبارہ چیک کریں اگر پھر بھی ۷۰ سے کم آرہی ہو تو دوبارہ کھایئں، اسے نظر انداز مت کریں۔ شوگر کی کمی ااپ کو بے ہوش کر سکتی ہے، آپ کو دورہ یا تشنج کی سی کیفیت میں مبتلا کر سکتی ہے۔ اس ضمن مین ایک نہایت اہم بات جو قابل غور ہے کہ اگر صبح سحر کے وقت آپ کی شوگر ۷۰ کے قریب تھی تو بھی اس دن روزہ رکھنے میں احتیاط کریں اور فوراا کسی قسم کا رسک ہرگز نہ لیں، ہلکا سا چکر یا متلی وغیرہ کی صورت میں اپنی شوگر چیک کریں۔

شوگر کی زیادتی

اگر آپ کی شوگر زیادہ ہو گئی ہے تو اس کی علامت مندرجہ ذیل ہیں:

شدید پیاس، بار بار پیشاب کا آنا دس بجے کے بعد، شدید تھکاوٹ، پیٹ میں درد، متلی، قے کا آنا وغیرہ۔

زیداہ شوگر ہونے کی صورت میں دوا کا استعمال ضرور کریں، پانی زیادہ سے زیادہ لیں، اپنے معالج سے رابطہ کریں۔ اگر آپ کی شوگر ۲۸۰ یا ۲۹۰ سے زائد ہو گئی ہے تو روزہ توڑ دیں، اپنے معالج سے رابطہ کر کے علاج شروع کریں۔ اگر ان میں سے کوئی بھی علامت محسوس نہ ہوتی ہو تو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

شوگر کے مریضوں کے لیے احتیاطی تدابیر

۱۔ سحر میں ایک یادہ کھجور کھائیں۔

۲۔ جوس مت استعمال کریں، اگر استعمال کرنا ہے تو ایک چھوٹا گلاس استعمال کریں۔

۳۔ گندام، چاول، پاستا، جو، جوار وغیرہ استعمال کرسکتے ہیں۔

۴۔ چکن، گوشت سے کوشش کریں چربی صاف کرلیں۔

۵۔ دالیں اور سلاد کا استعمال زیادہ کریں۔

۶۔ تیل، گھی مکمل بند، اگر استعمال کرنا ہے تو زیتوں کا تیل استعمال کریں، پکانے کے لیے کھانے کو بیک یا گرل کریں۔

۷۔ نمک پورے دن میں ایک چمچ سے زائد ہرگز استعمال نہ کریں۔

۸۔ اچار، سویا ساس، مٹھائی، پراٹھے، پوریاں، سموسے، پکوڑے، قتلمے، کباب، فرائی اشیأ، چپس، رس، بسکٹ، چاکلیٹ، کھیر، سویاں، کوکا کولا، سپرائٹ، کافی وغیرہ ہرگز استعمال مت کریں۔

۹۔ افطار کے بعد ہرگز زیادہ مت کھائیں۔

۱۰۔ افطار میں آہستہ آہستی کھایں، تھوڑا کھانے کے بعد تراویح پڑھیں۔

۱۱۔ تراویح کے لیے پانی اور گلوکوز کے لیے کوئی چیز ضرور ساتھ لے کر جایئں۔

۱۲۔ رات کو تھوڑا سا کھالیں جو آپ کے دن بھر کے کھانے کا دس سے پندرہ فیصد ہو۔

اس رمضان میں اپنا خیال رکھیے اور اللہ سے دعاؤں میں ہم سب کو بھی یاد رکھیے گا۔ آمین۔

تربیت وتزکیہ کا مہینہ

انتخاب:انیلہ عارف

تحریر:مولانا یوسف اصلاحی

رمضان المبارک تربیت وتزکیہ کا مہینہ ہے۔ خدا کے وفاداروں کا مہینہ ہے۔ ان کا مہینہ ہے جو خدا کا ذکر کرنے والے اور سچے ہیں۔ اگر یہ مہینہ بھی تمھارے قلوب کی اصلاح نہ کرے گا، گناہوں سے نہ بچائے گا اور تمھیں اہلِ بدعت اور گنہگاروں سے محفوظ نہ رکھے گا تو پھر اور کیا چیز تمھیں ان چیزوں سے بچا سکے گی۔ اور اس سے زیادہ مؤثر اور بہتر کون سی چیز ہو گی جو تم پر اثر کرے گی۔ اگر ماہ رمضان کی خیر وبرکت سے تم محروم رہے تو تم سے کسی نیکی اور خیر کی توقع نہیں کی جا سکتی ہے اور نہ یہ امید ہو سکتی ہے کہ تم سے کوئی بد بختی دور ہو جائے۔

مختصر یہ کہ رمضان کی غرض وغایت یہ ہے کہ امت مسلمہ کے اندر تقویٰ کی روح کو بیدار کر کے اسے رضائے رب کی راہ پر چلنے کا خوگر بنایا جائے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے پورے مہینے کے روزوں کو فرض قرار دیا گیا، اسی پس منظر میں یہ بات بھی نمایاں ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ ہر بندہ مومن کے لیے جہاں یہ بات ضروری ہے کہ وہ روزے کے آداب واحکام کو پورے شعور، پورے یقین اور پورے احساس کے ساتھ بجالائے وہیں اس کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ اپنی پوری زندگی خدا کی رضا کے مطابق بنانے کی کوشش کرے اور زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہ رہ جائے جس پر رضائے رب کی چھاپ نہ پڑی ہو۔ خدا سب لوگوں کو توفیق عمل سے نوازے کہ وہ رمضان کی برکتوں کو زیادہ سے زیادہ حاصل کر سکیں۔

"ذرا غور فرمائیے"

مریم کاشف

اکثر لوگ کہتے ہیں کہ میرے تقریبا ہر آرٹیکل کا آغاز اس جملے سے ہوتا ہے "مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے ہوتے تھے تو......." تو جناب کیا کروں پرانی یادوں اور پرانی باتوں سے بے حد محبت ہے، اور اتفاق سے آج کی تحریر کا آغاز بھی اسی جملے سے ہونے جارہا ہے۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے ہوتے تھے تو عید کتنے جوش وخروش سے منائی جایا کرتی تھی۔ رمضان کی بھرپور تیاریاں کی جاتیں تھیں، مل کے عبادتوں کا اہتمام ہوا کرتا تھا رات کو سب کزنز امی لوگوں کے ساتھ مل کے تراویح کا اہتمام کیا کرتیں تھیں۔ ان دنوں روزہ رکھ کر پورا دن نماز اور قرآن سے فارغ ہو کر سارا ٹائم کتابیں پڑھنے میں گزارہ جاتا تھا، افطار میں اہتمام بھی خوب کیا جاتا تھا۔

رمضان کے نام سے ہی طرح طرح کی مزیدار چیزیں یاد آجاتیں تھیں۔ روز طے کیا جاتا تھا یہ بنے گا وہ بنے گا اور پھر پورے گھر کا اک جگہ بیٹھ کر افطار کرنا اور پھر فٹافٹ سب کا نماز کے لیے ڈورنا اور اس کے بعد چائے کا اہتمام.... جسے پی کے سب کے ہوش میں ہوش آیا کرتے تھے۔

عید کے کپڑوں کی سلائیاں بھی افطار کے بعد شروع کی جاتیں، بہت سنہرا اور یادگار دور تھا۔ اس کے بعد عید کی اس قدر خوشی ہوتی تھی کہ لفظوں میں بیان نہیں کی جاسکتی۔ اور ایک عجیب بات کہ تب لگتا تھا کہ جیسے عید بہت عرصے بعد آتی ہو اور جبکہ اب یوں لگتا ہے کہ جیسے ابھی تو رمضان آئے تھے، ابھی تو عید آئی تھی، اتنی جلدی دوبارہ آگئی...نہ دنوں میں برکت رہی نہ وقت میں اور نہ ہی کسی اور چیز میں۔ رمضان کی آمد اور عید کا اس قدر شہرہ ہوتا تھا کہ دنوں پہلے باتیں اور تیاریاں شروع ہو جایا کرتی تھیں۔ امی ابو سے روز پوچھا جایا کرتا کہ اس عید پہ کیا دلائیں گے، میں ہر عید کی آمد سے پہلے امی سے سوال کرتی۔ امی بہت بڑی ہیل والی جوتی دلائیں گی ناں؟ اور کانچ کی ڈھیر ساری چوڑیاں بھی؟ تو امی خوب تسلی کراتیں کہ ہاں سب کچھ آئے گا گھڑی بھی، رومال، مہندی،

پلاسٹک کے بینڈ، ہیل والے جوتے، چمک دھمک والے سوٹ.......اور ہم خوشی سے بے حال ہو کہ امی سے کہتے اور امی میک اپ والی کٹ بھی تو؟امی بھرپور یقین دلاتیں کہ ہاں بابا وہ بھی۔

تیاریاں تو کئی دن پہلے شروع ہو جاتیں مگر رمضان میں بھی بازار کے چکر لگتے رہتے اور اسپیشلی چاند رات کو چوڑیاں لینے ضرور جایا جاتا، ان دنوں وہ کانچ کی میناکاری والی چوڑیاں سب سے اہم اور حسین لگا کرتی تھیں۔

اگرچہ ان دنوں مہندی کون دستیاب ہوتی تھیں مگر امی نے کبھی وہ نہ لیں امی مہندی لے کر آتیں اسے باقاعدہ گھولا جاتا اور پھر ہمارے سونے کے بعد امی ہاتھ میں وہ مہندی تھوپ کر کپڑا باندھ دیتیں اور جب ہم صبح اٹھتے تو پورا ہاتھ لال ہوتا اور مجھے یاد ہے میں سب سے زیادہ رونا پیٹنا میں مچایا کرتی تھی کہ میرے ہاتھ کا بیڑا غرق کر دیا۔خوب رونے کے بعد چپکے چپکے بار بار ہاتھوں کو دیکھا بھی جاتا کہ مہندی کا رنگ کیسا لگ رہا ہے۔

ان دنوں کپڑوں جوتوں کی بھرمار نہیں ہوا کرتی تھی، تھوڑے پر بہت خوش ہوا جایا کرتا تھا اور ہم بچوں سمیت سب کو ہی چیزوں کی قدر بہت اچھے طریقے سے تھی۔اب میں دیکھتی ہوں ہر تھوڑے عرصے بعد بڑوں چھوٹوں کے کپڑے بنتے ہیں، میچنگ جوتوں، ہینڈ بیگز کی وبا عام ہے. اس لیے کسی کو بھی کسی چیز کی قدر نہیں رہی۔

بچوں تک میں وہ حقیقی خوشی اور مسرت نظر نہیں آتی۔تب عید کے دنوں کے لحاظ سے تین جوڑے بنا کرتے تھے اور ایک جوڑی سینڈل اور ایک عدد چمک دھمک سے بھرپور پرس ہوتا تھا جو عید والے دن نوٹوں سے بھرا رہتا تھا اور پورا دن ہی یہ کام ہوتا کہ گھر کے پاس لگنے والے مختلف اسٹالز سے مختلف چیزیں لے کے کھائی جائیں اور گھر لائی جائیں۔

ہمارے گھر سے کچھ فاصلے پر جامعہ مسجد کا اک بہت بڑا گراؤنڈ تھا جہاں عید پر میلا لگا کرتا تھا. مختلف قسم کے جھولے، بندر کا تماشا، سانپ کا ڈانس اور اونٹ کی سواری شامل ہوتی، کچھ خریداری کے مختلف اسٹال ہوتے اور کچھ کھانے پینے کے۔اک جہاں آباد لگتا تھا اس گراؤنڈ میں۔اور ہم سب بھی بھرپور شرکت کیا کرتے تھے۔ان دنوں کے بارے میں سوچو تو لگتا ہے کہ سچی خوشی کا احساس ہی الگ ہوا کرتا تھا۔

جبکہ اب میں دیکھتی ہوں تہواروں کے نام پر اتنی خرافات آچکی ہیں کہ ہمارا یہ پیارا اور مذہبی تہوار نام کا منانے کو رہ گیا ہے اس کی اصل روح کیا ہے ہم بھول چکے ہیں۔ یہ تو بس کچھ یادیں تھیں جو آپ لوگوں سے شیئر کیں اب میں اپنی بات کے مقصد کی طرف آتی ہوں۔

یہ میری شادی کے بعد کی بات ہے۔ شادی کے بعد پہلی عید پر تو کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی کہ کچھ نیا خریدا جاتا یا تیاری کی جاتی۔ یہ میری شادی کے دوسرے سال کی بات ہے رجب کا مہینہ اپنے آخری دنوں پر تھا

میرے میاں صاحب نے مجھے بلا کر ایک عدد بھاری لفافہ میرے حوالے کیا اور کہا کہ آپ اپنی عید کی شاپنگ کر لیں ہر وہ چیز لے لیں جو آپ کو چاہیے۔ اور میں ہکا بکا کہ ابھی تو عید میں کافی دن ہیں اتنی جلدی سب لے لوں.... ہاں اتنی جلدی ہی آپ سب لے لیں اور ساتھ ہی اپنی درزن سے سب کپڑے بھی سلوا لیں، اپنی تیاری ایسے کریں کہ رمضان میں آپ کو باہر جا کر کوئی چیز لینے کی ضرورت نہ پڑے۔ خیر میں نے ان کے کہنے پر اپنی تیاری یوں کی کہ مڈ آف شعبان میری ہر چیز ریڈی تھی۔ ان کے اپنے کپڑے بھی سل کے آچکے تھے گھر کی چیزیں بھی تمام مکمل تھیں۔

یہ میرے لیے بڑی حیرت کی بات تھی کہ رمضان کی آمد سے بھی پہلے زندگی میں پہلی بار میری تمام تیاری مکمل تھی۔ اور نہ صرف میری بلکہ گھر کی بھی جو تیاری تھی وہ بھی مکمل ہو چکی تھی اور ایک عجیب سے سکون کی کیفیت بھی تھی۔ شعبان کے مہینے میں ہمارے پڑوس میں درس کا اہتمام ہوا میں نے بھی کافی شوق سے شرکت کی۔ وہاں کسی مدرسے کی معلمہ درس دینے تشریف لائی ہوئیں تھیں۔ انھوں نے رمضان اور عید کی تیاریوں کے حوالے سے بیان دیا اور یہ وہ تیاریاں تھیں جن کے بارے میں ہم نے پہلے کبھی یوں نہیں سوچا تھا یہ وہ تیاریاں تھیں جس کے نتیجے میں جنت ملنے کی خوش خبریاں تھیں یہ وہ تیاریاں نہیں تھیں جو ہم پوری عمر کرتے آئے تھے۔ دل و دماغ کی عجیب ہی کیفیت تھی۔

اسقدر شرمندگی تھی کہ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا اللہ سے کس منہ سے معافی مانگی جائے۔ رمضان کا مقدس مہینہ بازاروں کی خاک چھاننے پر لگا دیا جاتا تھا اس کی معافی مانگی جائے یا عبادات کو جلدی جلدی ادا کر کے اس کی روح کو سمجھے بغیر بس سجدوں کی ٹکروں پہ

ٹکریں ادا کرنے پر معافی مانگی جائے۔ بہت کڑا دن تھا وہ، اپنا آپ کٹہرے میں کھڑا تھا اور تمام غلطیاں اور کوتاہیاں آنکھوں کے آگے گھوم رہیں تھیں۔

گھر آکر بھی عجیب کیفیت رہی.... میاں صاحب سے ڈسکس کیا تو انھوں نے مزید آنکھیں کھول دیں اور پھر معلوم ہوا کہ انھوں نے مجھے کیوں پہلے ہر چیز لینے کو کہا تاکہ میں اس مقدس مہینے کے مقدس لمحات کو فضول کے کاموں میں ضائع نہ کروں۔ وہ دن اور آج کا دن میری عید کی تیاری دو تین مہینے پہلے مکمل ہوتی ہے۔ اور حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ رمضان میں باہر نہ نکلنا پڑے۔ اور نہ صرف رمضان بلکہ عام دنوں میں بھی کوشش یہی ہونی چاہیے کہ باہر بغیر ضرورت کے نہ ہی نکلا جائے تو بہتر ہے۔ اسی طرح رمضان میں بھی میں نے دیکھا کہ ہمارے گھر یا تو افطار کا اہتمام ہوتا یا پھر شربت کھجور کے ساتھ کھانے کا انتظام کر لیا جاتا ، میرے میاں صاحب افطار کے بعد کھانے کے بالکل قائل نہ تھے، آہستہ آہستہ میں بھی اس رنگ میں رنگتی گئی اور مجھے احساس ہوا کہ روزے کی اصل روح کہتے کسے ہیں، روزہ رکھنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ روزہ کھول کر پیٹ تک بھر کے کھالو اور اتنا پیٹ بھر لو کہ پھر عبادت کی ہمت نہ رہے۔

روزے کی اصل روح تو عبادت ہے، اللہ کو راضی کرنا ہے. رمضان میں اللہ تبارک تعالیٰ بے پناہ رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتے ہیں تو یہ کتنی بدقسمتی ہو اگر ہم ان رحمتوں اور برکتوں کو نہ سمیٹ سکیں۔ ہمارے ہاں پہلے ٹی وی ہوا کرتا تھا تو میرے مجازی خدا رمضان میں سب کے احتجاج کے باوجود اسے پیک کرا کے رکھ دیتے تھے اور ہم پورا رمضان ٹی وی کے بغیر انتہائی سکون سے اپنے روزے رکھتے تھے گھر میں اک عجیب سے سکون کی سی کیفیت رہتی تھی۔

پھر ایسا ہوا کہ ہم نے سرے سے ہی اس بلا کو گھر سے رخصت کر دیا اور گھر میں ہمیشہ کے لیے سکون کو قائم کر دیا۔ یہ رجب اور شعبان ہمیں رمضان کی تیاری کے لیے ملتے ہیں ہم لوگ بہت اچھے طریقے سے رمضان کی تیاری کر سکتے ہیں۔ یاد رہے رمضان میں ہر عبادت کا اجر بڑھ جاتا ہے. تو پھر ہم کیوں نہ اس کا بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

جو بھی تیاریاں ہوں وہ پہلے سے کر لیں۔ سلائی ہو یا دوسرے کام سب رمضان سے پہلے نمٹا لیں۔ رمضان کے حوالے سے تمام صفائی ستھرائی شعبان کے دوسرے تیسرے ہفتے میں مکمل کر لیں۔ اور رمضان کے آغاز میں ان تمام پریشانیوں سے آزاد ہو کر عبادت کا

بھرپور لطف اٹھائیں۔ اور رمضان میں جتنا ہوسکے سادہ غذا کو اپنائیں۔ اپنا قیمتی ترین وقت کچن کی نذر کرنے کی بجائے عبادات میں خرچ کریں۔ ہم عام دنوں کی نسبت رمضان میں اپناڈھیر ساراوقت کچن کی نذر کر دیتے ہیں جو کہ سراسر ٹائم کا ضیاع ہے۔ سادگی ہر چیز میں ہمیں بے حد آسانی دیتی ہے۔ اللہ پاک ہمیں اس مقدس ماہ کی برکتیں سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائیں اور اپنی رضا عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

رمضان کیسے گزاریں؟

مدیحہ فاطمہ (فیصل آباد)

قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لیے رمضان المبارک کے روزے کی فرضیت بیان کی ہے وہیں اس کی غرض وغایت بھی بیان کی ہے جو کہ تقویٰ کا حصول ہے۔ قرآن کی اصطلاح میں تقویٰ کے معنی یہ ہیں کہ انسان ان تمام امور سے پرہیز کرے جس سے خدا کی ناراضگی ہو سکتی ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

"اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کر لو۔

(سورۃ البقرۃ۔ آیت 183)

واضح ہوا کہ کہ روزے کا مقصد تقویٰ کا حصول یعنی دینی اعتبار سے اپنی سیرت کا تعمیر کرنا ہے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کی تمام تر عبادتوں کے اہتمام کے ساتھ ماہ رمضان المبارک میں ہر مسلمان کے لیے دینی و اخلاقی تربیت کا ایک ایسا بہترین موقع ہوتا ہے جس سے انسان تقویٰ اختیار کر کے اپنی آئندہ کی پوری زندگی کے شب و روز یکسر بدل سکتا ہے۔ حکمتِ الٰہی کا تقاضا تو یہ ہے کہ رمضان کے بعد بندہ مومن کے کردار و سیرت میں انقلاب برپا ہونے سے ایسی روحانیت طاری ہونی چاہیے جو اگلے رمضان تک باقی رہے۔ مگر بدقسمتی سے ہم میں سے بہت سے لوگ رمضان المبارک جیسے عظیم تربیتی موقع سے گزرنے کے باوجود تقویٰ کے حصول میں ناکام ہو جاتے ہیں بلکہ رمضان جیسے مہینے میں ہم میں سے اکثر لوگ وہ تمام بداعمالی کرتے ہیں جن کی وجہ سے ہم رمضان کی برکتوں سے محروم ہو جاتے ہیں اور پورا رمضان گزرنے کے بعد بھی ہماری زندگیوں میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوتی۔

اس مضمون میں در حقیقت دینی فلسفے کے ان بنیادی احکامات پر فوکس کیا گیا ہے جن پر اگر بنی نوع انسان عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں اور ہر لمحہ اس کی مشق کرتے رہیں تو نہ صرف زندگی کا بہترین رمضان المبارک گزارنا ممکن بن سکے گا بلکہ پوری زندگی ان احکامات پر عمل کرنا ممکن بن کر دنیاوآخرت کی کامیابیوں سے ہم کنار ہو گا۔

نماز

نماز کا ترجمہ سیکھ لیجیے، یہ بمشکل ایک سے دو دن کا کام ہے۔ آپ جو کچھ نماز میں پڑھیں انھیں ایک اسکول کے سبق کی طرح دہرانے کے بجائے ایک ایک لفظ کو صحیح طرح پڑھیں اور ہر لفظ پڑھتے ہوئے اس کا ترجمہ ذہن میں رکھیے۔

ظاہر و باطن کی پاکیزگی

✲ ظاہری پاکیزگی کے ساتھ اپنے باطن یعنی ذہن اور قلب میں کسی قسم کی غلاظت نہ آنے دیں۔

✲ تعصب اور فرقہ وارانہ ذہنیت سے پاکیزگی کا اہتمام کریں اور ہر شخص سے محبت اور خلوص سے پیش آئیں۔ حتیٰ کہ کوئی غیر مسلم ہو تو بھی آپ اس سے اخلاق سے پیش آئیں اور مسکرا کر ان سے ملیں۔

اخلاقیات اور معاشرتی آداب

اخلاقیات اور معاشرتی آداب کے ضمن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف اس ایک اصول کو یاد رکھیے اور شب و روز کے ہر ایک عمل کو اسی معیار سے جانچیں۔

افسوس کہ آج ہمارے معاشرے میں گالی گلوچ اور فحش گوئی کرنا دن بہ دن عام ہوتا جارہا ہے۔ غصّے کی حالت میں گالیاں اور بات بات میں مزاحاً اور بے تکلفی میں گالی دیتے رہتے ہیں اور فحش (گندے) قسم کے الفاظ منہ سے ادا کرتے ہیں۔ اس بارے میں ہمیں اپنے ضمیر کو یہ یاد دلاتے رہنا چاہیے کہ پیارے نبی ﷺ نے گالی دینا منافق کی

علامت قرار دی ہے۔ جب کہ حدیث کا دوسرا حصہ انسان سے سرزد ہونے والے اعمال سے متعلق ہے۔ ایک مسلمان سے یہ ہرگز توقع نہیں کی جاسکتی کہ اس کے ہاتھ سے کسی دوسرے کو کوئی تکلیف پہنچے۔ ہمارے ہاں ہاتھ سے تکلیف پہنچانے کو بعض ظاہری صورتوں سے متعلق ہی سمجھا جاتا ہے مثلاً کسی کو مارنا، چوری کرنا، راستے میں کچرا پھینکا وغیرہ۔ کئی دیگر حرکات کو ایذا شمار نہیں کیا جاتا، جبکہ حقیقت یہ ہے ہاتھ سے تکلیف پہنچانے سے مراد اور بھی بہت سے افعال ہیں۔ اس ضمن میں پڑوسیوں کو تکلیف دینا، گاڑی کی غلط جگہ پارکنگ، قطار میں دھکے دینا، ٹریفک جام میں صبر سے کام نہ لینا، بس، ہوٹل میں سگریٹ پینا جس سے دوسروں کو تکلیف ہو اور ایسے بے شمار پہلو ہیں جو اس حدیث کے تحت آجاتے ہیں۔ چنانچہ ایسے تمام امور سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے جس سے ہماری ذات سے کسی کو بھی تکلیف پہنچے۔

آیئے! ہم سب اس بات کا عزم کریں کہ ہمارا نفس، کردار اور اعمال پہلے جیسے نہیں بلکہ بہترین ہونے چاہیے۔ ہمارا رخ خیر اور نیکی کی طرف بدل جائے۔ ہماری پوری ذات اطاعت وبندگی، خوف وخشیتِ ربانی اور فنا فی اللہ کا ترجمان بن جائے۔ ہر برے عمل سے اجتناب کرکے ہمارے اندر اعمالِ صالحہ کی طرف سبقت کا ذوق وشوق بڑھنا چاہیے زندگی میں ایک نئی روح، ایک نئی حیات اور اس کا ایک نیا دور شروع ہونا چاہیے۔

غور طلب نکات!

❁ ہمارے اندر اپنے اہل وعیال، ماتحت لوگوں اور دیگر لوگوں کو تکلیف نہ دینے کا احساس موجود ہے؟؟

❁ کیا روز قیامت ہم اپنے تمام تر اعمال کے لیے اللہ تعالیٰ کو حساب دینے کا احساس رکھتے ہیں؟؟

آ یئے کچھ سیکھیں!

نیر تاباں: کینیڈا

ماہِ رمضان کی آمد آمد ہے۔ یہ لکھتے ہوئے بھی ایک خوبصورت احساس دل کو گھیرے میں لے رہا ہے۔ الھم بلغنا رمضان، آمین

پورے سال کے انتظار کے بعد پھر سے ماہِ رمضان آنے والا ہے تو ہم سبھی کے کچھ نہ کچھ گولز ہیں۔ زیادہ عبادت کرنے کے، ڈھیر ڈھیر دعائیں کرنے کے، سال بھر کے گناہ بخشوانے کے لئے۔ ان سب کے ساتھ ساتھ یہ مہینہ ہم سب کی تربیت کا مہینہ بھی ہے۔ شیطان بھی بند ہوتا ہے تو اچھی باتوں پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ وہی 24 گھنٹے ہوتے ہیں لیکن کتنی برکت ہو جاتی ہے وقت میں۔ تربیت کے اس عمل میں اپنے بچوں کو بھی ساتھ رکھنا ہے۔ کچھ ایکٹیویٹیز اس لیے کہ بچوں میں ماہِ رمضان کو لے کر ذرا جوش و جذبہ آئے، اور کچھ ان کی روحانی نشوونما کے لئے آپ کے ساتھ شیئر کرنا چاہتی ہوں۔

پہلے تو تسبیح اور جائے نماز بنانے کا آئیڈیا ہے۔ بچوں کے ساتھ جا کر ان کی پسند کے رنگوں کے موتی لے لیں ۔ میں نے اس کے لیے استعمال کیا ہے۔ اسکو کاٹنے پر دھاگے نہیں نکلتے گھر میں ہی موجود ہوں تو وہ استعمال کر لیں۔ اسی طرح جائے نماز کے لئے میں نے اسلئے مجھے سائیڈ پر سلائی وغیرہ نہیں کرنی پڑی۔ آپ کے پاس جو کپڑا موجود ہو، اس سے جائے نماز بنا لیجیے۔ سجدہ کرنے کی جگہ پر دوسرے رنگ کا فیلٹ کاٹ کر گلو سے چپکا لیا تھا، آپ کے پاس جو چیز موجود ہو، اسی کو استعمال کر لیجیے۔

ایک ڈبہ یا لفافہ خاص صدقہ کے لئے بچے خود سجا لیں جس میں روزانہ، بے شک تھوڑا سا ہی ہے، کچھ نہ کچھ صدقہ کی نیت سے ڈالتے جائیں۔ خود بچے اپنے ہاتھ سے وہ صدقہ ادا کریں۔

ایک ایکٹیویٹی یہ بھی کر سکتے ہیں کہ گتے کے بڑے ڈبے سے ایک "مسجد" بنا لیں۔ بچے اپنی پسند سے اسکو سجا لیں۔ دروازہ اتنے سائز کا کاٹ لیں کہ گھٹنوں کے بل اندر جایا جا سکے۔ اندر اپنی جائے نماز، تسبیح، بچوں کی اسلامی کتابیں، سیپارہ وغیرہ سے سجا لیں۔ چاہیں تو "مسجد" کی بجائے "معتکف" بنا لیں اور اندر چھوٹا گدا بچھا لیں، ایک دو کشن رکھ لیں۔ کوئی لائٹس وغیرہ ہوں تو وہ بھی اندر رکھ لیں۔ اور وہی جائے نماز، قرآن، تسبیح، کہانیاں وغیرہ۔

اگر مسجد یا معتکف کی جگہ نہ ہو تو بھی کوئی ایک کونہ مختص کر لیں جہاں بچے روز نماز قرآن پڑھیں گے۔ اس کونے کو سجالیں۔ پیپر ز پر رمضان مبارک یا جو بھی لکھنا ہے، لکھ کر رنگ برنگ سجالیں، دیوار پر چپکا سکیں تو بھی اچھا ہے۔ وہاں ایک باسکٹ میں اپنی اسلامی کتابیں، تسبیح، جائے نماز وغیرہ رکھ لیں۔ یہ سب کام بچے خود کریں، آپ بس انکی مدد کیجیے۔

یہ سب اسلئے کہ بچوں میں بھی ایک جوش ہو کہ کچھ خاص ہونے والا ہے۔ اپنے وسائل کے مطابق جو بھی کر سکیں، کیجیے۔ بڑی بڑی افطار پارٹیز کرنے کی بجائے کھجوریں دھو کر سکھا کر گٹھلی نکال کر اس میں بادام رکھ لیجیے۔ یا یونہی دھو کر خشک کر کے پیک کر کے، چاہیں تو ساتھ میں روح افزا بھی چند پڑوسیوں کو اور رشتہ دار، دوست احباب جنہیں افطار پر بلانا تھا، انہیں دے دیجیے۔ جو بھی آپ آرام سے کر سکیں۔ اس سب کا ذکر اسلئے کیا کہ کھجور دھونے خشک کرنے، پیک کرنے، ہدیہ پہنچانے کے سارے عمل میں بچوں کو ساتھ رکھیے۔ آپ انکی ایکسائٹمنٹ دیکھ کر حیران ہو جائیں گے۔ ساتھ بتاتے بھی جایئے کہ ہم یہ سب کیوں کر رہے ہیں۔

اب آیئے روحانی نشو و نما کی ایکٹیویٹیز کی جانب۔ چھوٹی سورتوں (آخری بیس سورتیں)، سورہ رحمٰن، سورہ ملک، ان سب کا مختصر معنی بتایئے، قیامت اور جہنم کے ٹاپکس پر بچے کی عمر کے مناسبت سے ہی بات کیجیے۔ حکمت کے ساتھ، ان شاءاللہ (: 🙂 !جو بھی پڑھائیں، بچے سے پوچھیں کہ اس نے اس سے کیا سیکھا ہے۔ خود بھی مدد کریں کہ عملی زندگی میں وہ سبق کس طرح اپلائے کیا جائے۔ اسکے علاوہ انبیا، خلفائے راشدین، جلیل القدر صحابہ کرام کی زندگیوں کے بارے میں روز کچھ پڑھیں، سیکھیں۔ اخلاقیات کے بارے میں بھی روز کا ایک ٹاپک رکھیے اور پورا دن اس پر سب عمل پیرا ہوں اور جو بھولے، باقی اسے یاد کروادیں۔ صبر، سچ بولنا، غصہ نہ کرنا، وغیرہ۔ اسلامیات کی کتاب سے آئیڈیاز لیجیے۔ خیال رہے کہ اوور-ڈوز نہ کریں۔ بس آدھا گھنٹہ بہت ہے۔ مختصر، آسان الفاظ میں سمجھایئے اور جو بھی پڑھائیں، اسکو عملی زندگی میں بھی سوچیں کہ کیسے عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ خوبصورت دعائیں سکھائیں اور بتائیں کہ ڈھیر ڈھیر جو جی چاہے اللہ سے مانگیں کہ وہی دینے پر قادر ہے۔ ان سب کے ساتھ نماز اول وقت میں ادا کرنے کی کوشش کریں اور بچوں کو بھی ساتھ کھڑا کریں۔ اور یہ سب محبت اور صبر کے ساتھ کرنا ہے۔ بچوں کے دل میں رمضان کی محبت ڈالنا مقصود ہے، یہ احساس ڈالنا ہے کہ رمضان کا مہینہ کتنی برکت، کتنی محبت، کتنی مٹھاس لے کر آتا ہے اور ہم سب کو اچھا انسان اور اچھا مسلمان بننے میں مدد کرتا ہے۔ وماتوفیقی الا باللہ۔۔۔۔۔۔

معمولاتِ رمضان

عدیلہ کوکب: گجرات

رمضان نفس کی تربیت کا بہترین مہینہ ہے۔ اس میں چونکہ شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے اس لیے انسانی فطرت نیکی کی طرف جلد راغب ہوتی ہے۔ یہی وہ مہینہ ہے جس میں ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کر کے خود اپنی ذات کی تعمیر زیادہ سے زیادہ کر سکتے ہیں۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ " حضور صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا رمضان میں معمول تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کثرت سے نوافل و تسبیح اور ذکرِ الٰہی کرنے کے بعد سونے کے لیے چلے جاتے اور رات کے کسی پہر اٹھ کر تہجد ادا کرتے۔ خصوصاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی آخری راتوں میں عبادت و ریاضت میں بہت زیادہ منہمک ہو جاتے تھے، خود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے "۔ (صحیح البخاری کتاب 33: باب 5)

اس ماہ کی فضیلت کا احساس کرتے ہوئے صحابہ وصحابیات بھی دنیاوی تجارت و مقاصد کو کم کر کے عبادات کی طرف متوجہ ہو جاتے، صدقہ وخیرات میں اضافہ کر دیتے، ہمسایوں کا خیال کرتے، غریب و مساکین کی دل جوئی کرتے اور خود اپنی ذات کی تربیت میں لگ جاتے نیز ایک دوسرے کو بھلائی کی بات کہتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور صحابہ و صحابیات کی زندگیوں سے ہمیں رمضان گزارنے کے چند راہنما اصول ملتے ہیں جن پر عمل کر کے ہم بھی رمضان کی اصل روح کو پا سکتے ہیں۔ سب سے پہلا کرنے کا کام یہ ہے کہ رمضان کا چاند دیکھتے ہی اس ماہ میں صحت وعافیت سے رہنے کی دعا کریں تاکہ عبادات کی جا سکیں۔

☆ چاند دیکھتے ہی اپنی ذات کا احتساب کیجئے۔ اپنے گناہوں پر شرمندہ ہوں اور عہد کر لیں کہ اس ماہ میں ہم نے اپنے گناہوں کو نیکیوں میں بدلنا ہے اور ایسی تربیت کرنی ہے کہ آئندہ پورا سال اس ماہ کی تربیت ہماری زندگی پہ حاوی رہے۔ اس کے علاوہ سب کو معاف کر دیں۔

☆ رمضان میں زہد کو اپنا لینے کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ آپ اپنا حال پراگندہ کر لیں بلکہ کوشش کریں روزانہ نہائیں اور صاف ستھرے کپڑے پہنیں، مسواک کریں، سرمہ لگائیں، کنگھی کریں۔ رمضان کا چاند نظر آتے ہی نہا کر تیار ہو جائیں اور اسے اپنا معمول بنالیں۔

☆ رمضان کی چاند رات سے ہی تراویح کا اہتمام کیجئے۔ بعض علماء کے نزدیک دیکھ کر قرآن پاک پڑھا جا سکتا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں اور تراویح میں تلاوتِ قرآن کریں۔

☆ تہجد کے علاوہ چاشت و اوابین کا خیال بھی رکھیں۔ اس کے علاوہ دیگر نوافل پڑھتے ہوئے یہ خیال رکھیں کہ نوافل اتنی مقدار میں پڑھیں جتنے آپ آسانی سے پڑھ سکیں ورنہ دوسری صورت میں پہلے ہی عشرہ میں آپ کی توانائی ختم ہو جائے گی۔

☆ ہمسایوں اور محلہ کے لوگوں کی خبر گیری کرتے رہیں غریب اور مستحق لوگوں کو افطار کی چیزیں بھجوا دیں یا استطاعت کے مطابق رقم پہنچا دیجئے تا کہ وہ بھی طاقت و قوت کے ساتھ روزے رکھ سکیں۔ صدقہ و خیرات زیادہ کر دیں۔ صدقہ و خیرات صرف پیسوں سے نہیں بلکہ کسی کو اچھی بات بتانا اور کسی کی سخت بات کو درگزر کرنا بھی اسی میں شامل ہے۔ استعمال کے کپڑے، جوتے یہاں تک کے کھانا وغیرہ بھی صدقہ کیا جا سکتا ہے۔

☆ کوشش کریں کہ جن کی افطاری کروانی ہے پہلے عشرہ میں کروالیں تا کہ آخری عشرے میں عبادت زیادہ کی جا سکے۔ اگر ممکن ہو تو اعتکاف بھی بیٹھیں۔ طاق راتوں میں شبِ قدر کی تلاش کریں اور خوب دلجمعی سے عبادت کیجئے ایسے جیسے رمضان کی آخری راتیں شاید ہماری زندگی کے رمضان کی آخری راتیں ہوں۔

خاتونِ خانہ

☆ خاتونِ خانہ چونکہ سحری کا اہتمام کرنا ہوتا ہے اس لیے ان کے لیے بہتر ہے کہ تہجد کی ادائیگی کے بعد درسِ قرآن یا تفسیرِ قرآن پر مبنی لیکچرز موبائل میں رمضان سے پہلے ہی جمع کر لیں اور تہجد کے بعد سحری کے اہتمام کے ساتھ ساتھ یہ لیکچر بھی سنتی رہیں۔ چونکہ

یہ وقت خاموشی اور سکون کا ہوتا ہے اس لیے یہ لیکچرز اس وقت آسانی سے سمجھ آسکتے ہیں۔لیکچر کے علاوہ سحری کی تیاری کے دوران اذکار وتسبیحات کی جاسکتی ہیں۔

☆ ہر نماز کو اول وقت میں ادا کرنے کی عادت بنائیں اکثر خاتونِ خانہ کاموں میں مصروفیت کے باعث نماز کو بعد کے لیے ٹال دیتیں ہیں مگر اس رمضان میں عادت بنانی ہے کہ نماز کو اوّل وقت میں ادا کریں۔

☆ نمازِ فجر کے بعد تلاوتِ قرآن کریں یہاں تک کہ پوری طرح دن چڑھ جائے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دن چڑھنے تک تلاوت کیا کرتیں تھیں)۔خواتین کو کوشش کرنی چاہیے کہ روزانہ ڈیڑھ سے دو سپارے مکمل کریں تاکہ رمضان میں کم از کم ایک بار قرآن مجید مکمل کیا جاسکے۔(اگر ایک نشست میں اتنا قرآن پاک نہیں پڑھ سکتیں تو دن کے مختلف اوقات میں تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھ لیں)۔اس کے بعد چاشت کا معمول بنائیں۔

☆ دن چڑھنے کے بعد خواتین گھر کے کام اور بچوں کی طرف توجہ دیں۔کاموں سے فراغت کے بعد تھوڑی دیر کے لیے سو جائیں تا کہ رات کی عبادت کے لیے توانائی جمع ہو سکے۔

☆ ظہر سے کچھ دیر پہلے تلاوت کا معمول بنالیں یہاں تک کہ ظہر کی اذان ہو جائے کیوں کہ عموماً رمضان میں یہ وقت خواتین کے لیے فرصت کا ہوتا ہے۔ ظہر کے بعد اگر وقت ہو تو قیلولہ کر لیں یا گھر کے کام کاج اور افطاری وغیرہ کے انتظام میں لگ جائیں۔افطاری کی تیاری کے اوقات ایسے رکھیے کہ افطاری سے آدھا گھنٹہ پہلے تک سب کچھ تیار ہو تا کہ یہ آدھا گھنٹہ آرام سے یکسوئی سے بیٹھ کر دعامیں گزارا جاسکے۔

☆ مغرب کے بعد برتن دھو کر رکھ لیں تاکہ سحری کے وقت مشکل نہ ہو۔اگلے دن کے لیے کپڑے استری کر لیں اس طرح کے چھوٹے موٹے کام نپٹا تیں جائیں۔عشاء وتراویح کے بعد تھوڑی دیر گھر والوں کے ساتھ باتیں کریں۔پھر نوافل کی ادائیگی، تلاوتِ قرآن اور اس کے بعد ذکر وتسبیحات پڑھتے پڑھتے سو جائیں۔

☆ عشاء سے تھوڑی دیر پہلے واک کا بھی معمول بنائیں۔ یہ واک آپ کو نہ صرف تازہ کرے گی بلکہ کھانے کو ایڈجسٹ ہونے میں بھی مدد دے گی جس سے نمازِ عشاء کی ادائیگی آسان ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ اس چھوٹی سی واک سے سستی و غنودگی بھی دور ہو جائے گی اور آپ مکمل توجہ کہ ساتھ نمازِ عشاء اور تراویح ادا کر سکیں گے۔

☆ خاتونِ خانہ کو ناشکری، غیبت، برائی یا اکتا کر کسی کے خلاف بات کرنے سے بچیں۔ بچوں اور بزرگوں سے خندہ پیشانی سے پیش آئیں انہیں سخت سست سنانے سے پرہیز کریں۔

دفتری خواتین

☆ نوکری والی خواتین فجر کے بعد برتنوں کی دھلائی سے فارغ ہو کر تلاوت کریں اور اس کے بعد تھوڑی سی نیند لے لیں تا کہ آفس میں کام کے لیے فریش ہو جائیں۔ آفس کے راستے میں تسبیحات یا مختلف دعائیں پڑھتیں رہیں۔ آفس میں افسران و کولیگز کی بدخوئی کرنے سے بچیں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ آفس میں جب بھی وقت ملے اذکار اور دعائیں پڑھتے رہیں۔ اگر قرآن پاک کا انتظام ہو سکے تو فارغ اوقات یا بریک میں تلاوت بھی کی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس فارغ وقت کو اپنے کولیگز کے ساتھ اچھی باتیں سیکھنے اور سکھانے میں بھی صَرف کیا جاسکتا ہے۔ آفس سے آتے ہی اگر وقت ہے تو تھوڑا سا ستا لیں۔ اس کے بعد وقت کے حساب سے تلاوت، لیکچرز یا کھانا بنانے کی طرف متوجہ ہوں۔ (باقی معمول خاتونِ خانہ کی ہیڈنگ کے تحت آنے والے پوائنٹس جیسا ہی ہو گا۔)

☆ آفس میں خصوصی خیال رکھیں کہ مرد کولیگز کے ساتھ بات کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیں۔ خلوت مہیا نہ کریں۔ زبان یا اشاروکنایوں میں بھی ایسی بات نہ کریں جس میں لذت کا عنصر موجود ہو۔ لغویات سے بچیں، پردہ کا اہتمام کریں۔

دفتری مرد حضرات

☆ نمازِ فجر کے بعد تلاوتِ قرآن کا معمول بنائیں۔ وقت کے حساب سے تلاوت کریں، چاشت ادا کریں اور آفس کے راستے میں تسبیحات یا مختلف دعائیں پڑھتیں رہیں۔ آفس میں افسران کی بدخوئی کرنے سے بچیں اور اس بات کا خیال رکھیں کہ آفس میں جب بھی وقت ملے اذکار اور دعائیں پڑھتے رہیں۔ اگر قرآن پاک کا انتظام ہو سکے تو فارغ اوقات یا بریک میں تلاوت بھی کی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ اس فارغ وقت کو اپنے کولیگز کے ساتھ اچھی باتیں سیکھنے اور سکھانے میں بھی صَرف کیا جا سکتا ہے۔ ظہر کی نماز باجماعت پڑھنے کا معمول بنائیں ہو سکے تو دفتر کے افراد مل کر جماعت کا انتظام کر لیں۔

☆ آفس میں خصوصی خیال رکھیں کہ خواتین کولیگز کے ساتھ بات کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیں۔ خلوت مہیانہ کریں۔ زبان یا اشارو کنایوں میں بھی ایسی بات نہ کریں جس میں لذت کا عنصر موجود ہو۔ لغویات سے بچیں، نگاہ کی حفاظت کریں اور بلاِ ضرورت خواتین کو مخاطب نہ کریں۔

☆ آفس سے آتے ہی اگر وقت ہے تو تھوڑا سا ستا لیں۔ اس کے بعد وقت کے حساب سے تلاوت، تسبیحات، یا نوافل ادا کر لیں۔ خاتونِ خانہ کو کوسنے اور بار بار اپنی تھکاوٹ کے ذکر کی بجائے زبان پر اللہ کی حمد و ثنا رکھیں اور گھر والوں کے ساتھ مل کر کام کروانے کا معمول بنائیں۔ افطار سے پہلے بچوں کو ساتھ بٹھالیں اور ان کے ساتھ مل کر دعا کریں۔ مغرب کے بعد اوابین و تلاوت کی طرف متوجہ ہوں۔ پھر تراویح کی تیاری کریں اور تراویح کی ادائیگی یقینی بنائیں۔ تراویح کے بعد بچوں اور والدین کے ساتھ بیٹھ کر اسلامی قصے یا انبیاء کے قصوں وغیرہ کی باتیں کریں۔ سوال جواب جیسا سیشن رکھیں جس میں بچوں کو اُکسائیں کہ وہ سوال کریں اور والدین و بزرگ ان کا جواب دیں۔ دفتری مرد حضرات کو پوری کوشش کرنی چاہیے کہ اپنے دفتر کا کام گھر نہ لائیں بلکہ دفتر میں ہی ختم کر کے آئیں تاکہ گھر والوں کے لیے آسانی سے وقت نکال سکیں۔

کاروباری مالکان

☆ کاروباری مالکان کو چاہیے کہ اپنے ماتحتوں کے اوقات میں سہولت کے مطابق کمی کر دیں۔ ایسے سخت کام جو ضروری نہیں انہیں رمضان کے بعد کے لیے ٹال دیں۔ اس کے علاوہ ماتحتوں کو بونس وغیرہ دیں تاکہ وہ بھی افطاری و سحری کر کے طاقت کے ساتھ روزے رکھ سکیں۔ ماتحتوں کے ساتھ ایک افطار ضرور کریں اس سے محبت و اخوت پیدا ہوتی ہے جو کہ اسلام کی اصل روح ہے۔

دکان پر کام کرنے والے

☆ دکان پر کام کرنے والوں کو چاہیے کہ رمضان میں اپنی اشیاء کے دام ایک دم نہ بڑھائیں نہ ہی ناجائز نفع کمائیں۔ ان لوگوں کو نگاہوں اور زبان پہ زیادہ فوکس کرنے کی ضرورت ہے۔ نگاہیں نیچی رکھیں اور اشیاء بیچتے ہوئے رغبت زدہ لہجے کا استعمال نہ کریں۔

☆ دکان پر ہی تلاوت اور ذکر و دعاؤں کا معمول بنائیں۔ نماز کی ادائیگی کو یقینی بنائیں اور بِلا عذر نماز کو لیٹ نہ کریں۔ رمضان میں کوشش کریں کہ عشاء سے پہلے پہلے دکان بند کر دیں تاکہ تھوڑے سے آرام کے بعد تراویح پڑھ سکیں۔ تراویح کے بعد گھر والوں کے ساتھ کچھ وقت گزاریں اور دو یا تین گھنٹے کی نیند لیں۔ رات کے پچھلے پہر اٹھ کر تلاوت کریں، نوافل ادا کریں اور تہجد کے بعد تھوڑا سحری تک سولیں۔ تاکہ اگلے دن کے معمولات کے لیے توانائی بر قرار ہو سکے۔

اسکول و کالج کے طلبا و طالبات

☆ اسکول کے بچوں کو چاہیے کہ سحری کے بعد تلاوت اور پھر چھوٹی سی نیند لیں۔ اس کے بعد اسکول میں لڑائی جھگڑے سے اجتناب کریں۔ روز کی ایک آیت یا دعا صبح دوہرا لیں یا کاپی پہ نوٹ کر لیں تاکہ سارا دن وقتاً فوقتاً پڑھتے رہیں۔ اس طرح گھر آنے تک وہ دعا یا آیت زبانی یاد ہو جائے گی۔ اسکول سے آتے ہی ظہر ادا کر کے قیلولہ کر لیں۔ اس کے بعد اٹھ کر اسکول سے ملنے والا کام کریں۔ افطاری کے وقت ماں باپ اور بہن بھائیوں کا ہاتھ بٹائیں۔ برتن سیٹ کر کے رکھ دیں، شربت یا چٹنی بنا دیں۔ اس طرح کے چھوٹے موٹے کام کر لیں۔ مغرب کے بعد کپڑے استری کریں۔ اگر اسکول کا کوئی کام رہتا ہو تو اسے کر لیں۔ پھر عشاء کی نماز اور تراویح کے بعد تھوڑی تلاوت کریں۔ یہ تلاوت کوشش کریں کہ ترجمہ کے ساتھ کریں۔ اس کے بعد سو جائیں۔ اسکول کے بچوں کو بھی تہجد کے وقت اٹھ کر نماز کی عادت اپنانی چاہیے تاکہ یہ آئندہ زندگی کے لیے پختہ ہو جائے۔

☆ کالج و یونیورسٹی کے طلبا و طالبات کی ٹائمنگ چونکہ زیادہ ہوتی ہے اس لیے انہیں چاہیے کہ اپنی نمازیں اپنے ادارے میں ہی ادا کریں اور اس میں کوئی جھجک یا شرمندگی محسوس نہ کریں۔ صبح سحری، نماز و تلاوت کے بعد چونکہ عموماً کالج یونیورسٹی کے لیے نکلا جاتا ہے اس لیے راستہ میں دعائیں اور اذکار وغیرہ کرتے رہیں۔ راستے میں فضول گفتگو، گانے وغیرہ سننے سے بچیں۔ آنکھ، زبان اور ہاتھ

کو شہوت سے بچائیں اور ان کا خاص خیال رکھیں۔ گھر واپسی پر تھوڑی دیر سو لیں گھر والوں کے ساتھ افطاری کی تیاری میں مدد کریں۔ افطار سے پہلے دعا میں شریک ہوں۔ مغرب کے بعد کپڑے وغیرہ استری کریں۔ عشاء، تراویح اور تلاوت کے سوتے وقت اذکار و دعائیں پڑھیں اور تہجد کے وقت اٹھنے کی نیت کریں۔ تہجد کے بعد کالج و یونیورسٹی کی اسائنمنٹس کر لیں اور سحری کی تیاری میں ہاتھ بٹائیں۔

گھر کے بزرگ

☆ گھر کے بزرگ گھر کے سب سے اہم افراد ہوتے ہیں۔ انہیں چاہیے کہ زیادہ سے زیادہ وقت تلاوت میں گزاریں۔ بچوں کو اچھے کام کرنے کی ترغیب دیں۔ راتوں کو عبادت کریں۔ دن کو عبادت کے ساتھ آرام بھی کریں۔ بزرگوں کو اپنے چڑچڑے پن اور گالیوں وغیرہ پر کنٹرول کرنے کی تربیت آنی چاہیے۔ اس کے علاوہ گاہے بگاہے جوانوں اور بچوں کو خیرات و صدقات کی تلقین کرتے رہیں۔

افطار

☆ افطار چاہے گھر میں ہو، دفتر میں یا دکان پر ہر جگہ کوشش کریں کہ افطار سے آدھ گھنٹہ یا بیس منٹ پہلے سب کام روک کر دعا کے لیے مخصوص کر لیں۔ دفتر و دکان میں افطار کے وقت اپنے کولیگز، ماتحت اور ساتھ والی دکان کے لوگوں کو بھی ساتھ ملا لیں۔ گھر میں افطار کے وقت کوشش کیجئے کہ ہمسائیوں کے حالات سے باخبر رہیں اور انہیں افطار کے لیے اپنی کھانے میں سے کچھ اشیاء بھیج دیں۔ اس کے علاوہ محلے میں بھی لوگوں کے حالات سے باخبر رہیں اور معمول بنا لیں کہ کم از کم ایک غریب کے گھر افطاری بجھوا سکیں (یہ افطاری کھانے پینے کی اشیاء بھی ہو سکتیں ہیں اور رقم بھی)۔

یہاں کچھ باتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں ہر پیشہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو رمضان میں دھیان رکھنا اور آئندہ سال کے لیے تربیت کرنی ہے

☆ صدقہ و خیرات کریں۔

☆ اپنے ہاتھ اور زبان کے شر سے دوسروں کو محفوظ رکھیں۔ گالیوں، بے ہودہ مذاق اور لغویات سے بچیں۔

☆ اپنے اعضاء، ہاتھ، کان، زبان اور آنکھ کو زنا سے بچائیں۔ جھوٹ، بد گوئی، غیبت، زنا سے بچیں۔

☆ بِلاضرورت نامحرم سے خلوت کرنے سے بچیں۔

☆ شریکِ حیات کی ناشکری سے بچیں۔

☆ سخت زبانی سے بچیں، نرم گوئی اختیار کریں۔

احساس

افیا فیصل: کراچی

جیسے جیسے وقت گزرتا جارہاہے ہمارے دلوں سے رمضان کی روح ختم ہوتی جارہی ہے اور رمضان ہی کیا ہر مذہبی فریضہ دھیرے دھیرے اپنی روح کھوتا چلا گیا اور احساس تک نہ ہوا۔ رمضان کو مزید ار افطاریوں عید کی شاپنگ اور گھر کی سجاوٹ میں کہیں دور چھوڑ دیا گیا، جبکہ یہ رمضان کی اصل روح نہیں بچپن سے ہی نصاب میں ہر فریضہ کی بنیادی معلومات ہر طالب علم کو ملتی ہے لیکن پھر بھی سیکھتے کیا ہیں.....شاپنگ لذیذ کھانے اور گھر کی رینوویشن...... آہ!رات رات بھر جاگتے ہیں کہ سوگئے تو سحری میں اٹھ نہیں پائیں گے تو خدا کے بندوں اگر جاگ ہی رہے ہو تو عبادت کر لو ٹیلی ویژن کے آگے رنگین رمضان پروگرام دیکھ کر رمضان کی بے ادبی تو نہ کرو کچھ اچھا نہیں کرسکتے تو کم از کم برا بھی نہ کرو جبکہ یہ ایمان کا آخری درجہ ہے تو چلو آخری درجہ میں ہی ثابت قدم ہو جاؤ..... والدین.....جی ہاں والدین نے جب سے اپنے کردار اپنے فرائض میں افسوسناک حد تک لاپرواہی برتنا شروع کی معاشرہ خطرناک حد تک بگاڑ کا شکار ہو گیا آخر کیوں والدین نے اپنی ذمہ داریوں میں شارٹ کٹ استعمال کرنا شروع کیا فیس بک واٹس ایپ میں مصروف جدید مائیں قدیم تربیت کے اصول بھول گئیں رمضان کی اصل روح تو تقویٰ ہے عبادت ہے احساس ہے ہم نے کیوں اسے مادیت میں تلاشنا شروع کر دیا رمضان تو عافیت کا مہینہ ہے ہم نے کیوں اسے رنگ برنگے ٹیلی ویژن پروگرامز میں گنوا دیا.....کاااااااااش..... ہم مائیں اپنے آپ پر تھوڑا غور کریں تھوڑی اپنی تربیت کریں پہلے خود کو بہتر بنائیں تا کہ ہماری نسلیں دنیا و آخرت سنوار پائیں میں جب افطار کے بعد سڑکوں کو جام دیکھتی ہوں تب سوچتی ہوں شاپنگ سینٹرز میں کیا آخرت بٹ رہی ہے جو لوگ جوق در جوق قطار لگائے اندھا دھند بھاگ رہے ہیں خدارا اپنی نمازیں ریاکاری کے گڑھے میں مت ڈالیں خدارا اپنے روزے افطار کے پکوان اور کپڑوں کے تھانوں میں مت الجھائیں خدارا حج و عمرہ کو اپنی پاکی ظاہر کرنے کا ذریعہ مت بنائیں خدارا ذکوۃ کو اپنے فخر کی نفسیات سے الگ رکھیں..........اور اگر یہ سب نہیں کرسکتے تو کم از کم ان کی تشہیر کا سامان بھی نہ بنیں ایک بار پھر عرض کروں گی کم از کم سے مراد آخری درجہ ہے اس درجہ پر ہی کچھ ثابت قدمی دکھا جائیں نہیں تو یہ دنیا ویسے بھی ابدی انجام کی طرف بڑھ چکی ہے وقت قریب آن لگا ہے جو ابد ہی بھی قریب ہی ہے تب آپ شاید کم از کم کے بھی حقدار نہ ہوں۔

مرحبا شہر رمضان

از :مریم نورین(مردان،پشاور)

ماہ رمضان المبارک مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا انعام ہے۔جس میں اللہ رب العزت اپنے بندوں پر خصوصی رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتے ہیں۔ماہ شعبان کے شروع ہوتے ہی رمضان کے آنے کا انتظار شروع ہوجاتا ہے دلوں میں خوشیوں کی لہریں ابھرنے لگتی ہیں۔کیوں کہ یہ بابرکت مہینہ نہ صرف عبادات کا ذریعہ بنتاہے بلکہ روٹھے ہوئے رشتوں کو بھی جوڑنے کا باعث بنتاہے۔تمام لوگ اپنا محاسبہ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کو راضی کرنے میں محو ہو جاتے ہیں۔ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

قد جاءكم رمضان شهر مبارك

"تحقیق تمہارے پاس رمضان آیاہے،یہ برکتوں والا مہینہ ہے۔" (مسند احمد بن حنبل،رقم الحدیث 7148،ج2، ص230)

اس بابرکت مہینہ کی آمد کے لیے چاند دیکھنے کا اہتمام دعاؤں کے ساتھ کرنا چاہیے۔ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

« إِذَا رَأَيْتُمُ الْهِلاَلَ فَصُومُوا وَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَأَفْطِرُوا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُومُوا ثَلاَثِينَ يَوْمًا »

"جب تم (رمضان کا) چاند دیکھو تو روزہ رکھو اور جب (شوال کا) چاند دیکھو تو افطار کرو اگر مطلع اَبر آلود ہو تو تیس روزے پورے کرلو۔" (صحیح مسلم،رقم الحدیث 2566،ج3، ص124)

رمضان کا چاند دیکھ کر مذکورہ دعا پڑھنی چاہیے:

اللهم أهله علينا باليمن والإيمان والسلامة والإسلام ربي وربك الله

”یااللہ! ہم پر یہ چاند امن،ایمان،سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما(اے چاند) میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔“

- اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اس رمضان المبارک کو ہماری زندگی کا بہترین رمضان بنائے ہر لحاظ سے۔ہمیں زیادہ عبادات، امن وسلامتی اور اس ماہ کی سعادتوں سے بھرپور استفادہ کرنے والا بنائے۔
- ہر روز اپنا جائزہ لیتے رہنا چاہیے کہ گناہوں سے خود کو کتنا بچایا اور اپنی ذات سے کسی کے لیے باعثِ تکلیف تو نہیں بنے۔
- روزہ کی حالت میں صرف کھانا پینا چھوڑنا پرہیز گاری نہیں بلکہ ہر قسم کے فواحش ،گناہوں اور نفس کو آلائشوں سے محفوظ رکھنا بھی مقصود ہے۔اس لیے ان تمام سے خود کو دور رکھنے کا اہتمام ضروری ہے۔
- کثرت سے استغفار کا اہتمام کرناچاہیے نیزاپنی زبان ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر کرناچاہیے۔

حکمتِ رمضان وقیام اللیل

از: حسنات محمود (اٹلی)

دین اسلام اللہ کا وہ انعام ہے جس کا شکر ہر مومن پر ہر گھڑی واجب ہے ۔ دینِ حنیف وہ ضابطہء حیات ہے جس میں انسان کی جسمانی اور روحانی فلاح کا ہر اہتمام کیا گیا ہے۔ اس نظامِ خدواندی میں جن چیزوں کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، اُنھیں ہم ارکانِ اسلام کے نام سے جانتے ہیں۔ گویا یہ وہ ستون ہیں جن پر پوری عمارتِ اسلام قائم ہے ۔ چنانچہ جتنی پختہ یہ بنیادیں ہوں گی اتنی ہی مضبوط ان پر بنی عمارت ہو گی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حقیقت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے :

بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اور میں محمد اللہ کا رسول ہوں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ ادا کرنا اور (بیت اللہ کا) حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔" (بخاری، حدیث نمبر ۸)

اراکینِ اسلام میں ایک اہم مقام روزہ کو بھی حاصل ہے، یوں تو ہر عبادت اللہ کے لئے خاص ہے۔ مگر روزہ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ مالکِ کائنات اور خالقِ دوجہاں نے اس کی نسبت ایک حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا ہے:

"الصِّيَامُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ" روزہ میری خاطر ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا- (بخاری، حدیث نمبر ۱۸۹۴)

اس حدیث کی شرح میں امام ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ، فتح الباری کے باب فضل الصوم میں ارشاد فرماتے ہیں:

"روزے کی نسبت اللہ کی طرف خاص اس لیے ہے کے اس عبادت میں کوئی دکھاوہ نہیں "یعنی کس کا روزہ ہے اور کس نے صرف لوگوں کی خاطر کھانے پینے سے اجتناب کیا ہے اور خلوت میں کھاتا ہے، اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ مقصدِ صوم کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کیے گئے تھے، تا کہ تم پرہیز گار بن سکو-(سورہ البقرہ، آیت ۱۸۳)

اسی حصول تقویٰ کو حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے کچھ اس طرح بیان کیا ہے :

"مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِ وَالعَمَلَ بِهِ، فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ"

"جس نے جھوٹ بولنااور اس پر عمل کرنا ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔"(بخاری، حدیث نمبر ۱۹۰۳)

یعنی جس نے رمضان میں گناہ اور فسق کو ترک نہ کیا اور فقط بھوک پیاس کو حقیقت و مقصودِ صوم جانا وہ اپنے آپ کو تنگی میں ڈالنے کے علاوہ روزے سے کوئی اعلیٰ مقصد حاصل نہ کر سکا۔ یہاں اس امر کی یاددہانی بھی لازم ہے کہ جہاں ماہ رمضان کے دن میں روزہ کو فرض قرار دیا گیا وہیں ایک خاص مقام رات کے نفلی قیام کو بھی حاصل ہے۔ لہٰذا فرمایا رسول اللہ نے "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ " یعنی جس نے رمضان کی راتوں میں ایمان اور احتساب کے ساتھ قیام کیا، تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے (مسلم، حدیث نمبر ۷۵۹)۔اسی طرح رمضان میں قرآن کو خصوصی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔اسی تعلق رمضان و قرآن کو خود کتاب باری نے کچھ یوں بیان فرمایا ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

رمضان وہ مہینہ ہے ، جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے ، جو راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہے۔لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے ، اس پر لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے۔اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو ، تو وہ دوسرے دنوں میں تعداد پوری کرے۔اللہ تمہارے ساتھ

نرمی کرنا چاہتا ہے سختی نہیں کرنا چاہتا ۔اس لیے یہ طریقہ تمہیں بتایا جا رہا ہے تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کر سکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے ، اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو-"(سورہ البقرہ آیت ۱۸۵)

الغرض جب ایک مومن خالص اللہ کے لئے، خود احتسابی اور حصولِ تقوی کی غرض سے ماہ رمضان کے دنوں میں روزہ رکھتا ہے اور اس کی راتوں میں اپنے رب کے حضور کھڑے ہو کہ اس کے کلام کو سنتا ہے، تو اس کی روحانی قوتوں میں اضافہ ہوتا ہے، اسے وہ سرور و کیف و سرشاری ملتی ہے کہ آئندہ آنے والا پورا سال اس کے اثرات اس کی شخصیت میں نظر آتے ہیں۔ یہی تو وہ تقویٰ ہے جو مقصود ہے روزے کا، یہی وہ پرہیزگاری ہے جو حاصل ہے اس بابرکت مہینے کا، یہی وہ تقوی والے ہیں جن کی تعریف اللہ نے کچھ یوں بیان فرمائی ہے

الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

گویا روزے سے وہ تقوی حاصل ہوتا ہے جس سے غیبی حقائق پر ہما(تقوی والے وہ ہیں)جو ایمان لاتے ہیں غیب کی چیزوں پر، اور نماز قائم کرتے ہیں، اور جو رزق ہم نے ان کو دیا ہے، اس میں سے خرچ کرتے ہیں-(سورہ البقرہ آیت ۳)

راایقین پختہ ہوتا ہے، ہم قیام اللیل کے خصوصی اہتمام سے نماز کے عادی بنتے اور بھوک پیاس برداشت کر کے انفاق کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ تاکہ اللہ نے اپنے فضل سے جو مال و دولت ہمیں دیا ہے، اس کے ان بندوں پر خرچ کر سکیں جنہیں اس نے ہمارے امتحان کی غرض سے محروم رکھا ہے۔ گویا اگر ہمیں خود کو جانچنا ہو کہ ہم ماہ رمضان سے کچھ حاصل کر سکے ہیں یا صرف بھوک کی مشقت سے گزرے ہیں تو یہی خدا خوفی اس کا واضح ثبوت ہے۔

گویا معلوم ہوا کہ رمضان بندگی کی مشق کا مہینہ ہے۔ اس میں شیطان کی طرف جانے والے سب دروازے بند کر دیئے جاتے اور رحمٰن کی قربت اور لطف و کرم کی تمام راہیں مزید کشادہ کر دی جاتی ہیں۔ یہ وہ برکتوں والا مہینہ ہے جس میں برائی کی طرف لے جانے والی تمام بیرونی قوتیں ہار جاتی ہیں الا یہ کہ انسان خود برائی کی طرف لپکنا چاہے۔ یاد رکھیے اسلام ہم سے ایسے کردار کا تقاضا کرتا ہے جس میں نیکی صرف تنہائی تک محدود نہ ہو بلکہ اس کے اثرات ہماری جلوت میں بھی دکھائی دیں۔ ہم اس وقت تک کامل مسلمان

نہیں ہوسکتے جب تک تعلق باللہ میں مخلص نہ ہوں اور ہمارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں جب تک اللہ کی مخلوق سے اچھا سلوک نہ اختیار کریں۔

لہٰذا ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے ہم ایسا نظام العمل بنائیں کہ جو نہ بہت مشکل ہو نہ بہت سطحی، جو بھی پروگرام بنائیں اس میں چند باتوں کا خیال رکھیں۔ کوشش کیجیے کہ ہر نماز اپنے وقت پر ادا کریں،اس کے ساتھ ساتھ جتنا ہو سکے نوافل ادا کریں، تراویح پڑھیں۔ قرآن کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ جتنی ہو سکے روزانہ کیجئے۔ اپنے قلب و ذہن کو ہر وقت ذکرِ خدا سے معمور رکھیے، جتنا قرآن، اسماء الحسنی یاد ہوں ان کو ہر وقت دہراتے رہیے۔ جتنا ہو سکے نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود و سلام بھیجیے، ایک مومن کے لیے اس عمل کی فضیلت کے لیے یہی کافی ہے کہ یہ وہ عمل ہے جو نہ صرف اللہ رب العزت کو پسند ہے بلکہ یہ وہ کام ہے جو وہ خود کرتا ہے،وہ خود اپنے نبی پر اپنے محبوب پر درود بھیجتا ہے۔ نیز سب سے اہم یہ بات کہ یہ مہینہ اللہ کا مہینہ ہے،اس میں اللہ کے حقوق کے ساتھ ساتھ اس کی مخلوق کے حقوق میں کوتاہی نہ ہو،کسی کا دل ہمارے کسی غیر ذمہ دارانہ عمل سے نہ ٹوٹے۔ اسی پاسداری حقوق العباد کے بارے میں مفتی غیب، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

"الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلاَ يَرْفُثْ وَلاَ يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ"

"روزہ ڈھال ہے،اس لیے نہ تو بری بات کرے اور نہ جہالت کی بات کرے اگر کوئی شخص اس سے جھگڑا کرے یا گالی گلوچ کرے تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں، دوبار کہہ دے۔(بخاری)

آپ سے گزارش ہے کہ اس ماہِ مبارک میں اپنی دعاؤں میں اس عاجز کو ضرور یاد رکھیے۔ اللہ سے دعا گو ہوں کہ مجھے اور آپ کو رمضان کی رحمتوں اور فضیلتوں سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ہمیں ایسی توبہ کرنے کی توفیق دے کہ ہمارے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں اور ایسی خود احتسابی عطا فرمائے کے ہم آئندہ گناہوں سے بچتے رہیں۔ آمین

رمضان اور اُخروی ہلاکت

از: حافظ محمد شارقؔ (کراچی)

دین اسلام محبت، سلامتی اور خیر خواہی کا مذہب ہے۔ اپنے پیروکار سے اس کا یہی مطالبہ ہے کہ وہ خیر خواہی کا ہی منبع بنے۔ مجموعی طور پر اس خیر خواہی کا کمال ظہورِ رمضان المبارک میں ہوتا ہے جب ہر سو رحمتیں ہی رحمتیں نظر آتی ہیں۔ نیکیوں کا ایک سمندر اس ماہ مبارک میں جوش مارتا دکھائی دیتا ہے۔ ہر فرد پورے معاشرے کے ساتھ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتا ہے اور یہ سب کچھ محض اس مقصد کے لیے ہوتا ہے کہ یہ ماہ مبارک ہماری نجات کا ضامن بن جائے۔ لیکن ایک نگاہ اس تلخ حقیقت پر بھی ڈال لینی چاہیے کہ یہ ماہ مبارک جہاں کئی لوگوں کے لیے جہنم کی آگ سے خلاصی کا ضامن بنتا ہے تو کئی ایسے بدنصیب بھی ہیں جنھیں اس ماہ مبارک سے ہلاکت کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ صحیح حدیث میں یہ واقعہ بیان ہوا ہے کہ جب جبرائیل امین علیہ السلام پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور بددعا فرمائی کہ ہلاک ہو وہ شخص جو رمضان المبارک کا مہینہ پائے اور اپنی مغفرت نہ کرالے۔ اس دعا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہی۔

یہ تصور ہی بحیثیت مسلمان ہم پر لرزہ طاری کردینے کے لیے کافی ہے کہ فرشتوں کے سردار کی بددعا پر نبیوں کے سردار آمین کہہ دیں جس کے بعد ہمارے لیے نجات کی کوئی بھی راہ باقی نہیں رہتی۔ ہم گناہ گاروں کے لیے تو یہ اندیشہ ہر آن موجود ہے کہ کہیں ہم بھی خدانخواستہ اس بددعا کی زد میں تو نہیں آرہے؟ فی الواقع ہمارے روزے ہمارے لیے نجات کا سامان بن رہے ہیں یا ہلاکت کا؟

کروڑوں سلام ہو اس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر، جس نے ہمیں بتادیا کہ کس طرح ہم رمضان میں اس اخروی ہلاکت خیزی سے بچ سکتے ہیں۔ پیارے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

جو شخص (روزے کی حالت میں) لغو و باطل کلام اور بے ہودہ افعال نہ چھوڑے گا تو اللہ کو اس بات کی پرواہ نہیں ہوگی کہ اس نے اپنا کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ (صحیح بخاری)

اس جامع فرمان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دو چیزوں کا ذکر کرکے بتادیا کہ وہ کون سے امور ہیں جنھیں روزے کی حالت میں ملحوظ خاطر نہ رکھا گیا تو یہ روزہ ہمارے لیے کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ بالفاظ دیگر ہمیں اپنے روزے میں کن دو باتوں کا خاص خیال رکھنا ہے جس سے ہم نبی اور فرشتے کی بدعا کی زد میں آنے سے بچ سکتے ہیں۔

باطل کلام: لغو و باطل کلام سے مراد وہ باتیں ہیں جن کو اپنی زبان سے نکالنے میں گناہ لازم آتا ہے یا جس سے کسی دوسرے کی دل آزاری ہو۔ رمضان المبارک میں اس حوالے سے ہماری کوتاہی بالعموم تلخ کلامی، غیبت اور جھوٹ سے متعلق ہوتی ہے۔

باطل افعال: باطل افعال سے مراد ہماری ذات سے سرزد ہونے والے وہ تمام افعال ہے جس کی ممانعت شریعت میں کی گئی ہے اور جس سے کسی دوسرے انسان کو تکلیف پہنچے۔ بالعموم دیکھا جاتا ہے کہ رمضان کے روزوں کے ساتھ دھوکہ دہی، چیزوں کو مہنگا فروخت کرنا، بات بات پر لڑائی جھگڑا کرنا، ٹریفک سگنل توڑنا، غلط پارکنگ، سے لوگوں کو تکلیف دینے کا عمل جاری رہتا ہے۔ یہ تمام باطل افعال ہمارے لیے رمضان کو ہلاکت کا باعث بنا سکتے ہیں۔
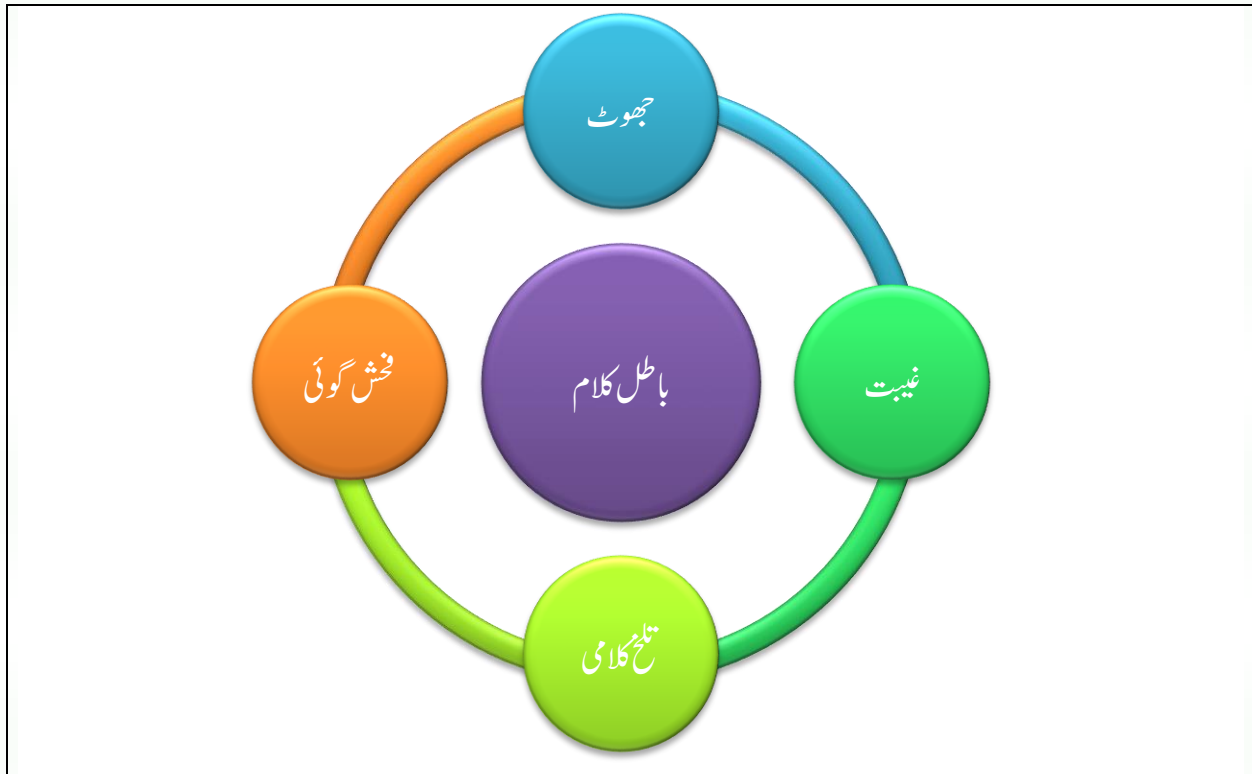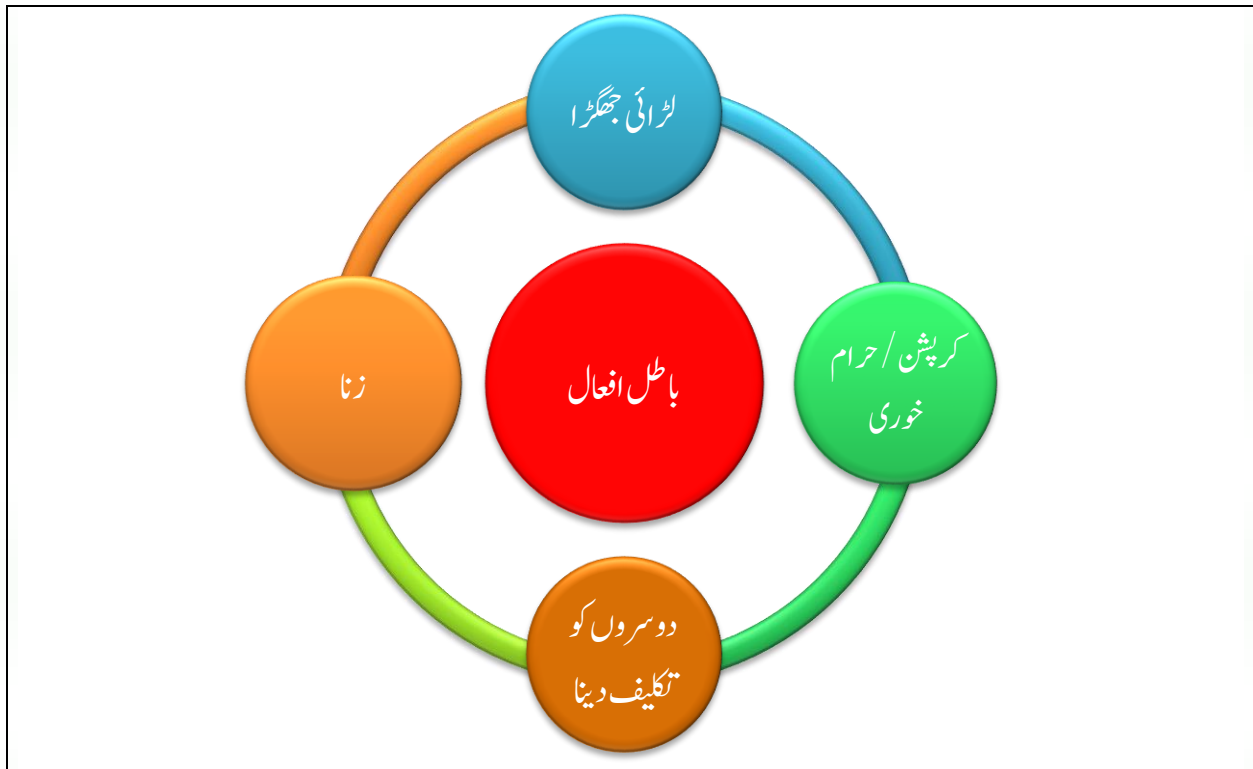
ایک سادہ سی بات/ذہن نشین کرلیں

اگر آپ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو اپنے قلب و ذہن کے ہر ایک گوشے میں بٹھالیں تو آپ اس بد دعا سے بچ سکتے ہیں جس پر پیغمبر صلی اللہ و سلم نے آمین کہی۔ فرمانِ رسول ہے:

المسلم من سلم المسلمون من السانہ ویدہ

مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان سلامت رہیں۔(متفق علیہ)

اس فرمانِ مبارک میں رسول اللہ ﷺ نے باطل کلام اور باطل افعال کے برعکس مومن کا ایک صحیح رویہ واضح کردیا ہے جو صرف رمضان المبارک نہیں بلکہ پورے سال ایک مسلمان کی زندگی کا اصول رہنا چاہیے۔ تاہم رمضان میں تو اس حوالے سے خاص طور پر ہمیں احتیاط کرنی چاہیے۔ ہم اپنے روزوں کے وسیلے سے اخروی نجات کے خواہش مند ہیں اور اس خطرناک بد دعا سے بچنا چاہتے ہیں

توہمیں صرف یہ سادہ سا اصول اختیار کرلینا ہے کہ ہمارے قول و فعل سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔اس حوالے سے سب سے اہم بات لڑائی جھگڑے سے پرہیز اور درگزر کرنا ضروری ہے کیونکہ یہی وہ شنیع عمل ہے جس میں ہم بیک وقت اس بد دعا کی زد میں لانے والے اعمال یعنی باطل کلام اور باطل افعال کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔خواہ کسی معاملے میں غلطی دوسرے شخص کی ہی کیوں نہ ہو، ہمیں ہر موقع پر، رستے میں، ٹریفک میں، سامان لیتے ہوئے قطار میں، کاروبار اور آفس میں، درگزر کا رویہ اختیار کرنا چاہیے اور اتنی سی بات یاد رہنی چاہیے کہ

"ہمارے زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے"

اگر ہم یہ کام نہیں کرسکتے تو ہمیں یقین کرلینا چاہیے کہ یہ روزے ہمارے لیے خیر و سلامتی کے بجائے ہلاکت خیزی کا سبب بنیں گے۔

رمضان سے استفادہ کا کلیدی نسخہ

از: عظمیٰ عنبرین (ڈی۔جی،خان)

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو ایک تربیتی کورس کی مانند بنایا ہے۔جس کا صحیح فہم حاصل کر کے اسے گزاریں تو یقیناہماری آئندہ زندگی تبدیل ہو سکتی ہے اس مہینے سے استفادے کی بنیادی کلید "عظمت" ہی ہے اور اس سے محرومی کی سب سے بڑی وجہ "استخفاف "یعنی اس ماہ کے احکامات کو ہلکااور معمولی سمجھنا ہے۔

اس کلید کو سمجھ کر جب ہم بخیر وخوبی اس تربیتی کورس سے گزریں گے تو اس کے خاص اسباق یعنی روزے ، تراویح، اعتکاف، ذکر، تسبیح، تلاوت سے ہمارے اندر نورِ معرفت پیدا ہو گا جس کو رمضان کے بعد بھی تمام سال بر قرار رکھا جا سکتا ہے۔یہاں تک کہ اس کی تقویت کے لیے اگلے سال "ریفریشر کورس" کے طور پر یہ اس ماہ کی مبارک ساعتیں پھر آموجود ہوں گی بشرطیکہ ہماری زندگی نے مہلت دی۔اس بنیادی چیز کو سمجھ کر مندرجہ ذیل باتوں کے ذریعے آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ ہماری عملی زندگی میں رمضان کا مہینہ کیا اہمیت رکھتا ہے۔

سیرت طیبہ کے اوراق بتلاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام سال اس ماہ مبارک کا انتظار فرماتے اور پورے اہتمام کے ساتھ رمضان کا استقبال کیا کرتے تھے۔شعبان میں ہی روزوں کا آغاز فرمادیتے،رمضان المبارک کا چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھتے،"اللہ سب سے بڑا ہے،اے اللہ یہ چاند ہمارے لیے امن و ایمان،سلامتی اور اسلام کا چاند بنا کر طلوع فرمایئے،ان کاموں کی توفیق کے ساتھ جو آپ کو محبوب اور پسند ہیں،اے چاند! ہمارا اور تیرا رب اللہ ہے۔"(ہر مہینے میں نیا چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے)اس مہینے کی کچھ خصوصیتیں اور آداب ہیں۔

قرآن پاک سے خصوصی مناسبت کا مہینہ

اس مہینے کو قرآن پاک سے خصوصی مناسبت ہے۔ قرآن اسی مہینے میں نازل ہوا۔ قرآن پاک زیادہ سے زیادہ ٹھہر ٹھہر کر اور سمجھ سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ کثرتِ تلاوت سے کہیں زیادہ مقصد یہ ہو کہ اسے سمجھ کر اثر لیا جائے۔

صبر کا مہینہ

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ مشقتوں کو مصیبتیں نہ سمجھیں، یہ سخت محرومی کی بات ہے۔ہم لوگ دنیا کے معمولی فائدوں کی خاطر کھانا پینا، آرام وسکون چھوڑ دیتے ہیں تو کیا رضائے الٰہی کے مقابلہ میں ان چیزوں کی کوئی وقعت ہو سکتی ہے ؟

غم خواری کا مہینہ

اس مہینے میں لوگوں کے ساتھ غم خواری کا درس ملتا ہے۔ غربا و مساکین کے ساتھ مدارات کا برتاؤ، افطار کے لیے جو کچھ تیار کریں کچھ حصہ غربا کا نکالیں اس کی جس قدر بھی ہمت ہو سکے اپنے عمل کا حصہ بنائیں۔ غریبوں، بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کریں، یہ خبر گیری مالی ہمدردی بھی ہو سکتی ہے اور زبانی ہمدردی بھی۔ ایثار و سخاوت کے ضمن میں اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صدہا واقعات ہیں جن کو دیکھ کر سوائے حیرت کے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد مبارک کا مفہوم ہے کہ میری امت میں ہر وقت پانچ سو برگزیدہ بندے رہتے ہیں۔ جب کوئی شخص ان میں سے مر جاتا ہے تو فوراً دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے، صحابہ نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے خصوصی اعمال کیا ہیں ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ظلم کرنے والوں سے در گزر کرتے ہیں اور برائی کا معاملہ کرنے والوں سے بھی احسان کا برتاؤ کرتے ہیں اور اللہ کے عطا فرمائے ہوئے رزق میں لوگوں کے ساتھ ہمدردی و غم خواری کا برتاو کرتے ہیں۔ اس مہینے میں خصوصیت کے ساتھ اپنے گفتار اور سلوک میں اہتمام کے ساتھ نرمی پیدا کرنی چاہیے۔ ملازمین کو بھی رعایت دیجیے اور اسے پھر آئندہ پورے سال کے لیے اپنا معمول بنالیں۔

نیکیوں کی لوٹ سیل کا مہینہ

اگر ہم کسی ایسی لوٹ سیل سے بھرپور مستفید ہونا چاہتے ہیں جس کا نفع ہماری سوچ سے بھی زیادہ ہو تو وہ ہے ماہ رمضان المبارک میں نیکیوں کی لوٹ سیل۔ اس ماہ مبارک میں ہر نیکی کا اجر ستر گنا زیادہ ملتا ہے۔ رمضان میں نوافل کا ثواب فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے اور ایک فرض کا اجر ستر فرائض کے برابر کر دیا جاتا ہے۔ شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں، نیکی کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس لوٹ مار سے فائدہ اٹھایئے اور فرائض و نوافل کی ادائیگی میں لگ جایئے۔

رحمتِ خداوندی کی برسات

اس ماہ رحمتِ خداوندی کی برسات ہر وقت ہوتی رہتی ہے۔ پہلے عشرے میں خصوصی رحمتوں کا نزول جاری رہتا ہے، دوسرے عشرے میں مغفرت و بخشش کا دربار عام لگ جاتا ہے، تیسرے عشرے میں جہنم سے نجات کے سرٹیفیکٹ جاری کیے جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ کے ان خاص بندوں کو حاصل ہوتا ہے جو خواہ اہل دنیا کی نظروں میں بے حد عام ہوں۔ یہ خاص الخاص بندے اس نورِ معرفت کو رمضان گزرنے کے بعد بھی محسوس کرتے ہیں۔

ان تمام رحمتوں، برکتوں اور مغفرتوں کا حصول اسی وقت تک ہے جب تک ہم اللہ کی نافرمانیوں سے بچنے کی بھی پوری کوشش کریں۔ یہ نہ ہو کہ دیدہ دانستہ اور بے خوف و خطر گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوتے رہیں، ایسی صورت میں تو اجر و ثواب کی بجائے خدشہ ہے کہ کہیں ہماری گزشتہ نیکیاں بھی ڈوب نہ جائیں۔

دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ

بلاشبہ یہ مہینہ دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے۔ خاص طور پر افطار کے وقت روزہ دار کی دعا رَد نہیں کی جاتی۔ دو دعائیں اللہ سے بطور خاص اپنے لیے بھی کریں اور اپنے والدین، اہل و عیال اور تمام مسلمانوں کے لیے کریں۔ ایک یہ کہ اللہ ہم سب کو اپنی رضا اور جنت عطا فرمائیں اور دوسرے یہ کہ ہم سب کو اپنی ناراضگی اور دوزخ سے پناہ میں رکھیں۔

اللہ پاک ہم سب کو اس ماہ مبارک کی کماحقہ قدر کرنا نصیب فرمائیں اور ہمارے لیے اس رمضان کو اگلے رمضان تک گناہوں کا کفارہ بنادیں۔ آمین

روزہ کے احکامات و فوائد

از: سلمان حامد (لاہور)

رمضان کے روزے ہر صحت مند اور عاقل و بالغ مسلمان مرد و عورت پر فرض ہیں۔ قرآن و سنت میں روزہ کے بے شمار روحانی فوائد بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن میں رمضان کے روزوں کے بارے مندرجہ ذیل آیات میں اللہ نے ارشاد کیا ہے:

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے فرض کر دیئے گئے، جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی اور پرہیز گار بن جاؤ۔ یہ چند مقرر دنوں کے روزے ہیں اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو، یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کرلے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور جو اپنی خوشی سے کچھ زیادہ بھلائی کرے تو یہ اسی کے لیے بہتر ہے لیکن اگر تم سمجھو، تو تمہارے حق میں اچھا یہی ہے کہ روزہ رکھو۔

رمضان وہ مہینہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے اُس پر لازم ہے کہ اِس پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو، تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا اس لیے یہ طریقہ تمہیں بتایا جا رہا ہے تاکہ تم روزوں کی تعداد پوری کرسکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے، اُس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔

تمہارے لیے روزوں کے زمانے میں راتوں کو اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا ہے وہ تمہارے لیے لباس ہیں اور تم اُن کے لیے۔ اللہ کو معلوم ہو گیا کہ تم لوگ چپکے چپکے اپنے آپ سے خیانت کر رہے تھے مگر اُس نے تمہارا قصور معاف کر دیا اور تم سے درگزر فرمایا اب تم اپنی بیویوں کے ساتھ شب باشی کرو اور جو لطف اللہ نے تمہارے لیے جائز کر دیا ہے اُسے حاصل کرو نیز راتوں کو کھاؤ پیو یہاں تک کہ تم کو سیاہی شب کی دھاری سے سپیدۂ صبح کی دھاری نمایاں نظر آجائے تب یہ سب کام چھوڑ کر رات تک اپنا روزہ

پورا کرو اور جب تم مسجدوں میں معتکف ہو، تو بیویوں سے مباشرت نہ کرو یہ اللہ کی بتائی ہوئی حدیں ہیں۔ان کے قریب نہ پھٹکنا اِس طرح اللہ اپنے احکام لوگوں کے لیے کھول کر بیان کرتا ہے، توقع ہے کہ وہ غلط رویے سے بچیں گے ۔(سورہ بقرہ آیت ۱۸۷،۱۸۵،۱۸۴،)

صحیح احادیث میں رمضان کے روزوں کے بارے میں بڑی تاکید کی گئی ہے اور اس کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے ۔

صحیح بخاری کے ایک حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔(حدیث:1894)

اسی طرح حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے داخل نہیں ہو گا۔ پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہے؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے سوا اس سے اور کوئی اندر نہیں جانے پائے گا اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اندر نہ جا سکے گا۔(صحیح بخاری:1896)

روزہ کے جسمانی وطبی فوائد

آج سائنس جس مقام پر پہنچ گئی ہے وہاں ہر بیماری کی تشخیص اور اس کے علاج کے لئے ریسرچ کی جاتی ہے ۔ جانوروں پر تجربات کیے جاتے اور اس کے لئے دوا تجویز کی جاتی ہے۔ آج جدید سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ روزہ مندرجہ ذیل بیماریوں کے علاج میں بہت

مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ان بیماریوں میں موٹاپہ، شوگر، دل کی بیماریوں، کینسر، آرتھرائٹس اور اس جیسے مزید امراض بھی شامل ہیں
۔

اس کے علاوہ روزہ انسولین کی حساسیت کو فروغ دینے میں مدد دیتا ہے۔انسولین کی زیادہ سے زیادہ حساسیت صحت کے لئے بہت اہم ہے اور اگر یہ حساسیت کم ہو جائے تو انسان بہت سے خطرناک امراض میں گھر سکتا ہے۔روزہ کی وجہ سے سوزش دور ہوتی ہے جو اکثر بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔روزہ بھوک کو کنٹرول کرنے میں بھی مدد دیتا ہے۔

ماہ رمضان میں غذائی نظام الاوقات

از: عظمیٰ عنبرین،ڈی۔جی۔خان

ہر وہ کام جو ہم کرتے ہیں، اس کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ایک یہ کہ اس کام کا اصل محرک اور مقصد کیا ہے۔دوسری چیز اس کام کی وہ مخصوص شکل یا ہیت ہے جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اختیار کی جاتی ہے۔مثلاایک عمل ہوتا ہے کھانا کھانا اور اس کا مقصد ہے زندہ رہنے کے لیے توانائی حاصل کرنا اور جسم کی طاقت کو برقرار رکھنا۔اسی طرح روزہ بھی ایک عمل ہے اور روزے کا حقیقی مقصد تقویٰ کا حصول ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

ترجمہ: اے ایمان والو!تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم پرہیز گار بنو،البقرہ:183

اگر ہم اپنے گھروں میں ایک نظر دوڑائیں عبادات و اذکار سے کہیں زیادہ توجہ سحری و افطاری کے کھانوں پر ہوتی ہے۔ پکوڑے، سموسے، فروٹ چاٹ، دہی بڑے، مرغن غذائیں وغیرہ بہت سی چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔یہ گھریلو سطح پر ہماری تیاریوں کا منظر ہے۔کھانے سے انصاف ضرور فرمائیں بلکہ خوب فرمائیں لیکن ذرا احتیاط سے۔ویسے تو وہ احتیاط آپ کو عنوان پڑھ کر ہی سمجھ آ گئی ہو گی۔جی ہاں!ماہ رمضان میں اپنا غذائی نظام الاوقات ترتیب دیجیے۔بیشتر بیماریوں کی وجہ بھی دانستہ یا نادانستہ غذاؤں کا بے اعتدالی سے استعمال یا غذائی نظام الاوقات کی بے ترتیبی ہوتی ہے۔روزہ دار افراد اگر افطار کے بعد سے سحری کے اختتام تک چند احتیاطیں کر لیں،ایک غذائی شیڈول ترتیب دے لیں تو صحت کی بہترین حالت میں اپنے دین و دنیا کے کاموں کا اچھا انتظام کر سکتے ہیں۔

سحری کی غذاؤں میں چند احتیاطیں

روزے کی نیت سے سحری کے وقت کھانا پینا نہ صرف سنت ہے بلکہ اس سے صحت و تندرستی بھی حاصل ہوتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ سنتِ رسول ﷺ کو مد نظر رکھا جائے اور ایسی غذائیں نہ کھائی جائیں جو بھاری بھر کم ہوں اور ان کا نقصان ان کے فائدے سے کہیں زیادہ ہو۔بہت زیادہ چکنائی والی غذائیں سحری میں کھانے سے معدہ بھاری ہو جاتا ہے۔ اس لیے ہلکی پھلکی غذائیں مثلا دلیہ ،ڈبل روٹی،کارن فلیکس اور چپاتی وغیرہ بہتر ہیں۔سحری میں دودھ،دہی اور پھلوں کارس بھی لیاجاسکتاہے۔اس سے طبیعت میں گرانی پیدا نہیں ہوتی اور عبادت بھی چاک وچوبند رہتے ہوئے کی جاسکتی ہے۔سحری کے لیے عمدہ غذا وہ ہے جس میں مرچ مسالے اور چکنائی کی مقدار کم ہو۔عموماسحری میں انڈے کا آملیٹ اور پراٹھاپسند کیا جاتا ہے لیکن یہ بھاری غذاؤں کی کٹیگری میں آتا ہے۔

اکثر افراد سحری میں زیادہ سے زیادہ پانی پیتے ہیں تا کہ دن بھر کی پیاس کو کم رکھا جا سکے۔لیکن واضح رہے کہ مائع غذا جسم میں زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتی۔پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے دودھ،دہی اور لسی کا استعمال بہتر ہے،بلکہ سحری کے وقت روٹی کے ساتھ لسی یادہی لیاجائے توزیادہ بہتر ہے۔

سحری کے بعد یا دن کے ابتدائی حصہ میں زیادہ دوڑ دھوپ یا ورزش کرنا مناسب نہیں کیونکہ اس کی وجہ سے بھوک پیاس ستائے گی اور دن بھر روزہ رکھنا مشکل ہو جائے گا۔اکثرافراد سحری کھانے اور نماز پڑھنے کے فورا بعد سو جاتے ہیں۔فوراسونے سے پرہیز کرنا چاہیے اور چند لمحے چہل قدمی کرنی چاہیےبعد ازاں اگر ضرورت محسوس ہو تو ستا لیا جائے۔

سحری میں پلاؤ اور دیگر اس طرح کے مرچ مسالوں والے کھانوں مثلاًنہاری،سری پائے،بینگن اور گوبھی سے بنے سالنوں سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ اس سے سارا دن معدہ بوجھل رہتا ہے اور بد ہضمی و تیزابیت کی شکایت پیدا ہو سکتی ہے۔

افطار کی چند احتیاطیں

افطار کی غذاؤں میں درج ذیل باتیں پیش نظر رکھی جائیں تو نہ صرف صحت بہتر رہتی ہے بلکہ روزہ رکھنے کا مقصد حاصل کرنے میں بھی آسانی ہوتی ہے۔ افطاری میں کھجور لازمی استعمال کرنی چاہیے کیونکہ کھجور میں ایسی خاصیت ہے کہ یہ فوری طور پر توانائی بحال کرنے کا سبب بنتی ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ کھجور ہمارے پیارے نبی ﷺ کی پسندیدہ غذاؤں میں سے ایک ہے۔ یہ ایک ایسی معتدل اور جامع چیز ہے جس سے جسم کی حرارت میں اعتدال رہتا ہے۔ افطار میں پانی پینے سے پہلے کھجور کھالی جائے تو انسان بے شمار خطروں سے بچ جاتا ہے۔ دیگر اشیا خورد و نوش کے معاملے میں ڈیپ فرائی اشیا کی بجائے کم تیل میں تلی ہوئی، گرل یا بیک کی ہوئی غذائیں استعمال کیجیے۔ سموسوں اور پکوڑوں کے مقابلے میں فروٹ چاٹ، چنا چاٹ یا دہی بڑوں کو فوقیت دینی چاہیے۔ اگرچہ دہی بڑے تلے ہوئے ہوتے ہیں لیکن انہیں پانی میں بھگونے سے ان کی چکنائی کم ہو جاتی ہے۔ دہی کو خصوصی طور پر افطاری کا حصہ بنائیے کیونکہ ٹھنڈی بھی ہوتی ہے اور معدے کو معتدل رکھتی ہے۔ گوشت سے زیادہ پھل، سبزیاں اور دالیں استعمال کیجیے۔

افطار کے وقت کھانے کا تناسب اس طرح رکھیے کہ پانی کی بھی گنجائش رہے کیونکہ دن بھر پانی کی کمی کو افطار کے بعد وقفے وقفے سے پانی پی کر پورا کیا جاسکتا ہے۔

سونے سے قبل ہلکا پھلکا کھانا کھائیے۔ افطاری کے ساتھ کھانا نہ کھایا جائے۔ کھانے کے اوقات مقرر ہونے چاہیں البتہ رات کے کھانے سے پہلے اور سحری کے کھانے سے پہلے درمیانی اوقات میں فروٹ، جوس، پانی حسب طبیعت لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ عام دنوں میں بھی رات کا کھانا ہلکا پھلکا ہی ہونا چاہیے لیکن ماہ رمضان کے دنوں میں رات کا کھانا بلخصوص ہلکا پھلکا ہونا چاہیے کیونکہ چند گھنٹوں بعد سحری کا وقت ہو جاتا ہے اور اگر رات کا کھانا پیٹ بھر کر کھایا جائے تو سحری کھانے کو دل نہیں کرتا۔ رات کے کھانے میں اگر رائتہ، سلاد اور کچی سبزیاں کھائی جائیں تو بہتر ہے۔ کافی، کولا مشروبات اور چاکلیٹ وغیرہ سے حتی الامکان پرہیز کرنا چاہیے۔

خلاصہ کلام

رمضان میں کھانا پینا سونا سب کچھ عبادت میں شامل ہے بشر طیکہ ہماری نیت خدا کی رضا حاصل کرنا ہو۔ بالعموم رمضان میں ایسا سماں ہوتا ہے کہ ہر شخص کا دل خدا کی رضا کے حصول کے لیے بے چین رہتا ہے اور روزہ سمیت تمام عبادات انتہائی خشوع و خضوع سے ادا کی جاتی ہیں۔ بس اس دوران اپنے معمولات پر ذرا سا غور کرنے اور چند سادہ طریقوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے تو دینی و دنیاوی تمام فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ ان چند احتیاطی تدابیر کے عوض یہ خاص مہینہ کافی بہتر اور سہل انداز سے گذرے گا اور عبادت کا صحیح لطف بھی حاصل ہو گا۔

شب قدر اور فرشتے سے مکالمہ

از: پروفیسر محمد عقیل (کراچی)

سلیم کی آنکھ نماز پڑھتے پڑھتے لگ گئی۔ اچانک اس نے خواب میں دیکھا کہ آسمان چاروں طرف سے فرشتوں سے بھرا ہے۔ جوق درجوق فرشتے آسمان سے اترتے چلے جارہے ہیں۔ کچھ فرشتے نیچے اترنے کے لئے اپنی باری کا انتظار کررہے ہیں۔ دو فرشتے اس کے قریب سے گذرے تو اس نے سوچا کہ ان کی باتیں سنی جائیں۔ چنانچہ وہ ان کے ساتھ ہولیا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ آج کی رات پروردگار عالم نے اہم فیصلے کرنے ہیں اور لوگ ہیں کہ انہیں اندازہ ہی نہیں یہ کتنی اہم رات ہے۔ اچانک سلیم کا جی چاہا کہ ان سے بات چیت کرے۔ وہ ان کے قریب گیا اور سلام عرض کیا۔ فرشتوں نے مسکرا کر جواب دیا۔

"کیا میں آپ سے بات چیت کر سکتا ہوں؟" سلیم نے پوچھا۔

"جی ضرور! فرمایئے!"

"مجھے یہ پوچھنا ہے کہ پاکستان کے لوگ اتنی عبادتیں کرتے، اتنی دعائیں مانگتے، اتنے روزے رکھتے اور اتنی زکوٰۃ دیتے ہیں لیکن پھر بھی اس ملک کا برا حال ہے۔ عوام چکی میں پس رہے ہیں، غربت، افلاس، بھوک، دہشت گردی، قتل و غارت لگتا ہے جیسے سب مسائل نے اسی ملک میں ڈیرہ ڈال دیا ہے۔ کیا خدا نے نہیں کہا کہ دعا کرو میں سنوں گا؟ پھر خدا ہماری سنتا کیوں نہیں؟ کیا وہ رحمان ورحیم نہیں ہے؟"

فرشتوں نے بغور اس بات کو سنا اور پھر ان میں سے ایک فرشتہ گویا ہوا:

"کیا دل میں درد کا علاج سر درد کی گولی سے کیا جاسکتا ہے؟"

سلیم اس سوال پر سٹپٹایا گیا اور کہنے لگا۔ "نہیں، ہر مرض کی اپنی ایک دوا ہوتی ہے۔"

"اچھا یہ بتاؤ اگر خدا حکم دے روزے کا تو کیا کوئی شخص ایک ہزار نمازیں پڑھ کر یہ کہے کہ میں روزہ تو نہیں رکھ سکتا، یہ قبول کر لیں؟ یا کوئی زکوٰۃ کی جگہ حج کرنے چلا جائے اور زکوٰۃ نہ دے؟ تو کیا اس کا یہ عمل قبول کیا جاسکتا ہے؟ نہیں نا۔ اگر حکم نماز کا ہے تو نماز پڑھنی ہے، زکوٰۃ کا ہے تو زکوٰۃ ہی دینی ہے۔ اگر کوئی یہ نہیں کرے گا تو اس کا خمیازہ بھگتے گا۔"

فرشتے نے طویل خطاب کیا۔ سلیم اس کی بات غور سے سن رہا تھا۔ فرشتہ پھر گویا ہوا:

"تم لوگوں کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ تم اب تک مرض کی غلط تشخیص کرتے رہے ہو۔ پوری قوم کو اخلاقیات کا کینسر ہو چکا ہے اور تم اس کا علاج پونسٹان سے کر رہے ہو۔ ہر میدان میں اخلاقی طور پر انتہائی زوال کا شکار ہو اور اس کی اصلاح تو درکنار اسے مسئلہ ہی نہیں سمجھتے۔ تمہارے کاروبار جھوٹ، بددیانتی، ذخیرہ اندوزی، ناجائز منافع خوری، ملاوٹ ، دھوکا دہی اور استحصال سے عبارت ہیں۔ تمہارے ادارے کرپشن ، لوٹ مار، بددیانتی، صارف پر ظلم و ستم اور بدتمیزی کی اعلی مثالیں ہیں۔ تمہاری معاشرت چغلی، بہتان ، بدگمانی، غیبت اور اسراف میں سب سے آگے ہے۔ اس کے باوجود تم کہتے ہو کہ پاکستان کے حالات کیوں نہیں بدلتے؟"

"لیکن یہ سب کچھ تو حکمرانوں کی بنا پر ہو رہا ہے۔ عوام الناس تو بے قصور ہے۔" سلیم نے صفائی دینے کی کوشش کی تو فرشتے نے اس کی بات بیچ میں سے کاٹ دی اور بولا:

"یہی تو المیہ ہے کہ تم میں سے ہر شخص خود کو بے قصور بلکہ فرشتہ سمجھتا اور اپنے علاوہ ہر ایک کو قصوروار ٹھراتا ہے۔ چونکہ عوام اکثریت میں ہے اس لئے ٹی وی، اخبارات، فیس بک سب کے سب دوسروں کو برا بھلا کہتے رہتے اور عوام کو بے قصور دکھاتے ہیں۔ کوئی آئینہ دیکھنے کے لئے تیار نہیں۔ حکمران بے شک برے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام بری ہے۔ وہ سارے جرائم جو حکمرانوں میں تم لوگ گنواتے ہو کیا تم میں خود موجود نہیں؟ کیا تم کرپشن نہیں کرتے، کیا بجلی نہیں چراتے، کیا جائداد کے لئے ماں باپ کو گھر سے نہیں نکالتے، کیا ملاوٹ نہیں کرتے، کیا جھوٹ تم نہیں بولتے؟ تو تم لوگوں کے سردار ایسے لوگ نہیں ہوں گے تو کون ہو گا؟"

"لیکن یہ سب کچھ تو غریب لوگ نہیں کرتے امیر کرتے ہیں۔" سلیم نے صفائی دینے کی کوشش کی۔

"یہ بھی غلط کہا تم نے۔ جس کا جو داؤ لگتا ہے وہ اپنا کام کرتا ہے۔ ایک ٹھیلے والا کیا رمضان میں مہنگا سامان نہیں بیچتا؟ کیا رکشے والا سی این جی بند ہونے کا بہانہ کر کے ناجائز منافع نہیں کماتا رہتا۔ کیا ایک دودھ والا پٹرول کی قیمت کم ہونے کے باوجود دودھ کی قیمت زیادہ نہیں رکھتا؟"

اب سلیم کے پاس کہنے کو کچھ نہیں بچا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہاں وہ آسانی سے بہانے بنا کر نہیں نکل سکتا۔ اسے بھی یاد آ رہا تھا کہ وہ اپنے دفتر میں کس طرح کام چوری کرتا، کسٹمرز کو بے وقوف بناتا، فائلیں ادھر ادھر کر کے پیسہ بٹورتا تھا اور یہ سب وہ اس وجہ سے کرتا تھا کہ "سب چلتا ہے۔" آخر اس نے فرشتے سے پوچھا۔ "اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟"

"کرنا کیا ہے۔ اپنی اخلاقی حالت درست کرو۔ دوسروں کے عیوب ٹٹولنے کی بجائے اپنے عیوب ٹٹولو۔ دوسروں کا احتساب کرنے کی بجائے اپنا احتساب کرو، دوسروں کو خدا کے کٹہرے میں کھڑا کرنے کی بجائے خود کو اس جگہ پر لے جاؤ۔ "فرشتے نے خشک سا جواب دیا۔

"یہ تو بہت مشکل کام ہے۔ یہ کس طرح ہو گا۔" سلیم نے گھبرا کر پوچھا

"کوئی مشکل کام نہیں۔ شبِ قدر میں جب عبادت کرتے ہو تو نمازوں کے ساتھ ساتھ کچھ دیر تم میں سے ہر شخص تنہائی میں بیٹھ جائے اور اپنا احتساب کرے کہ اس میں کیا کیا برائیاں ہیں۔ وہ دیکھے کہ اس نے کتنے لوگوں کا مال غصب کیا، کتنوں کو اپنی زبان سے تکلیف دی، کتنوں کو دھوکا دے کر فائدہ اٹھایا۔ اگلے مرحلے میں وہ خامیوں کو دور کرنے کا لائحہ عمل طے کرے۔ اللہ سے سچی توبہ کرے، جو گناہ کیا اگر اس کی تلافی ممکن ہو تو ضرور کرے اور آئندہ کے لئے وہ گناہ نہ کرنے کا عہد کر لے۔"

"لیکن ہم تو کمزور انسان ہیں، دوبارہ شیطان اور نفس کے چنگل میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔" سلیم نے کہا۔

"تو اللہ کی رحمت کس لئے ہے؟ ہم فرشتے اسی مدد کے لئے تو زمین پر اترتے ہیں کہ تمہارے دلوں پر سکینت نازل کریں، تم پر اللہ کی طرف سے سلامتی نازل کریں۔ کوشش کرنے والوں کی اللہ تعالی خود مدد کرتے ہیں۔"

"لیکن یاد رکھو۔ اگر تم نے یہ نہیں کیا تو پھر جو ہو رہا ہے اس سے زیادہ سخت ہو گا۔ بارشیں مزید رک جائیں گی، پانی اور کم ہو جائے گا، بجلی غائب ہو جائے گی، گرمی کی شدت سے مزید ہلاکتیں ہوں گی، ڈاکو گھروں میں دندناتے پھریں گے، خون کی ندیاں بہیں گی، دھماکے بڑھ جائیں گے اور زیادہ نااہل حکمران مسلط ہو جائیں گے یہاں تک کہ سب کچھ ایک سیلاب میں بہہ جائے گا۔"

"تو کیا پاکستان ٹوٹ جائے گا؟"

"بے وقوف! پاکستان ٹوٹے نہ ٹوٹے، تم ٹوٹ جاؤ گے۔ تمھیں علم ہی نہیں یہ سارا عذاب تمہارے اپنے گھر کے لئے ہے، تمہاری بیوی بچے، ماں باپ بہن بھائی کے لئے ہے، یہ سب تمہارے اپنے لئے ہے۔ اور تمھیں پاکستان کی فکر لگی ہوئی ہے۔ اپنے آپ کو بچا سکتے ہو تو بچا لو۔" فرشتہ نے یہ اونچی آواز میں کہا اور اس کے بعد وہ دونوں اپنی منزل کی جانب رواں دواں ہو گئے۔

سلیم کی آنکھ کھل گئی۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ اسے یوں لگا کہ اس کی آنکھیں نم ہوں۔ وہ اٹھا اور اس نیت سے اٹھا کہ آج اس نے اپنی اخلاقی حالت سدھارنے کی جدوجہد کرنی ہے تاکہ اس کے حصے کی غلاظت سوسائٹی سے صاف ہو جائے۔

کیا اب بھی وقت نہیں آیا؟

از : ڈاکٹر فہد چوہدری

اب ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں جہاں ہمیں فیصلہ کرنا ہو گا کہ ہم بحیثیت قوم کس طرح چلنا چاہتے ہیں؟ ہم اپنے ارد گرد نظر دوڑائیں تو ہمیں ایک تنگی، گھٹن کا احساس ہوتا ہے جس میں کوئی بھی حساس، ذی شعور، سوچتا، جاگتا ذہن رہنا پسند نہیں کرتا۔ ہر شعبہ روبہ زوال ہے اور زبوں حالی بھی کچھ ایسی کہ ابھی ہمیں ابتدائی ڈھانچے بھی میسر نہیں ہیں۔ اس معملے میں کیا دنیا اور کیا دین، سب ہی تباہ ہیں۔

ہمارا ملک ایک نہیں بہت سے مسالک، فرقوں، مذہبوں، مدرسوں میں بٹا ہوا ہے۔ طرف تماشہ یہ کہ ہر ایک کو اپنے ہی اصل، سچا، حق پر ہونے کا ایسا دعویٰ کہ اس کے لیے وہ مخالف کی گردن اتارنے سے بھی گریزاں ہر گز ہر گز نہیں ہے۔ آخر آگ و خون کی اس ہولی میں ہم کب تک اپنی نسلوں کو جھونکیں گے؟ اگر ایسا ہی ہے مذہب تو ایسے مذہب کو دور سے ہی سلام جو اپنے جیسے انسانوں اور انسان بھی کون جو ہم مذہب ہی ہوئے، کی گردن کاٹنے کا ٹھیکہ مفت میں دے' دیتا ہے۔ بھلا کچھ دیر یہ ہی سوچ لیتے ٹھہر کر کہ کیا اثر قبول ہو گا ہمارے اسلام کا، ملک کا دوسروں پر؟ اپنی عزت تو ہم گنوا ہی چکے اب ملک، مذہب کی جو رہی سہی کسر باقی ہے اس کی تو لاج رکھ لو۔

ہر طرف دو اینٹ کی مسجد بنی ہے، مختلف رنگ کے لباس ہیں جو معتبر ٹھہرائے جا رہے ہیں دین سے، خداوند سے محبت کی نشانی کے طور پر اور سینہ زوری ایسی کی ان سے انحراف گویا دین سے ہی اخراج سمجھا جانے لگا ہے۔ کہاں تھے میرے آقا کے دور میں یہ سب مسلک، مذہب، فرقے؟ بس نہ دعویٰ علم نہ پارسائی ہے بس سمجھے ہیں تو اتنی سی بات کہ اسلام ایک سیدھا سادا سا دین اترا تھا، موشگافیاں نہ اس وقت جائز تھیں، نہ آج کے انسان کے پاس اتنا وقت و علم۔ قرآن کافی، نبی صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں حکم باقی رہے علماٗ تو اللہ تعالیٰ نے ہماری آسانیوں کے لیے ہر دور میں پیدا کیے ہیں۔ ان سے استفادہ جائز مگر ان کے احکامات کے پیچھے اپنے ہی مسلمان بھائی سے مخاصمت مجھے تو کسی طور جائز نہیں لگتی۔ آپ کو جائز لگتی ہو تو ضرور مخاصمت رکھیں مگر مجھے صرف ایک سوال کا جواب دے دیجیے کہ جناب آپ کے طریقے پر تو ہم صدیوں سے ایک دوسرے کا گلا کاٹتے آرہے ہیں، ایک دوسرے پر تکفیر کے

فتوے لگاتے آ رہے ہیں، ایک دوسرے کے پیچھے نمازیں پڑھنا جائز نہیں سمجھتے رہے تو کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ہم از سر نو اپنے رویوں پر نظر ثانی کریں کہ کہیں نہ کہیں تو کوئی خامی ضرور ہے جس کے سبب ہم ایسی پستی کا شکار ہیں؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ ہم بحیثیت قوم اپنے مزاج، کردار کا جائزہ لیں اور اسے بدلیں، اپنی قوم مین برداشت، تحمل کا مادہ پیدا کریں۔ نفرتیں کسی کو فائدہ نہیں پہنچاتیں اور ہمیں تو بحیثیت پاکستانی نفرت نہیں، پیار بانٹنا ہے، تحمل، برداشت پیدا کرنا ہے۔ اس ماہ مبارک کی مناسبت سے یہ بھی بہت ہو گا اگر ہم اپنے رویوں میں برداشت بالخصوص اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے لیے، پیدا کر لیں۔ آپس میں ایک ڈائیلاگ کا ماحول پیدا کریں کہ اگلے کی بات سنی تو جائے کہ آخر وہ کہتا کیا ہے، ہم ہمیشہ صحیح نہیں ہو سکتے۔

ہم میں سے ہر کسی کو یہ غلط فہمی ہوتی ہے کہ بس میں صحیح گھر، ملک، مذہب میں پیدا ہو گیا ہوں، ہم سب کا یہ ہی خیال ہے، ہم سب اسلام کے بارے میں یہ سوچتے ہیں۔ سرحد کی اس پار سارے ہندو بھی یہ ہی سوچتے ہیں، سکھوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ حد تو یہ ہے ہمارے گھر کے پاس رہنے والا عیسائی بھی یہ ہی سوچے گا تو صرف مسلمان، ہندو، عیسائی، سکھ پیدا ہونے سے ہی آپ صحیح نہیں ہیں، پاکستان میں پیدا ہونے سے پاکستان اچھا نہیں ہو گیا۔ امریکہ میں پیدا ہونے سے امریکہ اچھا نہیں ہو گیا، آپ کام دیکھیں، دعوت دیکھیں، مقصد دیکھیں، اس کے ماننے والوں سے ڈائیلاگ کریں پھر فیصلہ کریں کہ کیا صحیح اور کیا غلط۔۔ ہمیں اللہ اپنے رویوں میں برداشت، حلم پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، اپنے آقا کی برداشت کا ایک فیصد بھی پاکستانی قوم کو عطا فرمائیں۔ آمین

رمضان کی تیاری

مہوش عاصم(ٹورنٹو، کینیڈا)

شکیلہ گھر کی صفائی میں مصروف تھی۔ جونہی اس کی نظر صفائی کے دوران ٹیبل پر رکھے کیلنڈر پر پڑی تو بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا: "ہائے رمضان آنے میں صرف ایک مہینہ باقی ہے۔ میں کیسے روزے رکھوں گی؟ اس بار تو گرمی پہلے سے بھی زیادہ پڑ رہی ہے۔ اور مجھے تو پیاس بھی بہت لگتی ہے۔ اور روزے اگر میں چھوڑ چھوڑ کر رکھوں گی تو مجھے روزہ خور کے طعنے سننے کو ملیں گے۔ خیر رمضان کا بھی اپنا ایک مزہ ہے۔ عید کی شاپنگ کرنے کا موقع جو ملتا ہے۔ دیکھنا اس بار تو میں تئیسویں روزے کو ہی بازار جاؤں گی، روزہ افطار کے بعد، کیونکہ آخر کے روزوں میں بازار دیر تک جو کھلتے ہیں، اور چھبیسویں شب کو جوتے اور چوڑیاں وغیرہ خریدوں گی۔ جب چاند رات ہو گی نا تو میں مہندی لگوانے جاؤں گی۔ اس بار میں زبردست عید کی شاپنگ کروں گی۔ میری دوست رخسانہ بھی دیکھتی رہ جائے گی کہ سجنا سنورنا صرف اسے ہی نہیں آتا، جب دیکھو برانڈڈ کپڑے پہن کر اتراتی پھرتی ہے۔ اس بار میں بھی برانڈڈ کپڑے ہی خریدوں گی۔

افوہ! میں تو صرف شاپنگ کی بات کیے جا رہی ہوں۔ میں نے یہ تو سوچا ہی نہیں کہ کیوں نہ رمضان آنے سے پہلے رول، سموسے اور شامی کباب بنا کر فریز کر لوں۔ بھلا بتاؤ ایک تو انسان سارا دن بھوکا پیاسا رہے۔ اور پھر افطاری میں گنتی کی چند چیزیں دستر خوان پر رکھی ہوں۔ ارے ایک اور بات مجھے سحری سے پندرہ بیس دن منٹ پہلے اٹھانا، اگر پہلے اٹھا دیا تو میرے سر میں درد ہو جائے گا۔"

کمرے میں بیٹھی شکیلہ کی بہن فرزانہ خاموشی سے شکیلہ کی ساری گفتگو سن رہی تھی۔ فرزانہ نے شکیلہ کی ساری گفتگو ختم ہونے کے بعد ایک ٹھنڈی آہ بھری اور شکیلہ کی طرف دیکھتے ہوئے اسے جھنجھوڑ کر بولی:

"کیا رمضان کا مقصد نئے کپڑے، گہری مہندی لگوانا، رنگ برنگی چوڑیاں خریدنا ہے، یا پھر رمضان کا تعلق دن بھر بھوکے پیاسے رہ کر افطاری کے وقت ذائقہ دار کھانوں سے ہے، یا پھر رمضان کی جو طاق راتیں ہیں، وہ بازاروں میں شاپنگ کرنے کے لیے آتی ہیں۔"

شکیلہ فرزانہ کی ساری باتیں تحمل سے سنتی رہی اور فرزانہ بڑی شفقت سے شکیلہ کو رمضان کے مقاصد سے آگاہی دیتی رہی کہ رمضان کا مہینہ تقویٰ کا مہینہ ہے، تدبر قرآن کا مہینہ ہے، طاق راتوں میں خدا سے جڑ جانے کا، اپنے گناہوں کو بخشوانے کا، بھوکے پیاسے رہ کر دوسروں کی بھوک پیاس کا احساس کرنے کا مہینہ ہے۔

یہ ہماری خوش نصیبی ہو گی کہ اگر اللہ رب العزت ہمیں اس مہینے میں روزے رکھنے کی توفیق دے تو ہمیں اس بات نہیں ڈرنا چاہیے کہ گرمی بہت ہو گی، پیاس بہت لگے گی، یہ تو وہ مقام ہے جہاں آکر ہمیں اپنے ایمان کی کمزوری کا اندازہ لگانا چاہیے کہ ہم اپنے رب پر کتنا توکل کرتے ہیں۔ کیا تمھیں امجد صابری اور جنید جمشید جیسے لوگ یاد نہیں جو اس سال ماہ رمضان کو نہ پاسکیں گے؟ اسی طرح ہمیں بھی اپنی موت کو ہر وقت یاد رکھنا چاہیے۔

سب سے بڑھ کر ہمیں اپنے نبی کی قربانیوں کو نہیں بھولنا چاہیے کہ انہوں نے اللہ کے پیغام کو ہم تک پہنچانے کے لیے کن کن مشکلات کا سامنا کیا ہے، کتنی ہی ایسی جنگیں لڑیں جس میں ہمارے نبی اور صحابہ روزے کی حالت میں اللہ کی راہ میں لڑتے رہے۔

اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم تلاوت قران تو کرتے ہیں مگر یہ کیسے بھول جاتے ہیں کہ جس میں اللہ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندوں پر وہ بوجھ نہیں ڈالوں گا، جو وہ اٹھا نہ سکیں، میں اپنے بندوں کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتے ہیں۔

میری بہن! خدا تو پاک ذات ہے جو اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے، اور معافی مانگو تو پچھلے گناہ یاد نہیں کراتا۔ اس ماہ رمضان کا مقصد ایسی سستی مادی چیزوں سے نہ کرو جو تمھیں چند وقت کی خوشی دیں اور جب ہم لوٹ کر اپنے رب کے پاس جائیں تو وہاں سوائے پچھتاوے کے ہمارے پاس کچھ نہ ہو۔ یہ سب سن کر تو شکیلہ زارو قطار رونے لگی اور اللہ سے معافی مانگنے لگی۔ اور اپنی بہن کا شکریہ ادا کرنے لگی کہ اس نے شکیلہ کو اسکی غفلت سے آگاہ کیا۔

فرزانہ نے مذاقاً شکیلہ کو چھیڑتے ہوئے کہا: "اب رخسانہ کا کیا ہو گا"۔

شکیلہ نے جھٹ سے جواب دیا: "کیوں نہ اس کو بھی ماہ رمضان کی برکتوں کے بارے میں بتائیں تا کہ وہ بھی میری طرح غفلت سے باہر آجائے، اور مجھے پورا یقین ہے وہ میری طرح اللہ سے معافی مانگے گی۔"

اس طرح شکیلہ کو تو فرزانہ کے ذریعے رمضان کے مقاصد کا پتا چل گیا اور اس مشن میں شکیلہ نے فرزانہ کی مدد سے رخسانہ کو بھی شامل کر لیا۔ مگر اب سوچنے کی باری آپ کی ہے۔ کہیں آپ کی تیاری شکیلہ کی طرح تو نہیں ؟

چلیے اب رمضان کے مقاصد پڑھنے کے بعد آپ فرزانہ بن جائیں اور رخسانہ اور شکیلہ کو ڈھونڈیں، شاید کہیں وہ آپ کے اپنوں میں ہی ہوں، جہاں بھی ملیں انہیں بھی رمضان کے مقاصد سے آگاہی دیں۔

رمضان المبارک ماہ تربیت ہے...

عثمان حیدر

اللہ تعالی اپنے بندے پر ہمیشہ سے کرم فرمانے والا ہے اس کی محبت وعنایات قدم قدم پر شامل حال رہتی ہیں وہ کبھی بھی اپنے بندے پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا بلکہ ہمیشہ آسانی والا معاملہ فرماتا ہے۔

جو احکام بظاہر انسانی طبیعت پر بوجھ نظر آتے ہیں وہ بھی اصل میں اس کی تربیت کے لیے متعین کیے گئے ہیں اور اس کو اس معیار پر پہنچانے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں جو جنت کے لیے مطلوب ہے۔

آپ روزہ کی مثال لے لیجیے بظاہر یہ ایک مشکل عبادت ہے خاص کر موسم گرما میں اس کی ادائیگی مشکل نظر آتی ہے۔

لیکن انسان اس کی حقیقت پر غور کرے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ اصل میں ماہ تربیت ہے اللہ تعالی پورے ماہ انسان کو دن بھر حلال چیزوں سے دور رکھ کر اپنی اطاعت و فرماں برداری کی عادت اس کے اندر پیدا کرتا ہے جس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان پھر پورا سال اپنے دامن کو گناہوں سے آلودہ ہونے سے بچاتا ہے۔اس لیے ہمیں روزہ کو اپنے اوپر بوجھ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ رب کا تربیتی پروگرام سمجھنا چاہیے جسے ھماری دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لیے تشکیل دیا گیا ہے۔اس سے روزہ رکھنا آسان ہو جاتا ہے۔اور اس کے ساتھ ساتھ اگر مندرجہ ذیل احساسات بھی انسان اپنے اندر پیدا کرلے تو روزہ تکلیف کی بجائے لطف کا باعث بن جاتا ہے۔

1-انسان یہ سوچے کہ میں نے اس اللہ تعالی کو راضی کرنے کے لیے روزہ رکھا ہے جو مسلسل مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہے اور وہ یہ جانتا ہے کہ میں یہ بھوک اور پیاس صرف اسی کے لیے برداشت کررہا ہوں اس لیے وہ مجھ سے خوش ہو رہا ہے۔

میرے خیال میں کسی بندے کے لیے یہ احساس بہت بڑے حوصلے کا باعث ہے کہ اس کا رب اس سے راضی ہے۔

2-میں نے یہ روزہ اس کی توفیق سے رکھا ہے اور یہ ایسی دولت ہے جو کم لوگوں کو نصیب ھوتی ہے اور اس نے مجھے اس لیے عطا کی ہے کہ وہ مجھے دنیوی اور اخروی امتحان میں کامیاب کروانا چاہتا ہے۔

اس احساس سے مشکل سے مشکل عبادت آسان ھو جاتی ہے کیوں کہ اس مالک کا بندہ کیوں نہ خوشی سے کہا مانے گا جس کے بارے میں اسے یقین ہے کہ اس نے حکم اپنے بھلے یا فائدے کے لیے نہیں بلکہ میرے فائدے کے لیے دیا ہے۔

اس لیے مکرر عرض ہے کہ جو احکام خداوندی بظاہر بوجھ بھی نظر آتے ہیں حقیقت میں وہ ہماری تربیت کے لیے ہیں اور ہمیں اس معیار پر پہنچانے کے لیے ہیں جو جنت کے لیے مطلوب ہے۔ اس لیے شیطان کی چال میں آنے کی بجائے رحمن کی جانب خوشی سے دوڑ لگا دیجیے۔ اللہ ضرور نوازے گا۔

لیلتہ القدر کی پہچان

مفتی شکیل عاصم (لاہور)

لیلتہ القدر کا تذکرہ قرآن مجید کی دو سورتوں میں ملتا ہے؛ ایک سورہ الدخان اور دوسری سورہ قدر ہے۔ان آیات کا مطالعہ کر لیجئے۔

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ فِیۡهَا یُفۡرَقُ كُلُّ اَمۡرٍ حَكِیۡمٍ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا اِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ

کہ ہم نے اِسے ایک بڑی خیر و برکت والی رات میں نازل کیا ہے، کیونکہ ہم لوگوں کو متنبہ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔یہ وہ رات تھی جس میں ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ ہمارے حکم سے صادر کیا جاتا ہے ہم ایک رسول بھیجنے والے تھے۔تیرے رب کی رحمت کے طور پر یقیناً وہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ (الدخان6-44:3)

اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَا لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوۡحُ فِیۡهَا بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ مِّنۡ كُلِّ اَمۡرٍ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ

ہم نے اِس(قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔فرشتے اور روح اُس میں اپنے رب کے اذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔ (القدر5-97:1)

ان آیات سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

قرآن مجید کا نزول:

فرمایا کہ (اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ) اور (اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ)۔ انہی آیات کے پیشِ نظر اکثر اہل علم کی رائے ہے کہ لیلتہ القدر میں قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا اور اس کے بعد تیئس سال کے عرصہ میں وقتاً فوقتاً آپ ﷺ پر اسے نازل کیا

جاتا رہا۔ جبکہ کچھ اہلِ علم کے نزدیک ان آیات کا مطلب ہے کہ لیلۃ القدر میں قرآن مجید کا نزول شروع ہوا تھا۔ بہر حال مراد جو بھی اس رات کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ دنیا کی رہنمائی کے لیے آخری آسمانی کتاب اسی رات نازل ہوئی۔ اسی مناسبت سے اس رات قرآن مجید کی تلاوت اور افہام و تفہیم کی مجالس بھی خیر وبرکت کا باعث ہوں گی۔ یوں بھی قرآن مجید کی تلاوت افضل الذکر ہے۔

نبی ﷺ کی بعثت کا فیصلہ:

سورہ الدخان کی مندرجہ آیت کا مطالعہ کیاجائے تو یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت کا فیصلہ بھی اسی مبارک رات میں طے پایا۔ فرمایا کہ

" یہ وہ رات تھی جس میں ہر معاملہ کا حکیمانہ فیصلہ ہمارے حکم سے صادر کیا جاتا ہے ہم ایک رسول بھیجنے والے تھے۔ تیرے رب کی رحمت کے طور پر یقیناً وہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔"(الدخان 6- 44:)

اسی مناسبت سے اس رات نبی ﷺ پر درود و سلام کا اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

بابرکت رات(لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ):

اس رات کے بابرکت ہونے کے لیے یہی دو باتیں کافی ہیں کہ قرآن مجید کا نزول اسی رات ہوا اور نبی ﷺ کی بعثت کا فیصلہ بھی اسی رات کیا گیا۔ اس مناسبت سے اللہ تعالی سے دنیا و آخرت میں برکت کی دعا کیجئے۔

اس رات نظام عالم کے بارے میں اہم فیصلے کیے جاتے ہیں:

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ہر اہم پُرحکمت معاملہ کا فیصلہ اس رات کیا جاتا ہے(فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا) اور (تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ۚ مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ)۔ جیسا کہ دو اہم فیصلوں کا حوالہ اوپر بھی گزر چکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو نبی ﷺ اس رات کی تلاش کے لیے کمر کَس لیتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس کی ترغیب دلاتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ العَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ، وَأَحْيَا لَيْلَهُ، وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ»

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب آخری عشرہ داخل ہوتا تو آپ ﷺ اپنا ایزار مضبوطی سے کس لیتے۔ اور خود بھی راتوں کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔ (صحیح البخاری، فضل لیلۃ القدر، باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان، حدیث نمبر 2024)

گویا نبی ﷺ اس رات دعا و عبادت کا خصوصی اہتمام فرماتے۔ تا کہ اپنے زندگی کے اہم معاملات پر اللہ تعالی سے سرگوشیاں کر لی جائیں اور اپنی التجائیں اس ذات کے سامنے رکھی جائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب اس رات کی فضیلت کا علم ہوا تو انھوں نے بھی نبی ﷺ سے وہی سوال پوچھا جو ہمارے یہاں عام طور پر پوچھا جاتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ وَافَقْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَا أَدْعُو؟ قَالَ: "تَقُولِينَ: اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي"

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول! اگر میں لیلہ القدر کو پالوں تو رب تعالی سے کیا مانگوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مانگیے کہ اے اللہ! آپ خوب در گزر کرنے والے ہیں، آپس میں در گزر کو پسند فرماتے ہیں سو مجھے بھی معاف کر دیجئے۔ (سنن ابن ماجہ، الدعاء، باب الدعاء بالعفو والعافیۃ، حدیث نمبر 3850)

اگر ہمیں دنیا و آخرت میں عافیت مل جائے تو انسانی زندگی کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔ یہاں یہ بات واضح رہے کہ ہمارے یہاں جو دعا پڑھنے کا رویہ ہے وہ زیادہ مناسب نہیں ہے، دعا پڑھنے کی بجائے مانگیے۔ یہ بات بھی مدِ نظر رہے کہ ضروری نہیں ہے کہ انسان اس رات دعا ہی مانگتا رہے بلکہ نماز کی صورت میں بھی اللہ تعالی سے تعلق قائم کیا جا سکتا ہے۔ جو شخص احتساب کی نیت سے اس رات رب تعالی کے حضور قیام کرتا ہے تو اللہ تعالی گذشتہ تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ القَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ»

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان کا روزہ ایمان اور تزکیہ نفس کی نیت سے رکھا تو اس کے گذشتہ تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو لیلہ القدر کو ایمان اور تزکیہ نفس کی نیت سے قیام کرتا ہے اس کے بھی گذشتہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔(صحیح البخاری، فضل لیلۃ القدر، باب فضل لیلۃ القدر، حدیث نمبر 2014)

گویا جن گناہوں کا ہمیں علم بھی نہیں ہے اللہ تعالی انھیں اپنی رحمت سے مٹا دیتے ہیں بشرطیکہ ہم آئندہ گناہوں سے بچنے کا عزم کرتے ہیں اور اپنے سابقہ گناہوں پر شرمندہ ہوں۔

انسانیت کی بھلائی میں کوئی بھی اہم منصوبہ ہم شروع کررہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں تو یہ آیات بتاتی ہیں کہ ہم اللہ تعالی سے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں اور اس کام کی کامیابی اور برکت طلب کریں۔

یہ رات ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے:

اس لیے اس رات خصوصی دعائیں اور عبادت کی جائے۔

فرشتوں کے نزول کی رات:

اس رات فرشتے اور بالخصوص جبرئیل علیہ السلام دنیا میں آتے ہیں۔ اس بات سے یوں لگ رہا ہے کہ رمضان کی وجہ سے جہاں بڑے شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے وہاں اس رات دیگر شیاطین پر مزید سختی کی جاتی ہے۔ گویا کہا جاسکتا ہے کہ اس رات کی جانے والی عبادت میں طمانیت اور چاشنی بھی اس کی علامات میں سے ایک ہے۔ یوں فرشتوں کی موجودگی بجائے خود روحانی کیفیت پیدا کرنے کے لیے کافی ہوتی ہے۔

پھر اس رات کو "لیلۃ القدر" کا نام دیا گیا ہے، عربی لغت کے ماہرین جانتے ہیں کہ قدر کا لغوی معنی تنگی کا ہے۔ تو اسی مناسبت سے ایک قول یہ ہے کہ اس کا نام لیلۃ القدر اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ اس رات زمین پر اس قدر فرشتے اترتے ہیں کہ زمین تنگ پڑ جاتی ہے۔ گویا اس رات شیاطین آسمان کی خبریں چوری نہیں کرپاتے اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انہیں شہاب بھی نہیں مارا جاتا۔ یعنی اس رات کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ شہاب نہیں چمکتا۔

سلامتی کی رات:

قرآن مجید نے اس رات کو طلوع فجر تک سکون وسلامتی کی رات قرار دیا ہے (هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ)۔شاید اللہ تعالی کے اسی فرمان کی تشریح میں روایات میں ہے کہ اس رات نور اور طمانیت ہوتی ہے۔مومن عبادت میں زیادہ لگن محسوس کرتا ہے۔آندھی نہیں چلتی بلکہ ہوا پر سکون ہوتی ہے۔اللہ تعالی اپنے بعض بندوں کو خواب میں بھی مطلع کردیتے ہیں۔اس رات سردی کی شدت ہوتی ہے نہ گرمی کی۔اس رات کے بعد سورج کی طلوع ہوتے وقت شعائیں نہیں ہوتیں وہ سرخ اور کمزور ہوتا ہے۔جس طرح چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے فضائل

ڈاکٹر سید بلال ارمان (گلبرگہ، بھارت)

رمضان مسلمانوں کے لئے مقدس اور متبرک مہینہ ہے۔اسی مہینے میں اللہ تعالیٰ نے بندوں کی رہنمائی کے لئے قرآن نازل فرمایا۔اس مہینے میں مسلمان روزہ رکھتے ہیں، ہر مسلمان نمازوں کا پابند ہونے کی کوشش کرتا ہے۔اس ماہ مبارک میں کئے جانے والے اعمال کثرت سے تلاوتِ قرآن، نماز تراویح، اعتکاف، زکوۃ، صدقہ فطرہ وغیرہ ہیں۔اسی ماہِ مبارک میں ایک رات وہ بھی ہے جو ہزار مہینوں سے زیادہ افضل ہے جسے ہم شبِ قدر کہتے ہیں۔اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں بارہ مہینوں میں سے صرف رمضان کا ہی نام لیا ہے۔اس ماہ کو ماہِ صیام (صوم کی جمع) کہتے ہیں۔ صوم عربی میں روزہ کو کہتے ہیں، روزہ اللہ کو بہت پسند ہے۔ روزے کی فضیلت میں بہت احادیث وارد ہوئی ہیں۔

روزے کی فضیلت

(1)حضرت ابوامامہ باہلیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: "کون سا عمل افضل ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "روزہ رکھا کرو کیونکہ اس کے برابر کوئی عمل نہیں ہے۔"(سنن نسائی:2224)

(2)اسی طرح حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "انسان کے ہر نیک عمل پر اسے دس گنا نیکیاں ملتی ہیں۔ مگر روزہ (خالصتاً) میرے لیے ہے اور میں اس کا اجر (بے حساب) دوں گا۔"(سنن نسائی:2221)

(3)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام "باب الریان" ہے، قیامت کی دن اس میں سے صرف روزے دار داخل ہوں گے اور کوئی نہیں داخل ہو گا۔ اعلان کیا جائے گا: "روزے دار کہاں ہیں؟" جب سب روزے دار داخل ہو جائیں گے تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا اور دوسرا کوئی بندہ وہاں سے داخل نہیں ہو گا۔" (صحیح بخاری:1896)

(4)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے توشیاطین اور سرکش جنوں کو قید کر دیا جاتا ہے۔ جہنم کے تمام دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، کوئی دروازہ کھلا نہیں رکھا جاتا اور جنت کیے تمام دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور کوئی دروازہ بند نہیں رکھا جاتا اور ہر رات ایک منادی اعلان کرتا ہے:"اے نیکی کی متلاشی! تو آگے بڑھ۔ اے گناہوں کی طلبگار!اب تو بازآجا۔"(جامع ترمذی:682)

(5)ارشاد نبوی ﷺ ہے: پانچوں نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک، اگر بڑے گناہوں سے اجتناب کیا جائے تو یہ سب درمیانی عرصے کے گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں۔"(صحیح مسلم:233)

(6)رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:"قیامت کے دن روزہ اور قرآن مجید دونوں بندے کے لیے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا:اے اللہ!میں نے اس کو کھانے پینے اور خواہش نفسانی سے روکے رکھا تھا، تو اس کی حق میں میری سفارش قبول فرما۔ قرآن مجید کہے گا:اے اللہ!میں نے اس کو رات کی وقت نیند سے روکے رکھا تھا (یہ رات کو قرآن کی تلاوت کرتا رہتا تھا،)تو اس کی حق میں میری سفارش قبول فرما۔(آپ ﷺ نے فرمایا:)ان دونوں کی سفارش منظور کرلی جائے گی۔" (مسند احمد بن حنبل:3/355)

رسائل ومسائل

راعنہ نقی سید، مدیحہ فاطمہ قاسم

سوال نمبر ا:

امیر، غریب یا رشتہ دار تینوں میں سے کس کو رمضان المبارک کا روزہ افطار کروانے کی فضیلت زیادہ ہے؟

جواب از: راعنہ نقی سید

رمضان المبارک بڑا اسعادتوں والا مہینہ ہے اور اس میں ہر نیک عمل باعث اجر و ثواب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے سحر وافطار کرانے کی بڑی فضیلت بیان کی ہے۔

فرمایا جس نے کسی روزہ دار کے لیے افطار کا انتظام کیا تو وہ اس کے لیے جہنم سے خلاصی کا باعث ہو گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس کو روزہ افطار کروانے کا ثواب فائق ترین ہے۔ بظاہر تو کسی غریب کی افطاری کا ثواب سب سے بڑھ کر ملنے کا امکان ہے کیونکہ شاید اس کو افطاری کے لیے کھانا بھی کم ہی میسر ہو مگر اسلام میں کسی بھی نیک عمل کی سزا و جزا کا دارومدار کرنے والے کی نیت پر ہے۔ اس لیے اگر کوئی غرباء کی افطاری محض اپنی دولت کی نمائش اور اپنے مرتبے کا رعب ڈالنے کے لیے کر رہا ہے تو بلاشبہ وہ کسی بھی اخروی ثواب سے محروم رہے گا۔ صحابہ کرام اعمال کے ثواب کے بارے میں بڑے فکر مند اور حساس تھے۔ چنانچہ غریب صحابہ کو فکر لاحق ہوئی کہ ہم تو دوسروں کو افطاری کروانے کی استطاعت نہیں رکھتے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہر اس شخص کو بھی ثواب عطا فرمائے گا جو کسی کو کھجور یا پانی سے ہی افطار کروادے۔ پس ثابت ہوا کہ اللہ کے ہاں ہمارے اعمال کی کوالٹی کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر اخلاص کے ساتھ کسی کو بھی افطاری کروائی جائے وہ بارگاہ خداوندی میں مقبول ہو گی ورنہ نہیں۔ ہمارے ہاں افطار پارٹیاں تو بہت عام ہو گئی ہیں مگر عموما یہ مختلف اغراض و مفادات کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں۔ لہذا یہ ثواب کے اعتبار سے خالی ہوں گی۔

سوال نمبـر ۲

بچوں سے کس عمر میں روزہ رکھوانا چاہیے؟

جواب از: مدیحہ فاطمہ

اس بارے میں بہت سی رائے ہیں۔ جمہور علماء کا یہ قول ہے کہ جب تک بچہ جوان نہ ہو اس پر روزہ واجب نہیں، لیکن ایک جماعت سلف نے بچوں کو عادت ڈالنے کے لیے یہ حکم دیا کہ بچوں کو روزہ رکھوائیں جیسے نماز پڑھنے کے لیے ان کو حکم دیا جاتا ہے۔ شافعی نے کہا سات سے لے کر دس برس تک جب عمر ہو تو ان سے روزہ رکھوائیں۔ جبکہ اسحاق نے کہا جب بارہ برس کے ہوں۔ امام احمد نے کہا جب دس برس کے ہوں۔ اوزاعی نے کہا جب بچہ تین روزے متواتر رکھ سکے اور اس کو ضعف نہ ہو تو اس کو روزہ رکھوائیں ۔ مالکیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ بچوں کے حق میں روزہ مشروع نہیں ہے۔ (وحیدی)

بچے کو سات سال کے بعد روزے کی عادت ڈالنی چاہیے۔ لیکن دس سال کے بعد اس کو متواتر روزرے رکھوائے جائیں۔ لیکن اگر بچہ کمزور ہے اور اس کو دوران روزہ ضعف محسوس ہو تو بارہ سال تک کی عمر تک انتظار بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن سات سال کے بعد بچوں سے روزے کی مشق لازمی کرائیں۔ اس کی تصدیق ایک بخاری کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

"ہم سے مسدد نے بیان کیا، ان سے بشر بن مفضل نے بیان کیا، ان سے خالد بن ذکوان نے بیان کیا، ان سے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ عاشورہ کی صبح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے محلوں میں کہلا بھیجا کہ:" **صبح جس نے کھا پی لیا ہو وہ دن کا باقی حصہ (روزہ دار کی طرح) پورے کرے اور جس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ روزے سے رہے۔** ربیع نے کہا کہ پھر بعد میں بھی (رمضان کے روزے کی فرضیت کے بعد) ہم اس دن روزہ رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے تھے۔ انہیں ہم اون کا ایک کھلونا دے کر بہلائے رکھتے۔ جب کوئی کھانے کے لیے روتا تو وہی دے دیتے، یہاں تک کہ افطار کا وقت آجاتا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 1960، باب صوم الصبیان)

بخاری کے شارح حافظ ابن حجر کے مطابق یہ حدیث بچوں کو روزہ رکھنے کی مشق کرانے پر واضح دلیل پیش کرتی ہے۔

شمائل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رمضان سپیشل

خاور رشید: سیالکوٹ

- حضرت ابن عباس (رض) روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سب سے زیادہ سخی تھے اور خاص طور پر رمضان میں جب جبرائیل آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملتے تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سب لوگوں سے زیادہ سخی ہوتے تھے اور جبرائیل آپ سے رمضان کی ہر رات میں ملتے اور قرآن کا دور کرتے، نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھلائی پہنچانے میں ٹھنڈی ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 5)
- حضرت عائشہ (رض) سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ شب قدر کو رمضان کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔ (صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر 1942)
- حضرت ابن عمر (رض) سے روایت ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صحابہ میں سے کچھ آدمیوں کو خواب میں رمضان کے آخری ہفتہ میں لیلہ القدر دکھائی گئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تمہارا خواب میں دیکھنا آخری سات راتوں کے مطابق ہے تو جو آدمی لیلہ القدر کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ (صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 267)
- حضرت ابن عباس (رض) سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے رمضان میں سفر کیا اور روزہ رکھا یہاں تک کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) (مقام) عسفان میں پہنچے پھر آپ نے پانی کا گلاس منگوایا اور لوگوں کو دکھانے کے لئے اسے دن میں پی لیا پھر آپ نے مکہ آنے تک روزہ نہیں رکھا اور ابن عباس (رض) فرمایا کرتے تھے کہ نبی

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سفر میں روزہ رکھا بھی ہے اور نہیں بھی رکھالہذا جس کا دل چاہے رکھے اور جس کا دل چاہے نہ رکھے۔(صحیح بخاری: جلد دوم: حدیث نمبر 1479)

- حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا کہ جو آدمی رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے یہ ہمیشہ روزے رکھنے کی طرح ہے۔(صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 264)
- سیدہ عائشہ صدیقہ (رض) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رمضان کے آخری عشرہ میں اتنی ریاضت کرتے تھے کہ اس کے علاوہ اور دنوں میں اتنی ریاضت نہیں کرتے تھے(صحیح مسلم: جلد دوم: حدیث نمبر 294)
- نعمان بن بشیر (رض) فرماتے ہیں کہ ہم رمضان کی تیئیسویں رات رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ تہائی رات تک نماز ادا کرتے رہے۔ پھر پچیسویں رات کو آدھی رات تک اور ستائیسویں رات کو اتنی دیر تک نماز ادا کرتے رہے کہ ہمیں سحری کے وقت کے نکل جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔(سنن نسائی: جلد اول: حدیث نمبر 1611)
- حضرت عائشہ (رض) سے روایت ہے کہ جب رمضان کا اخیر عشرہ آتا تو رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) راتوں کو جاگتے اور تہبند مضبوط باندھتے (یعنی ازواج سے الگ رہتے) اور گھر والوں کو بھی نماز کے لئے جگاتے(سنن ابو داؤد: جلد اول: حدیث نمبر 1372)
- حضرت عرباض بن ساریہ (رض) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھ کو رمضان میں سحری کے کھانے پر مدعو کیا تو فرمایا صبح کا (یا دوپہر کا) بابرکت کھانا کھالے۔(سنن ابو داؤد: جلد دوم: حدیث نمبر 579)
- رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ایک انصاری خاتون سے ارشاد فرمایا جس وقت ماہ رمضان آئے تو اس میں عمرہ کرو کیونکہ ماہ رمضان میں ایک عمرہ ادا کرنا حج کے برابر ہے۔(سنن نسائی: جلد دوم: حدیث نمبر 21)

گلدستہ

مرتب: ماہم یامین۔ فیصل آباد

حمد

وجودِ اول، وجودِ دائم وجودِ یکتا وجود ہر سو

اس میں شرح نابود ایک نکتہ، تو بحر وسعت تو بود ہر سو

ازل سے میرا شعورِ ہستی، ہے غرق تیری تجلیوں میں

سمٹ چکی ہے حیاتِ میر، تیری محبت کا دود ہر سو

کہاں کے مشرق کہاں کے مغرب، کہاں کی جہتیں کہاں کی سمتیں

تو بے کراں بے کراں تجلی، تو ارتقائے نمود ہر سو

تو لا مکاں کا مکین ہے لیکن، تیرا مکان ایک قلت میرا

میں وسعتوں میں ہوں تیری شامل، اگر میرے ہیں حدود ہر سو

ہے پرتو جلوہ تبارک، جب آخری منزل عبادت

کہاں سے انورؔ نظر وہ لائیں کہ ہو نصیبِ شہود ہر سُو

انور اللہ انورؔ

تاکید

اسے کہنا

اگر ساتھ آئے، تو ساتھ اپنے

کوئی جگنو، کوئی تارا بھی لے آئے

کہ میرا دل

مرے گھر کی طرح

تاریک رہتا ہے

تابش کمال

لو آگیا پھر ماہ رمضان کا مہینہ

لو آگیا پھر ماہ رمضان کا مہینہ

بھر لو جھولیاں نہ گزر جائے یہ مہینہ

پھر نہ پاسکو گے اسکی رحمتیں اور برکتیں

یہ ہوتا ہے چند دن کا مہینہ

مانگتا نہیں یہ تم سے کچھ زیادہ

بس اتنی سی رکھتا ہے یہ تمنا

صبر و شکر اور تقویٰ ہیں اس کے دوست

جو تم بھی کر لو ان سے دوستی

تو بن جائے گا رب بھی دوست

ہر نماز کو بدل دے گا ستر گنا ثواب سے

جو پڑھو قرآن تو ملے گا اجر دگنا

ہے کوئی جو اس سے سودا کر لے

گھاٹا نہیں یہ تم کو دے گا

ہو خوش نصیب جو پھر سے تم کو ملا یہ مہینہ

بار بار آتا نہیں یہ مہینہ

دیکھو محاسبہ اپنا کرتے رہنا

گزر جائے جب یہ مہینہ

کب موت تم کو اپنی آغوش میں لے لے

نہ کہنا اے کاش پھر آتا رمضان کا مہینہ

نہ ہو گا کوئی رنج و غم باقی

جب پاؤ گے جنت میں رمضان کے ساتھی

جو دیں گے ساتھ ابدی

ہو جائے گا رب بھی راضی

ہو گی کیا خوش نصیبی جب ملے گی شفاعت تم کو

فرشتے بھی منتظر ہیں جو پالو تم اس کو

لو آ گیا پھر ماہ رمضان کا مہینہ

از: مہوش عاصم (ٹورنٹو، کینیڈا)

من میرا پاپ کا گھر سائیں

من میرا پاپ کا گھر سائیں

کچھ جھاڑ جھمیلا کر سائیں

ہے میل محبت دنیا کی

دل ورنہ شیش نگر سائیں

اس بھید سے جینا سیکھا ہے

اک روز ہے جانا مر سائیں

بچ نکلو کشش مادہ سے

دنیاہے اک بھنور سائیں

توبے شک نور کامینارہ

میں خوشبو کااک در سائیں

رہ جگ کوراست دکھانے کو

تومجھ میں آن اتر سائیں

ابن امیدؔ

دعائے لا

اس خدا کے نام سے بہت رحم کرنے والا اور بہت شان والا ہے۔

ا۔جب تقدیر کا قلم تباہی وبربادی کی فیصلہ لکھ چکا ہو
جب ہر شخص تباہ کن عذاب کی آگ میں جلنے کو تیار ہو
جب موت کی تاریکی زندگی کی کرن کو نگل رہی ہو
عبادت کی طاقت تن تنہا ہارے ہوئے عابد کو فتح یاب کرسکتی ہے

توہی ابتدا ہے، توہی انتہا ہے توہی حقیقی سچائی ہے
اپنی کامل عقیدت اور مکمل بھروسے کے ساتھ تیری پناہ مانگتا ہوں

۲۔جب زمین اور آسمان قدرت کے غضب سے لرز رہے ہوں
جب پانی آگ بن رہا اور دریا زہریلے ہو رہے ہیں
جب ساری کائینات تباہی کے دہانے پر کھڑی ہو
عبادت کی طاقت تن تنہا ہارے ہوئے عابد کو فتح یاب کرسکتی ہے

توہی ابتدا ہے، توہی انتہا ہے توہی حقیقی سچائی ہے

اپنی کامل عقیدت اور بھروسے کے ساتھ تیری پناہ مانگتا ہوں

۳۔ جب کائنات، آسمان اور زمین ایک دوسرے میں ضم ہورہے ہوں
جب نحوست کے ستارے تباہی پھیلانے کی ترتیب بناچکے ہوں
جب موت کا فرشتہ اپنی تباہ کاریاں ظاہر کرنے کو بے تاب ہو
عبادت کی طاقت تن تنہا ہارے ہوئے عابد کو فتح یاب کرسکتی ہے
توہی ہر جگہ موجود، سب کچھ دیکھنے والا، سب کچھ سننے والا ہے
اپنی کامل عقیدت اور مکمل بھروسے کے ساتھ تیری پناہ مانگتا ہوں

۴۔ جب سورج، چاند، ستارے، زمان، مکان، دن اور رات معدوم ہوجائیں
جب چاروں سمتیں، ہوا، آگ، زمین، پانی اپنا وجود کھو بیٹھیں
جب قدرت کا قانون اور تقدیر کی کتاب تحلیل ہوجائے
عبادت کی طاقت تن تنہا ہارے ہوئے عابد کو فتح یاب کرسکتی ہے
تو یکتا و یگانہ ہے، توہی سب سے زیادہ رحم کرنے والا اور سب سے زیادہ طاقت ور ہے
اپنی کامل عقیدت اور مکمل بھروسے کے ساتھ تیری پناہ مانگتا ہوں

۵۔ اے قدرت والے خدا، اے غائب و حاضر کو جاننے والے

میں تجھے تیرے اس مبارک نام سے پکارتا ہوں

جس کا علم صرف تیرے پاس ہے

اور میں اپنے اختیار کو تجھے لوٹاتا ہوں جو تونے ہی مجھ کو دیا

اور اپنے تمام امور تیرے سپرد کرتا ہوں

اور تجھ سے راہنمائی مانگتا ہوں

اور تجھ سے اپنے گناہوں پر رحم طلب کرتا ہوں

اگر میرا قول اور ارادہ سچا ہے

تو میری حفاظت فرما، مجھے بچالے اور مجھ پر رحم فرما

آمین

پروفیسر محمد عقیلؔ

عادات نبوی ﷺ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان المبارک سے اتنی زیادہ محبت فرمایا کرتے تھے کہ اس کے پانے کی دعا اکثر کیا کرتے تھے اور رمضان المبارک کا اہتمام ماہ شعبان میں ہی روزوں کی کثرت کے ساتھ ہو جاتا تھا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ رجب کے آغاز کے ساتھ ہی یہ دعا اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان بابرکت بنادے اور ہمیں رمضان نصیب فرما۔''مسند احمد بن حنبل

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سحری تناول فرمانے میں تاخیر کرتے یعنی طلوع فجر کے قریب سحری کرتے تھے۔" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے روزہ جلدی افطار کرنے اور سحری میں تاخیر کا حکم دیا گیا ہے۔" السنن الکبری

جب رمضان المبارک کا اخیر عشرہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی جگا دیتے۔(تاکہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں سے حصہ لیں۔)
صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف حدیث

جب تک رویت ہلال کا ثبوت نہ ہو جائے یا کوئی عینی گواہ نہ مل جائے، آپ ﷺ روزے شروع نہ کرتے۔(زاد المعاد)

رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے اور اگر تر کھجوریں بروقت موجود نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔(جامع ترمذی، معارف الحدیث)

رسول اللہ ﷺ جب افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے: ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ العُرُوقُ وَثَبَتَ الاَجْرُ اِنْ شَآءَ اللهُ۔
(سنن ابی داود معارف الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ جواد (سخی) تھے اور رمضان میں (دوسرے اوقات کے مقابلہ میں) جب جبرائیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے بہت ہی زیادہ جود و کرم فرماتے۔ جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کا دورہ کرتے، غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو بھلائی پہنچانے میں بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ جود و کرم فرمایا کرتے تھے۔(صحیح بخاری)

اس شمارے کے مشکل الفاظ معنی

ماہم یامین: فیصل آباد

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
اداریہ ۱		**حقیقی برکتِ قرآن اور احترامِ قرآن کیا ہے؟**	
تلاطم	آپس میں ٹکرانا، پانی کے تھپیڑے، طوفان	مصالحت	آپس میں میل ملاقات کرنا، باہمی صلح
واثق	مضبوط، پکا، مستقل	سوز	جلن، دکھ، درد
اداریہ ۲		**تقویٰ کا رمضان سے خصوصی تعلق**	
متقاضی	طلب کرنے والا	تفویض	سپردگی، حوالگی
ذہنی آسودگی	ذہنی سکون	ملکوتی	فرشتوں سے متعلق، فرشتوں جیسی
حصار	احاطہ، گھیرا	صوابدید	اچھی تجویز، منظوری، مصلحت
فہم الحدیث		واشگاف	ظاہر، کھلا
مجروح	زخمی	**روزے کی مشکلات اور ان کا علاج**	
رمضان ایسے گزاریں!		اشتہا	خواہش، بھوک
قبیح	برا، نازیبا، نامناسب	غایت	غرض، مطلب، انجام
تصنع	بناوٹ، دکھاوا	دراندازی	بے جا مخالفت
تماشائے شمع و پروانہ اور حقیقت شناسی		روزے کا انتظار کیوں اور کیسے کیا جائے؟	
ہیچ	نکما، ناکارہ، کچھ نہیں	کجی	ٹیڑھا پن

رمضان المبارک میں قرآن کریم کی تلاوت		مشتبہ	مثال دیا گیا
شغف	دلچسپی	صدقہ وخیرات اور رمضان	
رمضان کے روح پرور لمحات سے لطف اٹھایئے		شائبہ	آمیزش، آلودگی، شبہ
بالیدگی	افزائش، بڑھوتری	روزہ	
جار	پڑوسی، جوش، تیزی، زور	جوکھم	مشکل کام، خطرہ، نقصان
سالانہ امتحان		بے حساب	
چنیدہ	منتخب، چُناہوا	درشت	سخت، کھردرا، بھاری
تنزلی	کمی، درجہ ٹوٹنا	روزہ اور صحت	
دنیاوی واخروی سیزن		جِلا	چمکانا
تہی دست	خالی ہاتھ، مفلس	رسائل ومسائل	
خمیدہ سری	جھکا ہوا سر	فائق	برتر، ممتاز، اعلیٰ
		مشروع	شریعت کے مطابق جائز کیا گیا